الصلوٰۃ والسلام علیک یا اعلم الخلائق

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وھابیوں دیوبندیوں نجدیوں کے ہمارے پیارے
نبی کریم روف الرحیم کے علم غیب عطائی پر اعتراضات
کا مکمل رد اور جواب

تصنیف لطیف
مولانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

تحقیق ترتیب جدید تصحیح
قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا اعلم الخلائق

علمِ غیبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف لطیف

مولانا ابو البشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

تحقیق، ترتیب جدید وتصحیح

قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموکی

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
Phone
0333-4383766
042-7213575

نام کتاب .... علم غیب رسول ﷺ

نام مؤلف .... ابوالبشیر مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی

تحقیق وترتیب .... قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

جدید وتصحیح .... مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموںکی

اشاعت دوم 2009ء 1430ھ

کمپوزنگ .... اُم حبیبہ

صفحات 320

زیرنگرانی .... چوہدری محمد خلیل قادری

تحریک .... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر .... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت .... روپے

Rs200

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

فہرست

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کتاب میں انبیاء و اولیاء کے غیب دان ہونے کو ایسے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ منکر کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے، چنانچہ۔

باب اول: قرآن مجید سے انبیاء کے غیب دان ہونے کا ثبوت۔

باب دوم: وہ آیات جن سے علم غیب کی بظاہر نفی ثابت ہوتی ہے ان کا صحیح مفہوم۔

باب سوم: احادیث سے انبیاء کے غیب دان ہونے کا ثبوت۔

باب چہارم: علماء و صلحاء کے فتاوی اور تصریحات علم غیب الرسل کے اثبات میں

باب پنجم: صحابہ کرام و اولیاء اللہ کے غیب دان ہونے کا ثبوت احادیث نبویہ اور روایات صحیحہ سے۔

باب ششم: علم غیب الرسل کے منکرین کے تقریباً یک صد اعتراضات کے دندان شکن جواب، علاوہ اس کے علم غیب الرسل کے متعلق ایک دلچسپ علمی مباحثہ و مناظرہ کی کیفیت بھی لکھی گئی ہے جو مابین مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے بمقام بریلی میں ہوا تھا۔

پیش کش

اس دربار رسالت میں، جہاں صدیقین و مقربین اپنے صدق و تقرب کی بضاعت ثمینہ بطور پیشکش لئے کھڑے ہیں، جہاں اقطاب و ابدال اپنے عرفان

ویقین کا متاع گرانمایہ بطریق نذرانہ لائے ہیں جہاں شہداء وصالحین اپنی صلاح وسعادت کا سرمایہ فراواں نثار کر رہے ہیں، جہاں زہاد وعباد اپنے تقوی وطاعت کی دولت بے پایاں لٹا رہے ہیں، اور وہ سرکار نبوت جہاں روئے زمین کے ائمہ علوم کا علم وفضل چاک ضراعت پر جھک رہا ہے جہاں ربع مسکوں کے شعراء وادباء کی بلاغت وزبان آوری آستانہ ادب کو چوم رہی ہے، جہاں ہفت اقلیم کے سلاطین کی سطوت وجبروت صفتِ لغال میں لوٹتی ہے اور ایک فقیر بے مایہ اور گدائے تہی دست کون سا ہدیہ درخورِ حضرت پیش کر سکتا ہے؟ سوائے اس کے کہ چند اوراق کو عجز ونیاز کے رشتے میں منسلک کر کے اور خجلت وندامت کے غلاف میں رکھ کر نذر گزارنے کی جرائت کرے اور یوں عرض پیدا ہو۔

زمہوری بر آمد جانِ عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم!
نہ آخر رحمۃ للعالمینی؟ ز محروماں چرا غافل نشینی؟
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی برحال لب خشکاں نگاہے
چو ہول روز رستا خیز خیزد بآتش آبروئے ما نریزد
کند بہ ایں ہمہ گمراہی ما ترا اذن شفاعت خواہی ما
بحسنِ اہتمامت کارِ جامی طفیلِ دیگراں باید تمامی

ابوالبشیر محمد صالح بن مولوی مست علی

لاہور

یکم رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ

دیباچہ

حمد و نعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله الذی خلق الانسان علمه البیان والصلاة والسلام علی سید المرسلین محمدن الذی علمه علوم الاولین والآخرین وعلی آله العالمین بما کان وما یکون واصحابه الذین اختارهم الله لعلوم وفنونے

مَلِیْكٌ مَالِكٌ مَوْلَی الْمَوَالِیْ ۔۔۔ لَـهٗ وَصْفُ التَّكَبُّرِ وَالتَّعَالِ

اِلٰـهُ الْخَلْقِ مَوْلَانَا قَدِیْمٌ ۔۔۔ وَمَوْصُوْفٌ بِاَوْصَافِ الْكَمَالِ

هُوَالْحَیُّ الْمُدَبِّرُ كُلَّ اَمْرٍ ۔۔۔ هُوَ الْحَقُّ الْمُقَدِّرُ ذُوْالْجَلَالِ

وَخَتْمُ الرُّسُلِ بِالصَّدْرِ الْمُعَلّٰی ۔۔۔ نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ ذِیْ جَمَالِ

اِمَامُ الْاَنْبِیَاءِ بِلَا اخْتِلَافٍ ۔۔۔ وَتَاجُ الْاَصْفِیَاءِ بِلَا اخْتِلَالِ

وَبَاقٍ شَرْعُهٗ فِیْ كُلِّ وَقْتٍ ۔۔۔ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَارْتِحَالِ

وَلِلصِّدِّیْقِ رُجْحَانٌ جَلِیٌّ ۔۔۔ عَلَی الْاَصْحَابِ مِنْ غَیْرِاحْتِمَالِ

وَلِلْفَارُوْقِ رُجْحَانٌ وَفَضْلٌ ۔۔۔ عَلٰی عُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ عَالِ

وَ ذُوالنُّوْرَیْنِ حَقًّا كَانَ خَیْرًا ۔۔۔ مِنَ الْكَرَّارِ فِیْ صَفِّ الْقِتَالِ

وَلِلْكَرَّارِ فَضْلٌ بَعْدَ هٰذَا ۔۔۔ عَلَی الْاَغْیَارِ طُرًّا لَاتُبَالِ

وَلِلصِّدِّیْقَةِ الرُّجْحَانُ فَاعْلَمْ ۔۔۔ عَلَی الزَّهْرَاءِ فِیْ بَعْضِ الْخِلَالِ

وَلِلْمُحْسِنِیْنَ تَرْجِیْحٌ بِكُلٍّ ۔۔۔ عَلٰی اَوْلَادِ خُلَفَاءِ الْكَمَالِ

لِكُلِّ الصَّحْبِ مِنْهُمْ لَاتَسُبُّوْا ۔۔۔ نُجُوْمَ الرُّشْدِ هُمْ اَهْلُ النَّوَالِ

بعد حمد وصلوۃ کے بندۂ ناچیز ابوالبشیر محمد صالح سجادہ نشین بن مولانا مولوی مست علی حنفی نقشبندی چشتی قادری سہروردی طَابَ اللّٰہُ ثَرَاہُ وَ جَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ ساکن میترانوالی ضلع سیالکوٹ (پنجاب) حنفی مذہب اور صوفی مشرب احباب کی خدمت اقدس میں یوں رقمطراز ہے کہ اس سے پیشتر میں متعدد کتابیں تصنیف وتالیف کر چکا ہوں۔

جن کو عوام کیا خواص نے بھی بڑی وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے،

چونکہ آج کل ہندوستان میں گمراہ اور بے دین ملاؤں نے مذہب اسلام کو تختۂ مشق بنا رکھا ہے اور اپنے چرب نوالوں اور تر لقموں کی خاطر اپنے اپنے دام تزویر پھیلائے ہوئے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی قسمت کا مارا اپنے شامت اعمال سے ان کے سبز باغوں کو دیکھ کر آ ہی پھنستا ہے۔

علاوہ ازیں زمانہ کی بھی بھیڑ چال ہے کہ جہاں کوئی نیا مذہب ایجاد ہوا، فورا اس کی طرف عوام کیا خواص رجوع کرنے لگتے ہیں وجہ یہ ہے کہ

کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ۔

ہر نئی چیز مزے دار معلوم ہوتی ہے۔

اس لئے عوام الناس عموما نئی چیز یا نئے مذہب کی باتوں کے سننے کے بڑے مشتاق ہوتے ہیں۔ اور کم علمی اور جہالت کی وجہ سے موجد مذہب کے دھوکے میں آجاتے ہیں، مزید برآں کے چکنی چپڑی باتیں ان کی ظاہری شکل وشباہت اور لمبی لمبی داڑھی کو دیکھ کر سادہ لوح بھولے بھالے مسلمان مغالطے میں پڑھ کر صراط مستقیم سے پھسل جاتے ہیں لہٰذ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بے دینوں کی صحبتِ بد اور نیش زہر آلود سے متنفر رہے!

پس میں نے اہل سنت والجماعت کا صحیح عقیدہ ان رسالہ جات میں ارقام

کر دیا ہے اور اُن کے عقائد باطلہ کی تردید ایسی جامع اور شرح وبسط کے ساتھ کی گئی ہے کہ پھر کسی اور کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی، میں دعوی سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اس سلسلہ کتب کو عقل سلیم سے مطالعہ کرے گا اس کو حق اور باطل کا صحیح معیار اور نجات کا سیدھا راستہ معلوم ہو جائے گا۔

مزید برآں آج کل بعض بے دینوں اور چال بازوں نے ایک عجیب منافقانہ روش اور چال اختیار کر رکھی ہے کہ بظاہر تو وہ اپنے آپ کو مقلد اور صوفی کہتے ہیں لیکن اس کی آڑ میں اپنے مردود اور باطل عقائد شیریں زبان میں بیان کر کے کم علم اور جہلاء کو مغالطہ میں ڈال کر ان کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

یہ لوگ دراصل مار آستین ہیں، ان کو پورے مسلمان نہ سمجھئے! بلکہ ان کو غلط کار گمراہ کہنا بے جا نہ ہوگا، کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آیات اور احادیث کا غلط مفہوم (جمہور کے برخلاف) اپنی رائے سے بتلا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، گویا وہ اپنی ذاتی رائے سے قرآن مجید کا ایسا مطلب بیان کرتے ہیں جو سلف صالحین کی تحقیق اور عقائد کے صریح خلاف ہوتا ہے، حالانکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایسے خانہ ساز مطالب قرآن کے بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

جو کوئی قرآن مجید کے معانی اپنی ذاتی رائے سے بیان کرے وہ گمراہ اور بے دین ہے اور آخرت میں عذاب شدید میں مبتلا ہوگا۔

اللہ تعالی ان ناسمجھوں اور گمراہوں کو رشد وہدایت بخشے، تاکہ وہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے مطالب ومعانی سلف صالحین کی تحقیق کے مطابق صحیح صحیح بیان کیا کریں، اور اس طرح وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اختلافی مسائل کی مختصر فہرست

بعض لوگ عموما یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں چنداں اختلاف نہیں ہے، متعصب مولوی خوانخواہ ایک دوسرے کو کافرو مشرک بنادیتے ہیں،

افسوس ہے کہ اب لوگوں کو خود تو اتنا علم نہیں ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں اس لئے وہ اپنی رائے کو صائب سمجھ کر محققین علماء کے پیش کردہ مستند دلائل و براہین سے انکار کر کے صراط مستقیم سے پھسل کر گمراہ ہو جاتے ہیں، حالانکہ فرقہ ناجی یعنی اہل سنت والجماعت اور دیگر گمراہ فرقوں میں کئی ایک مسائل میں اختلاف ہے، چنانچہ بعض کا اختلاف تو فروعات میں ہے اور بعض کا اعتقادات میں، فروعات میں اختلاف تو چنداں ضرر رساں نہیں ہے، مگر ہاں عقائد میں جو اختلاف ہے وہ البتہ سخت ضرر اور نقصانِ ایمان کا باعث ہے، کیوں کہ غلط عقیدہ والا شخص خواہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی عبادت اور کیسا ہی عمدہ اور بے ریا عمل کرے، بارگاہِ ایزدی میں ہرگز ہرگز مقبول نہیں ہوسکتا، کیوں کہ جب بنیاد ہی صحیح نہیں ہے تو پھر فروعات کب صحیح ہوسکتے ہیں۔

ناظرین کی توسیع خیالات کے لئے ان اختلافی مسائل کی مختصر فہرست تحریر کی جاتی ہے جن میں اہل سنت والجماعت اور دیگر گمراہ فرقوں کے عقائد میں فرق ہے۔

نیز اس فہرست کے مطالعہ سے ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق ہو جائے گی کہ واقعی فرقہ ناجیہ اور فرقِ باطلہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ (۱)

اللہ تعالیٰ جھوٹ وغیرہ بولنے سے پاک اور منزہ ہے، اور یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ جھوٹ بولے، گو وہ ہر شئے پر قادِر ہے مگر صفات مذمومہ کے ارتکاب پر نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب بالاتفاق مُمتنع ہے اور کذب نقص ہے، اور نقص خدا پر بالاجماع محال ہے، اور جب کذب خدا پر ممتنع ہوا تو واجب ہے کہ اس کا کلام صادِق ہو۔

گمراہ اور باطل فرقوں کا عقیدہ (۱)

بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، یعنی جھوٹ بول سکتا ہے (مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ)

اہل سنت کا عقیدہ (۲)

ندائے غیبیہ یعنی انبیاء واولیاء کو خطابِ حاضر کرنا جائز ہے، مثلاً یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، یَاشَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِیُّ، یَامُجَدِّدَ اَلْفِ ثَانِ، یَامُعِیْنَ الدِّیْنِ جِشْتِیُّ وغیرہ (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ فضائل رسول اللہ فی جواز ندائے یا رسول اللہ)

فرقہ باطلہ کا عقیدہ باطلہ (۲)

ندائے غیبیہ یعنی غیر اللہ کو خواہ وہ نبی ہو، یا ولی، خطاب حاضر کا کرنا یعنی کلمہ یا سے جو حاضر کے لئے مختص ہے پکارنا شرک وکفر ہے۔ (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہلِ حق کا عقیدہ (۳)

اولیاء وانبیاء سے خواہ وہ زندہ ہوں، یا مُردہ استعانت اور مدد مانگنی جائز ہے۔ (دلائل کے لئے رسالہ فضائل رسُولُ اللہ فی جواز ندائے یارسُولَ اللہ)

اہلِ باطل کا عقیدہ (۳)

غیر اللہ سے خواہ وہ نبی ہو یا ولی مدد مانگنی شرک وکُفر ہے (تقویۃ الایمان)

اہلِ حق کا عقیدہ (۴)

انبیاء واولیاء کو علم الغیب عطائی اور وہبی اللہ تعالی کی طرف سے جاننا صحیح اور دُرُست ہے (دلائل کے لئے دیکھو یہی رسالہ ''علم غیب،،)

اہلِ باطل کا عقیدہ (۴)

اللہ تعالی کے سِوا کسی مخلوق کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی غیب دان جاننا کُفر وشرک ہے (تقویۃ الایمان)

اہلِ حق کا عقیدہ (۵)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ہر قسم کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے، خواہ وہ انسان ہو یا جن یا فرشتہ (دلائل کے لئے یہی رسالہ ''علم غیب،،)

اہلِ باطل کا عقیدہ (۵)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بڑھ کر شیطان عالِم ہے (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد دیوبندی)

اہلِ حق کا عقیدہ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وبارک وسلم کی تعظیم وتکریم تمام مخلوق سے بڑھ کر کرنی چاہیے۔ (صحیح بخاری ومدارج النبوۃ وغیرہ)

اہلِ باطل کا عقیدہ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ (تقویۃ الایمان)

اہلِ حق کا عقیدہ (۷)

تصورِ شیخ جائز اور دُرُست ہے (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ "تَصَوُّرِ شیخ،،)

باطل کا عقیدہ (۷)

تصورِ شیخ وغیرہ کفر وشرک ہے، (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہلِ حق کا عقیدہ (۸)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نظیر نہ ہوسکتا ہے، اور نہ ہوا ہے، یعنی حضور کا مِثل اور نظیر ہونا ناممکن اور محال ہے۔

باطل کا عقیدہ (۸)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مثیل اور نظیر خُدا تعالیٰ پیدا کر سکتا ہے (تقویۃ الایمان)

اہلِ حق کا عقیدہ (۹)

غلام رسول، عبد الرسول، محمد بخش، میراں بخش وغیرہ نام رکھنے جائز اور

درست ہیں۔دلائل کے لئے دیکھو کتاب "التوحید،،

باطل کا عقیدہ (۹)

غلام رسول، عبدالرسول، محمد بخش، میراں بخش وغیرہ نام رکھنے شرک فی اسماء الٰہی ہے (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہل حق کا عقیدہ (۱۰)

مُردے زندہ ہو سکتے ہیں نبی کے معجزے سے یا ولی کی کرامات سے (دلائل کے لئے دیکھو کتاب "فضائل رسول،،)

باطل کا عقیدہ (۱۰)

کوئی شخص دنیا میں مرنے کے بعد زندہ نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے، کسی مخلوق کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا شرک و کفر ہے (عقائد قادیانی)

اہل حق کا عقیدہ (۱۱)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں سلسلہ نبوت آپ کے بعد ختم ہو گیا اب کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے، اور اس کے ماننے والے کافر ہیں (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ "ختم نبوت،،)

باطل کا عقیدہ (۱۱)

نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا، ہاں تشریعی نبی نہیں ہو سکتا، مگر غیر تشریعی ہو سکتا ہے جو اس کو نہ مانے، وہ کافر ہے (عقائد قادیانی)

اہل حق کا عقیدہ (۱۲)

تمام انبیاء بالعموم اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام بالخصوص روضہ مبارکہ میں زندہ

ہیں، ان کو حیات حسّی جسمانی ہے، نہ معنوی (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ُحیات الانبیاء،،)

باطل کا عقیدہ (۱۲)

کوئی نبی یا ولی اپنی قبر میں زندہ نہیں ہے بلکہ مر کر مٹی ہو گئے (تقویۃ الایمان وغیرہ)، اور بعض کہتے ہیں کہ انبیاء کو حیات معنوی ہے نہ جسمانی (مولوی اشرف علی تھانوی)

اہل حق کا عقیدہ (۱۳)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا دیگر اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ''زیارت روضۂ مقدسہ،،)

باطل کا عقیدہ (۱۳)

کسی نبی یا ولی کی قبر کی زیارت کرنے کے لئے عمداً سفر کرنا شرک و کفر ہے (تقویۃ الایمان)

اہل حق کا عقیدہ (۱۴)

مولد شریف میں سلام کے وقت قیام تعظیمی کرنا جائز اور دُرُست ہے (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ''جوازِ قیام،،)

اہل باطل کا عقیدہ (۱۴)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی غائبانہ تعظیم کے لئے کھڑا ہونا کُفر و شرک ہے (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہل حق کا عقیدہ (۱۵)

مُردوں کو بعد میں ثواب برابر پہنچتا رہتا ہے، خواہ صدقہ جاریہ ہو یا کسی اور کا عمل (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ''اثبات ایصال ثواب،،)

اہلِ باطل کا عقیدہ (۱۵)

مُردے کے مرنے کے بعد عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور غیر کے عمل کا ثواب تو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

اہل حق کا عقیدہ (۱۶)

تقلید شخصی واجب ہے۔ (دیکھو رسالہ تقلید شخصی)

باطل کا عقیدہ (۱۶)

تقلید شخصی بِدعت بلکہ کُفر و شرک ہے۔

اہل حق کا عقیدہ (۱۷)

اصُولِ دین چار ہیں، قرآنِ مجید، احادیثِ نبویہ، اجماعِ اُمّت، قیاس۔ (دیکھو رسالہ اجتہاد)

باطل کا عقیدہ (۱۷)

اصول دین صرف قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور باقی شرک و بدعت۔

اسلام کے متضاد فرقوں میں ناجی فرقہ پرکھنے کا صحیح معیار

سوال: مسلمانوں جب فیما بین اتنے بے شُمار اختلاف ہیں جس کے باعث ایک

گروہ دوسرے گروہ کو کافر و مشرک کہتا ہے، تو ایک طالب حق کے دل میں خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان فرقوں میں سے کون سا فرقہ راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر ہے ، اور کون سا غلطی اور گمراہی پر اور ان کے پرکھنے کا صحیح معیار کیا ہے؟

بہتر فرقے دوزخی، ایک فرقہ ناجی اور بہشتی ہوگا

جواب: اس میں شک نہیں ہے کہ اسلام کے سینکڑوں متضاد اصول کے فرقوں کو دیکھ کر ایک طالب حق خود بخود صحیح اور ٹھیک فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کون سا فرقہ حق پر ہے، اور کون سا غلطی اور گمراہی پر، جب تک کہ اس کے پرکھنے کا صحیح معیار اور کسوٹی معلوم نہ ہو جائے، چونکہ اس کا صحیح معیار خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہی بتلا دیا ہے اس لئے جس فرقے کے اصول اور قواعد اس کے مطابق ہوں گے وہ سچا اور صحیح قرار دیا جائے گا اور باقی غلط۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میری اُمّت کے تہتر فرقے ہوں گے جن میں سے بہتر تو گمراہ اور دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ ناجی بہشتی ہوگا (جو اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہے) جیسا کہ مسند امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ بَنِی اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَی اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفَرَّقَ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً

یعنی بنی اسرائیل کے بہتر فرقے تھے، اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے (جو اصول اور عقائد میں اختلاف رکھیں گے)

کُلُّھُمْ فِی النَّارِ

یعنی یہ سب فرقے دوزخ کے مستحق ہیں،

اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً۔

مگر ایک فرقہ،

قَالُوْا مَنْ هِيَ،

یعنی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کان سا فرقہ ہے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔

یعنی آپ نے ارشاد فرمایا: کہ جو میرے طریقے اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہوگا۔

مام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے:

وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةِ۔

یعنی ایک فرقہ بہشتی ہے اور اس کا نام جماعت ہے۔

کیونکہ وہ حق بات پر جمع ہیں ان کے اصول اور عقائد مختلف نہیں ہیں، اور اجماع سلف کے مطابق چلتے اور ان کی پیروی کرتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

یہ وہ راہ راست ہے سیدھا جو جنت کو گیا
غیر اس کے کُلُّهُمْ فی النار حضرت نے کہا

غرض آپ کی یہ پیش گوئی بہت جلد ظہور میں آئی، چنانچہ زمانہ خلفائے راشدین کے بعد ہی عقائد کی جزئیات میں اختلاف شروع ہوگیا، گویا وہ طریقہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کا تھا اس میں بعض نے اپنی نفسانی خواہش سے اپنی رائے کو دخل دے کر کتنے ہی لوگوں کو راہ راست سے ہٹا کر اپنے عقائد مخترعہ کے مطابق کر لیا، اسی طرح ہوتے ہوتے بہت سے فرقے پیدا ہوگئے۔ حتی کہ بہتر

تک نوبت پہنچ گئی اور جس فرقے میں سے یہ فرقے نکل کر الگ ہوئے تھے وہ تہترواں تھا جس کا نام فرقہ ناجیہ یعنی نجات پانے والا فرقہ ہے، یہ فرقہ صحابہ، تابعین ، تبع تابعین اور مجتہدین کے طریقے پر ہے، یہی سوادِ اعظم ہے، یہی اہل السنت والجماعت کا ناجی فرقہ ہے، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی یہ سب فرقے اہل السنت والجماعت ہیں، کیوں کہ ان کا آپس میں بجز چند مسائل فروعی کے اور کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے، تمام محدثین صحاح ستہ وغیرہ مقلد ہوئے ہیں، باقی تمام فرقے گمراہ اور مردود ہیں، گو یہ لوگ اپنے عقائد باطلہ کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے استدلال کر کے مغالطہ دیتے ہیں مگر ان کی من گھڑت تاویلیں اور غلط معانی سلف صالحین کی تحقیق کے بالکل برخلاف اور برعکس ہیں، اس لئے ان کے سبز باغوں کو دیکھ کر دھوکہ میں نہیں آنا چاہئے۔

گمراہ کن لوگوں کے مغالطہ سے احتیاط اور پرہیز کا حکم

ایسے مغالطہ دینے والوں کے بارہ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بطور پیش گوئی فرمادیا ہے۔

کہ آخر زمانہ میں ایسے چالاک لوگ ہوں گے جو نیکوں کے لباس میں ہو کر سادہ لوح مسلمانوں کو راہ راست سے گمراہ کریں گے،

چنانچہ اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ.

آخری زمانہ میں بناوٹی اور جھوٹے ہوں گے۔

جو علماء اور مشائخ نیکوں کے لباس میں آ کر لوگوں کو اچھے عقیدوں سے بد

مذہبی کی طرف بلائیں گے۔

يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآئُكُمْ۔

جو باتیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں سنی ہیں، وہ سنائیں گے یعنی عقائد اور اعمال تمہارے اور تمہارے بزرگوں کے مخالف بتائیں گے، فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ یعنی اپنے آپ کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے آپ سے ہٹاؤ، مقصود بچنا اور احتیاط کرنا ہے دین کے سیکھنے میں اور پرہیز اور اجتناب کرنا بدعتیوں کی صحبت اور مل بیٹھنے سے

لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

تا کہ تم کو گمراہ نہ کردیں، اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

چوں بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

حرف درویشاں بدزد مردِ دوں تا بخواند بر سلیمے آں فسوں

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر تا فریبد مرغ زاں مرغ گیر

کار مرداں روشنی وگرمی است کارِ دوناں حیلہ و بے شرمیست

سواداعظم (اہل سنت والجماعت) کی پیروی

پس اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ گمراہ فرقوں کی کثرت ہو رہی ہے، یہ لازمی امر ہے کہ فرقہ اہل السنّت والجماعت کی پیروی کی جائے، جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے سواداعظم کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ورنہ دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا،

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (رواہ ابن ماجة)

ابن ماجہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پیروی کرو سواد اعظم کی، جو کوئی جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں جا پڑا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (رواہ الترمذی)

صحیح ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرتا اور نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست (کرم) جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں جا پڑا۔

عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

اَلشَّيْطَانُ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاةَ الشَّاذَّةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْاُلْفَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسَاجِدِ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر)

مسند احمد معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شیطان آدمی کے لئے بھیڑیا ہے جماعت سے الگ کر کے ہلاک کر دیتا ہے جیسے بکری کے لئے بھیڑیا ہے کہ وہ اس بکری کو بھی جو گلہ سے دور رہتی ہے، اور اس بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر رہتی ہے وہ پکڑ لیتا ہے تم اپنے آپ کو ایسے

راستوں سے بچاؤ اور تم کو لازم ہے کہ تم جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو۔

عن ابی ذر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ عَنْ عُنُقِهِ (رواہ ابو داؤد، مسند احمد بن حنبل، مستدرک)

مشکوۃ شریف میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا:

جو کوئی جماعت سے ایک بالشت بھر جدا ہوا، تحقیق اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال دیا۔

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ سواد اعظم (بڑی جماعت) سے الگ نہیں ہونا چاہئے، اور سواد اعظم فرقہ اہل السنت والجماعت ہی کہلانے کا مستحق ہے جو تمام صحابہ تابعین، تبع تابعین، مجتہدین اور اولیائے کرام کا دستور العمل رہا ہے جن کے اظہار کے لئے یہ سلسلہ کتب مرتب کیا گیا ہے جن میں فرقہ ناجی کے صحیح عقائد اور اصول دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کئے گئے ہیں اور مخالفوں کے اعتراضات کے جواب بھی ایسے دندان شکن دیئے گئے ہیں، کیوں کہ ان کو سوائے سکوت یا تسلیم کے چارہ نہیں ہوسکتا۔

افسوس ہے کہ بے دین لوگوں نے عذاب اخروی سے نڈر ہو کر محض اپنے چرب نوالوں اور تر لقموں کی خاطر نئے نئے مذہب جاری کر رکھے ہیں، اور ان کی اشاعت کے لئے اپنے اپنے دام تزویر مختلف طریق اور ڈھنگ پر پھیلائے ہوئے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی قسمت کا مارا ان کے سبز باغوں کو دیکھ کر آ ہی پھنستا ہے۔

ان مذاہب باطلہ کی نسبت حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

چنانچہ امام احمد دارمی اور نسائی میں مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر ایک صراط مستقیم بنا کر فرمایا: یہ اللہ تعالی کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں طرف خط کھینچے اور فرمایا: کہ ان راہوں کے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔

الحاصل غیرت دینی اور حمیت مذہبی نے مجبور کیا، کہ بقول شیخ سعدی رحمہ اللہ۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

ان لوگوں کو راہ راست پر لایا جائے، اور مذبذبین کو تذبذب کے گڑھے سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم کیا جائے، اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے حق و باطل کے پرکھنے کا صحیح معیار اور دستاویز ہو جائے جو ان کی ہدایت کا باعث ہو، چنانچہ کئی روز کے غور وخوض کے بعد کہ یہ کام کس کے سپرد کیا جائے، کئی اشخاص کو تحریک دلائی گئی، مگر صدائے برنخاست۔

آخر الامر اس اہم اور ضروری کام کو خود ہی کرنا شروع کر دیا، گو میں اس قابل نہ تھا کیوں کہ میری علمی لیاقت محدود اور میری معلومات قلیل ہیں، مگر اشتیاق نے میری حوصلہ افزائی کی، کمر ہمت باندھ کر شب و روز دماغ سوزی کرتا رہا، بعض اوقات دقیق اور مشکل مسائل کے حل کرنے میں مہینوں گذر جاتے تھے مگر اللہ تعالی کے فضل وکرم اور اولیاء کرام کی روحانی توجہ سے قلیل عرصہ میں میں نے کئی ایک مضمون مختلف عنوان پر تیار کر لئے، جو انشاء اللہ تعالی یکے بعد دیگرے شائع ہوتے رہیں گے، مجھ کو یقین کامل ہے کہ ان رسالہ جات کے مطالعہ سے ناجی فرقے کا صحیح معیار طالب حق کو مل جائے گا، جو پیاسے کی پیاس بجھا دے گا۔

اور ان کو تحقیق حق کے لئے مزید کتابوں کے دیکھنے کی ضرورت باقی نہ رہے

کی، باوجود ان خوبیوں کے ہر ایک رسالہ کی قیمت واجبی رکھی گئی ہے۔

التماس مؤلف بہ برادران احناف

اگر راقم الحروف کے ہم خیال شائقین صدقِ دل سے اس سلسلہ کُتُب کی طرف جو دراصل مذہب حقّہ اہلِ سُنّت وجماعت کی اشاعت ہے توجّہ فرمائیں گے تو بہت جلد یہ رسائل طبع کر سکیں گے۔

گویا ان کے جلد طبع ہونے کا انحصار محض ہم مشرب احباب کی امداد اور اعانت پر ہے اس طرح کہ وہ خُود بھی ایک ایک رسالہ خریدیں اور دُوسروں کو بھی اس کے خریدنے کی ترغیب وتحریص دلائیں، کہ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِه کے مصداق ہوں گے کیا ہی اچھا ہو کہ اگر مالدار اور اہلِ ثروت احباب اس سلسلہ کے مُتعدّد رسالہ جات خرید کر غُرباء کو تقسیم کریں، تو وہ عند اللہ ماجُور اور عند الناس مشکور ہوں، غرض اس کا اجر ان سب احباب کو جو ان رسالہ جات کی کسی طرح کی بھی امداد فرمائیں گے بارگاہ ایزدی سے بے حساب ملے گا وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمے بینم بقائے

ابوالبشیر مولوی محمد صالح سجادہ نشین بن مولوی مست علی صاحب نقشبندی

میتراں والی سیالکوٹ پنجاب

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ



مُقدّمۃ

آج کل مسئلہ علم غیب نبی علیہ الصلاۃ والسلام ایسا زیر بحث ہو رہا ہے کہ ہر طرف عوام کیا خواص میں بھی اسی کا ذکر سُنا جاتا ہے، چُنانچہ اسی بحث میں مخالف اور موافق بے شمار رسالے لکھے جا چکے ہیں لیکن ان سب میں جامع ومدلّل رسالہ ’’الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفی‘‘ ہے جس کو مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے تالیف فرمایا ہے، غرض آج تک جس قدر رسالے لکھے جا چکے ہیں، یہ ان سب کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور ان کی کمی کا جامع بھی ہے۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ہر عاقل کو تسلیم ہے کہ جب تک عقیدہ صحیح نہ ہو، کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا، چونکہ زمانہ نبوّت سے لے کر اب تک تمام علمائے محققین وفضلائے مدققین یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ما کان وما یکون (یعنی گذشتہ اور آئندہ) کا حال باعطائے الٰہی معلوم تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صفت علم غیب عطا فرمائی تھی لہٰذا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عالم مغیبات بالواسطہ یا وہبی غیب ماننے سے نہ تو شرک لازم آتا ہے اور نہ ہی کفر مگر ہاں جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اس صفت کا مُطلقاً منکر ہے، البتہ وہ کافر ہے اور جو کوئی اس کے کُفر میں شک وشُبہ کرے وہ بھی کافر ہے، پس جس طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کا منکر بالاتفاق کافر ہے اسی طرح حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی صفات کا منکر بھی محققین کے نزدیک کافر ہے۔

کافر مطلق ہے، مرتد ہے، ملعون ہے وہ

جو رسالت کی رسول پاک کا قائل نہیں

الغرض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے صفت علم غیب بالاتفاق بنص قطعی قُرآنی ثابت ہے پس منکر منصوص نص قرآن مجید کا مکذّب کافر ہے، نیز حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان کا منکر منقص ہے، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان کا منقص کافر ہے، ہاں اگر کوئی جاہل شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے علم غیب بالاستقلال بغیر بتلائے علام الغیوب کے ثابت کرے تو وہ البتہ کافر ہو سکتا ہے، کیوں کہ علم غیب بالاستقلال خاص ذات باری کے واسطے مختص ہے، میری دانست میں ایسا تو کوئی شخص بھی نہیں ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ایسا عقیدہ رکھتا ہو بلکہ جاہل سے جاہل کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالی نے ہی علم غیب مرحمت فرمایا ہے، نہ صرف غیب بلکہ ہر ایک طاقت اور قوت جس کے سمجھنے کے لئے انسانی عقل قاصر ہے، آپ کو اللہ تعالی نے عطا فرمائی ہے، جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

نہ کوئی عرش سے تا فرش محمد سا ہے نہ ہووے گا

نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا

علم غیب الرسل

محققین علماء وفضلاء اور صوفیائے کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے انبیاء، اولیاء کو علم غیب عطا کیا ہوا ہے، مگر فرقہ غیر مقلدین (وہابی اور ان کے ہم خیال لوگ اس سے نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ اس کے ماننے والے کو مشرک کہتے ہیں، چنانچہ ان کی مستند اور مسلمہ کتابوں میں بتفصیل ذیل مرقوم ہے۔

(۱) اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ وہ پیر و شہید سے خواہ امام زادے سے، خواہ بھوت پری سے خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۹ و ۱۰)

(۲) کسی انبیاء اولیاء و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے، کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں، بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے، اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶)

(۳) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے، وہ جھوٹا ہے، بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷)

(۴) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸

(۵) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے (فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰)

(۶) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے (فتاوی رشیدیہ حصہ سوم: صفحہ ۴۲)

(۷) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالی کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے (فتاوی رشیدہ حصہ سوم صفحہ ۴۲)

جواب

کافراں دیدند احمد را بشر　　این نمے دانند کہ آں شق القمر

تمام سلف صالحین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں:

کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء واولیاء کو علم غیب عطا کیا ہوا ہے، جو شخص انبیاء اولیاء کو غیب داں (عطائی) نہیں مانتا، وہ فرقہ ناجی (اہل سنت والجماعت) سے خارج ہے خواہ وہ شخص حنفی ہو یا غیر حنفی، وہابی ہو یا مرزائی، نیچری ہو یا چکڑالوی وغیرہ وغیرہ، چنانچہ یہاں سب سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے کا ثبوت بالخصوص اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا بالعموم کلام الٰہی سے دیا جاتا ہے، اس کے بعد احادیثِ نبویہ سے، پھر آثار صحابہ اور اقوال فقہاء ومحدثین اور صوفیائے کرام کے مشاہدات اور تجربات سے اس کے بعد مخالفین اور منکرین کے ہر اعتراض کا جواب بھی دندان شکن دیا جائے گا، اور خاتمہ پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فضائل اور خصائل [1] کو احادیث صحیحہ سے ثابت کیا جائے گا تاکہ ناظرین اور شائقین کو معلوم ہو جائے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی واقعی بے نظیر اور بے مثل ہے، اور آپ کی شان کے برابر نہ کوئی ہوا ہے، اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔

نبی ایسا آیا بشیر و نذیر ہوا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر

---

[1] اس مضمون کو علیحدہ رسالہ میں بالتفصیل لکھا گیا ہے، جس کا نام "فضائل رسول" ہے لہٰذا خاتمہ کتاب میں بخوف طوالت اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (مصنف)

پہلا باب

قرآن مجید اور انبیاء کا غیب داں ہونا

پیشتر اس کے کہ میں قرآن مجید سے دلائل و براہین لکھوں اس امر کا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب میں قرآن مجید کا ترجمہ وہی لکھا جائے گا، جو مقبول فی الخلائق ہو چکا ہے، مثلاً شاہ عبد القادر صاحب مُحدّث دہلوی، اور شاہ رفیع الدین صاحب محدّث دہلوی اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ ازیں آیات زیر بحث کی تفسیر بھی وہی لکھی جائے گی جن کو بڑے بڑے متبحر مُفسّر لکھ چکے ہیں جو ہر ایک صاحب علم کے نزدیک مُعتبر اور مُستند ہے، اور اس میں کہیں بھی منکرین کی طرح من گھڑت تفسیر اور ترجمہ نہیں لکھا گیا، کیوں کہ ہماری قُرآن دانی اور ہمارے حقائق و معارف سلف صالحین کے مُقابلہ میں ہیچ ہیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ (سورۃ طٰہ)

رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ (سورہ مومن)

رسولوں کا غیب دان ہونا

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

(سورۃ جن رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرمالیا کسی رسول کو۔

تفسیر جمل برحاشیہ تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے نفس سے جس کسی جگہ علمِ غیب کی نفی فرمائی ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ سے تواضُع اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔

اہلِ تدقیق ارقام فرماتے ہیں:

لَا یُظْهِرُ غَیْبَهٗ عَلٰی اَحَدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا کیوں کہ اظہارِ غیب تو اولیائے کرام پر بھی ہوتا ہے، اور بذریعہ انبیاء واولیاء ہم پر بھی ہوتا ہے۔

بلکہ فرمایا: لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا، اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر وغالب ومُسلّط نہیں فرماتا (مگر رسولوں کو)۔

ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے، اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے قرآنِ عظیم میں ثابت ہوا۔

تفسیر روح البیان جلد ۴، میں اسی آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے:

قال ابن الشیخ انه تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص به علمه الا المرتضی الذی یکون رسولا وما لا یختص به یطلع علیه غیر الرسول۔

یعنی ابن شیخ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ اس کا علم مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۸)

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں، لیکن اللہ تعالیٰ چُن لیتا ہے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

اس آیت کا شان نزول تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمہ اللہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے رُو برو میری اُمّت اپنی اصلی صُورتوں میں جو مٹی میں تھیں پیش کی گئیں جیسے آدم علیہ الصّلاۃ والسّلام کے رُو برو پیش کی گئیں تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو نہ لائے گا (یعنی جو کافر رہے گا) جب یہ بات مُنافقوں نے سُنی تو اُنہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوٰی کرتا ہے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اور جو نہیں لاتا (کافر رہتا ہے) اگرچہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہ ہوا ہو، یہ کیسی غلط بات ہے، اور کتنا بڑا جھوٹ ہے، کیوں کہ شب و روز ہم اس کے پاس رہتے ہیں وہ ہم کو بھی نہیں پہچان سکتا، چُنانچہ تجربہ کر کے معلُوم کر لو کہ وہ ہم کو کبھی بھی پہچان نہیں سکتا۔

جب منافقوں کی اس قیل وقال کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت مُبارکہ میں پہنچی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔

اور آپ نے کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا:

وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں وہ مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہیں دریافت کر سکتے ہیں اور میں ان کو ذرّہ ذرّہ بتلاؤں گا اس پر عبد اللہ بن حذافہ نے (بعض لوگ اس کے باپ میں شک کرتے تھے) کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ بتلا سکتے

ہیں کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ تیرا باپ حذیفہ ہے، پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْآنِ اِمَامًا وَّبِکَ نَبِیًّا۔

ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے، اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے، اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے، اور حضور سے جو ہمارے نبی ہیں، ہمیں معاف فرمایئے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم کچھ اور پوچھنا نہیں چاہتے تم نے پوچھنے سے کیوں بس کر دی ہے، پھر آپ منبر پر سے نیچے اُتر آئے، اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۝ ص:

اللہ ایسا نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اسی حالت پر جس پر تم ہو جب تک نہ جُدا کر دے بُرے کو اچھے سے، اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن اللہ چُن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

قسطلانی شرح صحیح بخاری سُورۃ رعد کے ذیل میں مرقوم ہے:

لا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ الا من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ علی ما یشآء من غیبہ والولی تابع لہ یاخذ منہ۔

کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سِوائے اللہ تعالیٰ کے مگر جس رسول کو وہ چاہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقف کرتا ہے جس چیز پر چاہے اپنے مغیبات سے اور ولی اس کے تابع ہیں جو اس سے لیتے ہیں۔

خضر علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب دان ہونا

حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالی نے علمِ غیب عطا فرمایا تھا، جیسا کہ اللہ تعالی سورۃ کہف رکوع ۹ میں اِرشاد فرماتا ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا○

اور ہم نے اسے اپنا علمِ لدنّی عطا کیا۔

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت میں مرقوم ہے:

ای مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وهو علم الغیب۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: کہ ہم نے خضر کو وہ چیز بتا دی جو ہمارے ساتھ مختص تھی اور وہ علم غیب نہیں معلوم ہوتا مگر ہماری مدد سے۔

علاوہ ازیں سورۃ کہف کے رکوع ۹ میں مرقوم ہے:

جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بحکم خداوندِ عالم خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حصُولِ تعلیم کے لئے تشریف لے گئے، تو وہ تین واقعات جو مشہور و معروف ہیں دیکھ کر بول اُٹھے، کہ یہ قطعی ناروا ہے، اس پر خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میری مصاحبت میں نہیں رہ سکتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا○

تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کرسکو گے۔

گو آپ نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ مَیں چپ چاپ آپ کے ہمراہ رہوں گا لیکن آپ ان واقعات کو دیکھ کر خاموش نہ رہ سکے، بار بار انکشاف واقعات کا

تقاضا ہی کرتے رہے، پس خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے ان تینوں واقعات کی اصلیت
بیان فرمائی جو مشہور بین الناس ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

سَاُنَبِّئُكَ مَالَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا○

میں تم کو بتائے دیتا ہوں ان باتوں کی اصل حقیقت جن پر تم صبر نہ کر سکے۔
دیکھیے! حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے عالمِ غیب ہونے کا خُود اقرار کیا
ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے کا ثبوت

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا○ (سورۃ بقرہ رکوع ۱۷)

اور ہوں گے رسول تم پر گواہ (چشم دید)

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
اس آیت کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

باشد رسول شمار بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر مرتبہ ہر متدین
بدینِ خود کہ در کدام درجہ از دینِ من رسیدہ و حقیقت ایمان چیست و حجابے کہ بدان از
ترقی محجوب ماندہ است، کدام است پس او مے شناسد گناہانِ شمار او درجاتِ ایمان
شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمار الہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق
امت مقبول و واجب العمل است و آنچہ او از فضائل و مناقب حاضرانِ زمانِ خود مثل
صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمانِ خود مثل اویس و مہدی و مقتول دجال یا از
معائب و مثالب حاضران و غائبان میفر ماید اعتقاد بداں واجب است و ازیں است
کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیانِ خود مطلع مے سازند، کہ فلاں امروز
چنیں میکند و فلانے چناں تا روز قیامت او شہادت تواند کرد۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے تم پر گواہ ہوں گے اس طرح کہ ان کو اطلاع دی ہے ہر اس شخص کے دین کے متعلق جس پر وہ قائم ہے اور وہ میرے دین کے کس درجے پر ہے اور اس کے ایمان کا درجہ اور حقیقت کیا ہے، اور وہ کون سا پردہ ہے جس نے باز رکھا ہے اس کو ترقی کے راستے سے پس وہ پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے نیک و بد عملوں کو اور نیّت کے خالص اور غیر خالص ہونے کو لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی اپنی اُمت کے حق میں بحکمِ شریعت مقبول اور واجبُ العمل ہے اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد آنے والے لوگوں مثلاً اویس ومہدی کے فضائل ومناقب یا مقتول دجال وحاضران وغائبان کے معائب ورزائل کے متعلق فرمادیا ہے اور اس پر اعتقاد واجب ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ ہر نبی کو اس کی اُمت کے اعمال سے مطلع کردیا جاتا ہے، فلاں نے آج ایسا اور ویسا کیا، تاکہ روز قیامت اس کی شہادت دے سکے۔

دیکھئے! شاہ صاحب کی تحقیق کے مُطابق رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں اور آپ ہر وقت ہر ایک مومن کی اعمال کو اپنے نُورِ نُبوّت سے مُلاحظہ فرمارہے ہیں، ان سب کے حالات کی شہادت اور گواہی قیامت کے دن دیں گے۔

اور یہ اظہر من الشمس ہے، کہ گواہی بغیر دیکھے نہیں ہوسکتی، بلکہ چشم دید گواہی ہوتی ہے اس شہادت پر اعتقاد وایمان لانا ہر ایک مومن پر لازم اور واجب ہے، کہ وہ درگاہ عالی میں ذرہ ذرہ کی بابت گواہی اور شہادت دیں گے، اسی توجیہ سے بعض صُوفیاءِ کرام نے فرمایا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضروناظر ہیں۔

چُنانچہ عَلاَّمہ شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تصانیف میں ارقام

فرماتے ہیں (مدارج النبوۃ وغیرہ ملاحظہ کرو)

حضور ﷺ علمِ غیب مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کے عالم

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ (سورۃ الرحمٰن رکوع ۱)

اس آیت کا مطلب اور معنی تفسیر معالم التنزیل میں یوں مرقوم ہے:

قال ابن كيسان خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ يعنى محمدا صلى الله عليه وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ يعنى بيان ما كان وما سيكون.

ابن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، سکھایا اس کو بیان یعنی علم غیب اس کا جو ہو چکا، اور جو آئندہ ہوگا۔

اس آیت کا مطلب تفسیر حسینی میں یوں مرقوم ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○

بوجود آورد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) را وبیاموزاند وے را بیان آنچہ بود و ہست وباشد۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، اور جو کچھ تھا اور ... ب ان کو تعلیم کر دیا۔

چنانچہ حدیث عَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اس کی تائید کرتی ہے۔

واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہ ہم جمیع غیوب متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلوماتِ الٰہیہ کا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے، وہ بھی یہاں متصور نہیں، کہاں خالِق اور کہاں مخلوق، مماثلت ومساوات کا تو ذکر ہی کیا، علم الٰہی کے حضور میں تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے، بہ ایں ہمہ

عطائے الٰہی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جمع کائنات تمام ما کان وما یکون کے علوم حاصل ہیں۔

الحمد للہ! ہم نہ مماثلت ومساوات کے قائل ہیں، اور نہ عطائے الٰہی اور فضائل احمدی کے منکر، اور مخالفین کا الزام مماثلت ومساوات ہم پر افتراء ہے۔

حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے جائیں، اور ناکام کوششیں کی جائیں، اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطاء فرمانے سے خداوندِ عالم کو عاجز سمجھا جائے۔

بریں عقل ودانش بباید گریست، حالانکہ

محمد بندہ وبے مثل ومانند خدارا بندہ ومارا خداوند

حضور ﷺ علم غیب بتلانے میں بخیل نہ تھے

وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○

اور وہ (رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) غیب (کی بات) پر بخل کرنے والا نہیں ہے۔

اس کا مطلب تفسیر بیضاوی جلد دوم میں اس طرح مرقوم ہے:

وما محمد صلی الله علیه وسلم علی الغیب وما یخبره من الوحی الیه وغیره من الغیوب بظنین بمتهم من الظناء وهه التهمة وقرء نافع وعاصم وحمزة وابن عامر بضنین من الضن وهو البخل ای لا یبخل بالتبلیغ والتعلیم (تفسیر بیضاوی جلد دوم)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب کے بتلانے میں یا خبر دینے میں جو وحی ان کی طرف آتی ہے وغیرہ علومِ غیب کی ظنین نہیں ظا کے ساتھ متہم لفظ ظن سے جو تہمت ہے

اور نافع، عاصم، حمزہ اور ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو بضنین حرف ضاد، ضن سے پڑھا ہے اور اس کے معنی بخل کے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت اور تعلیم علم غیب پر بخیل نہیں ہیں۔

اس آیت کا مطلب تفسیر جلالین میں اس طرح مرقوم ہے:

وَمَاهُوَ اَیْ مُحَمَّدٌ علیه الصلاة والسلام عَلَی الْغَیْبِ بِظَنِیْنٍ بِمُتَّهَمٍ وَفِیْ قِرَائَةٍ بِالضَّادِ اَیْ بِبَخِیْلٍ فَیَنْقُصُ شَیْئًا مِّنْهُ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں مُتَّہم نہیں اور ایک قرائت حرف ضاد سے یہ ہے کہ وہ علم غیب کے بتلانے میں بخیل نہیں کہ کچھ اس میں سے کمی کریں۔

الحاصل، التفاسیر مذکورہ بالا سے یہ بات ثابت ہوگئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا، اور اسی سبب سے جس کسی نے آپ سے جو پوچھا آپ نے اس کو بتلانے میں کسی طرح کی کمی نہیں فرمائی، بلکہ صاف صاف بتلا دیا، مگر وہ عُلوم اور اخبارِ غیبیہ واسرارِ مخفیہ جن کی تعلیم کا حکم نہ تھا۔

مطلب یہ کہ میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں ہے جس میں جیسی استعداد دیکھتے ہیں اسے اس کے مطابق بتلا دیتے ہیں، پس بخیل وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال ہو، مگر صرف نہ کرے لیکن جس کے پاس مال ہی نہیں، کیا اس کو بھی بخیل کہا جائے گا، ہرگز نہیں، چونکہ یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے، تو جب تک یہاں بخل کا محل احتمال نہ ہو، نفی کا کیا مفاد ہوا، لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں۔

جو لوگ اپنی رائے سے اس آیت کے معنی مَن گھڑت کرتے ہیں، وہ سخت غلطی اور گمراہی پر ہیں، کیوں کہ وہ سلف صالحین کی مسلمہ اجماعی تحقیق کے خلاف

ہیں، اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ہدایت بخشے، آمین!

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ہر طرح کا علم عطا ہوا

اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (سورۃ نساء رکوع ۱۷)

اے پیغمبر اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی، اور تعلیم کر دیا وہ سب کچھ جو آپ نہیں جانتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غیب واسرار کے تمام عُلُوم تعلیم فرمادئے۔

ایک نکتہ علمی

چُنانچہ ایک نکتہ علمی بتلایا جاتا ہے کہ اس آیت میں جو ما کا لفظ آیا ہے، وہ عام ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی علم بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیم سے باہر نہیں رہا، غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم واسرار مخفی سے مطلع کر دیا (تفسیر عزیزی اور تفسیر روح البیان)

اس آیت کے معنی تفسیر خازن میں یوں مرقوم ہیں۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ اعنی من احکام الشرع وامور الدین وقیل عَلَّمَکَ مِن علم الغیب مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وقیل معناہ من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین و کید ھم مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیما

اللہ تعالی نے فرمایا: اے میرے حبیب میں نے آپ کو وہ سب کچھ سکھلا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے، یعنی احکامِ شرع اور اُمورِ دین، بعض نے کہا ہے کہ علمک سے عُلومِ غیب مُراد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ سکھا دیا، بعض نے کہا ہے کہ تمام خفیہ اور مخفی باتیں سکھا دیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھیدوں پر خبردار کر دیا اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں اور فریبوں پر آگاہ فرما دیا، جو آپ نہیں جانتے تھے، یہ اللہ تعالی کا فضلِ عظیم ہے، یعنی اور اللہ تعالی کا یہ فضلِ عظیم یا محمد آپ پر ہمیشہ رہے گا، کبھی زائل نہیں ہوگا۔

اس آیت کا مطلب تفسیر جلالین میں یوں مرقوم ہے،

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ای من الاحکام والغیب۔

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے، گویا اس سے احکام مراد ہیں اور غیب مراد ہے۔

اس آیت کا مطلب تفسیر مدارک میں یوں مرقوم ہے:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب۔

اس آیت میں تعلیم امورِ دین اور احکامِ شریعت اور تمام پوشیدہ (غیب کی) باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے (اندرونی) بھید ہیں۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا ست کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں یہ مرقوم ہے:

کہ آں علمِ ما کان و ما یکون ہست کہ حق سبحانہٗ وتعالی در شب اسری بداں حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمتُ بِهَا مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں عرش کے نیچے تھا، ایک قطرۂ عرفان ومحبت میرے حلق میں گرایا گیا، پس بوجہ اس کے مجھے علم ما کان وما یکون حاصل ہو گیا، یعنی اس شئے کا جو ہو چکی ہے اور جواب ہے اور جو آئندہ ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ قرآنِ مجید کے اسرار وعُلوم کے عالِم

یہ بات مُسلّمات سے ہے کہ قرآن مجید کا علم حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام سے بڑھ کر نہ کسی کو ہوا ہے، اور نہ ہو گا کیوں کہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے، وہ اس کو دوسروں کی نسبت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، چنانچہ حُرُوفِ مقطعات یعنی الم، حم، کھیعص، حمعسق، طه، یس، وغیرہ کے متعلّق اکثر مُفسّرِین نے لکھا ہے:

الله ورسوله اعلم بمراده بذالك

اللہ اور اس کا رسول ہی اس کے حقیقی مطلب سے آگاہ ہے، معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی اعلم بالقرآن ہیں، جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی اعلم بالقرآن ٹھہرے تو نتیجہ یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام عالِمِ غیب بھی ہیں کیوں کہ قرآن مجید میں علمِ غیب وغیرہ سب کچھ مرقوم ہے، ہاں اس کے سمجھنے کے لئے عقلِ سلیم اور نُورِ ہدایت اور صحبتِ اہل اللہ درکار ہے۔

گر ہوائے ایں سفرداری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا

قرآن مجید میں علم غیب کا ہونا

اب رہی یہ بات کہ آیا قرآن مجید میں علم غیب ہے یا نہیں، تو اس کا جواب بھی قرآن مجید وفرقان حمید ہی میں موجود ہے، ذرا گوش حق نیوش سے سنئے! اور عقل

سلیم کے ترازو سے تول کر فیصلہ کیجئے! کہ آیا جو ہمارا دعوی ہے، وہ صحیح ہے، یا مخالفین و منکرین کا؟

پہلی آیت

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (سورہ نحل رکوع ۱۲)

اور ہم نے نازل کی تیرے اوپر کتاب جس میں ہر چیز کا بیان روشن ہے، اور ہدایت اور رحمت ہے اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے۔

اور تفسیر اتقان میں مذکورہ بالا آیت کے تحت میں مرقوم ہے:

عن ابی کر بن مجاهد انه قال یوما مامن شیء فی العالم الا وهو فی کتاب الله تعالی۔

ابوبکر بن مجاہد سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا کہ دنیا میں کوئی چیز نہیں مگر وہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔

اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ عالم کی ہر ایک چیز کتاب اللہ میں موجود ہے۔

تفسیر عرائس البیان میں ان آیات کے تحت مرقوم ہے:

وهو کتابه المکنون وخطابه المصنون یخبر عما کان ویکون من کل حد و کل علم۔

اس کی چھپی ہوئی کتاب اور اس کا خطاب جس کی حفاظت کی گئی ہے خبر دیتا ہے ہر ایک حد اور ہر ایک علم سے جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ہوگا۔

قال ابو عثمان المغربی فی الکتب تبیانا لکل شیء محمد صلی

اللہ علیہ وسلم ھو المبین تبیان الکتب

یعنی ابوعثمان مغربی نے اس آیت الکتب تبیانا لکل شئی کے بارے میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم اس کتاب کے ظاہر کرنے والے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب مدارج النبوۃ کے دیباچہ میں آیت وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں:

ووے صلی اللہ علیہ وسلم داناست بہمہ چیز از شیونات ذاتِ الٰہی واحکام وصفاتِ حق واسماءِ افعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن اول وآخر احاطہ نمودہ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں یعنی ذاتِ الٰہی کی شانوں اور احکام اور صفاتِ حق اور اسمائے افعال اور آثار کو تمام علوم ظاہر وباطن اوّل اور آخر سے احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

دیکھئے عَلّامہ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مُطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشیاء کے جمیع عُلُوم کا احاطہ حاصل ہے۔

دوسری آیت:

مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ...... الآیۃ (سورۃ یوسف رکوع ۱۲)

یہ (قرآن مجید) کچھ بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں، لیکن تصدیق ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے ہیں، اور تفصیل ہے ہر چیز کی۔

جبکہ قرآن مجید میں ہر شئے کا بیان ہے، اور اہلِ سُنّت کے مذہب میں شئے ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش سے فرش تک تمام کائنات جُملہ موجودات کل شئ میں داخل

ہوئی، اور منجملہ موجودات کتاب لوح محفوظ بھی ہے، تو بالضرور یہ بیانات محیطہ اس کے بیانات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔

تیسری آیت:

مَافَرَّطْنَافِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ (سورۃ انعام رکوع ۴)
یعنی ہم نے فروگذاشت نہیں کی کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی چیز۔

چوتھی آیت:

وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ (سورۃ قمر رکوع ۳)
اور قرآن مجید لوح محفوظ میں چھوٹا اور بڑا کام سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔

پانچویں آیت:

وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (سورۃ یٰس رکوع ۱)
اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے کتاب واضح (لوحِ محفوظ) میں۔

چھٹی آیت:

وَلَاحَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَارَطْبٍ وَّلَایَابِسٍ اِلَّافِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (سورۃ انعام رکوع ۷)

اور کوئی دانہ ہے زمین کے اندھیروں میں، اور نہ کوئی تر و خشک مگر سب ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ وہ چیزیں جو موجود ہیں، اور آئندہ موجود ہوں گی ان سب کا بیان قرآن مجید میں پایا جاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان سب کے مبین اور عالم ہیں، اگر چہ موٹی عقل کے

لوگ قرآن مجید کے حقائق ومعارف کما حقہ سمجھ نہیں سکتے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء اللہ بھی سمجھ نہیں سکتے۔

همسری با انبیاء بر داشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

ابوالبشیر مولوی محمد صالح سجادہ نشین
بن مولوی مست علی نقشبندی رحمہما اللہ تعالی
میترانوالی سیالکوٹ

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

دوسرا باب

وہ آیات جن سے علم غیب کی بظاہر نفی ثابت ہوتی ہے

ان کا صحیح مفہوم

اب ان آیات مقدسہ کی صحیح تفسیر اور مطلب لکھا جاتا ہے، جن کو مخالفین مذہب حقہ آئے دن اپنے دعوے میں سنداً پیش کیا کرتے ہیں، اور ان سے علم غیب کی نفی کا غلط استدلال کر کے عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں، لیکن ہم ان آیات کی وہی تفسیر لکھیں گے جو تمام محققین کے نزدیک مستند اور معتبر ہے، اور جس پر سلف صالحین کا اعتقاد ہے۔

پہلی آیت

قُلْ لَّوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورۃ اعراف رکوع ۱۳)

اور اگر میں غیب کی بات کو جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا، اور مجھ کو کبھی سختی نہ پہنچتی، بس میں تو ڈرانے والا اور خوشی سنانے والا ہوں ایمان والوں کو۔

دوسری آیت

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (سورۃ انعام رکوع ۷)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جواب

ان دونوں آیات کا مطلب اور معانی ہم خود اپنی من گھڑت رائے سے نہیں

پیش کرتے بلکہ جو کچھ معتبر اور محقق مفسروں نے سلف صالحین کے عقائد کے مطابق سمجھ کر لکھا ہے، وہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

راس المحدثین مولانا امام فخر الدین صاحب رازی رحمہ اللہ تعالی اپنی مشہور ومعروف تفسیر کبیر میں ان آیات کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں، کہ ایسی آیات میں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔

(۱) ممکن ہے کہ ان آیات کے نزول تک رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا نہ ہوا ہو۔

(۲) گو علم غیب عطا ہو گیا ہو، مگر آپ نے تواضع اور انکساری کے باعث اپنی ذات سے نفی فرمائی ہو ایسا ہی تفسیر خازن میں بھی مرقوم ہے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے:

عِلم غیب اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہے، اور وہ غائبانہ خبریں جو انبیاء واولیاء اور ملائکہ سے مروی ہیں، وہ اللہ تعالی کی تعلیم سے ہیں، یعنی بطریق وحی یا الہام یا کشف، پس وہ علم جس پر نہ تو کوئی نبی آگاہ ہوا، نہ کوئی ولی، اور نہ ہی کوئی فرشتہ، اللہ تعالی ہی کی واسطے مختص ہے۔

الحاصل علم کی دو نوع ہیں، ایک ذاتی یعنی بلا کسی کے بتلائے جاننا یہ پروردگارِ عالم کے ساتھ مخصُوص ہے، کسی نبی یا ولی کو یہ علم بالاصالت اور بالذات نہیں۔

دوسرا علم عطائی ووہبی یعنی اللہ تعالی کے بتلانے سے جاننا، یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے صدقہ میں اولیاءِ کرام کو حاصل ہے، یہ علم ہرگز خاصہءِ خدا نہیں ہے،

تمام صوفیائے کرام یہی قسم انبیاءِ عظام کے لئے مانتے ہیں۔

پس یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی کہ جن آیات میں علم غیب کی نفی ہے وہاں منفی علم غیب ذاتی ہے، اور جہاں اس کا ثبوت پایا جاتا ہے، وہاں وہبی اور عطائی مراد ہے، ورنہ دونوں قسم کی آیات میں تطبیق محال اور ناممکن ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

تیسری آیت

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (سورۃ النمل رکوع ۵)

اے میرے محبوب کہہ دو! کہ آسمان اور زمین میں اللہ تعالی کے سوا اور کوئی غیب نہیں جانتا۔

علاوہ ازیں حدیث صحیح میں مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

لا یعلم ما فی غد الا اللہ۔

یعنی سوائے اللہ تعالی کے کل کی بات کوئی نہیں جانتا۔

لیکن معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء اللہ میں وقوع علم ما فی الغد ہوا ہے ،یعنی کل کی باتیں انبیاء واولیاء نے بتلائی ہیں، تو ان اختلافات میں تطبیق کیا ہے۔؟

جواب:

اس اعتراض اور شک کے جواب میں ہم سلف صالحین کی ہی تحقیق پیش کرتے ہیں، اپنی من گھڑت بات کوئی نہیں کہتے سنئے!

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کتاب المشورات میں فرماتے ہیں:

انبیاء واولیاء سے بالذات اور بالاستقلال علم غیب کی نفی ہے، جملہ معلومات

الہیہ کا علم ان کو نہیں ہے، ہاں بالواسطہ علم غیب جو بتعلیمِ الٰہی ہوتا ہے، وہ ان کے لئے ثابت ہے (شرح شفا خفاجی، تفسیر نیشا پوری اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ)

استقلالا، بالذات اور اصالۃ کا مطلب

استقلالا، بالذات اور اصالۃ ان تینوں لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی جو علم بلا توسط اسباب ہو، کسی کا بتلایا ہوا، اور سکھلایا ہوا نہ ہو تو وہ استقلالی ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی صفات کمال سے علم غیب غیر استقلالی کا ہونا، اور مطلق کا فیما بین مشترک ہونا نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

چوتھی آیت:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (سورۃ انعام رکوع۵)

اے میرے حبیب کہہ دو! کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں۔

پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا۔

جواب

اس آیت سے درحقیقت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ وجود ثابت ہوتا ہے، معترض کو مغالطہ لگا ہے، چنانچہ دیکھئے اکابر مفسرین اس آیت کا مطلب یوں ارقام فرماتے ہیں۔

(۱) علامہ فخر الدین رازی اپنی مشہور تفسیر کبیر جلد چہارم میں ارقام فرماتے

ہیں کہ اس آیت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مراد تواضع، کسر نفسی، خضوع، اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے، تاکہ مسلمان ایسا اعتقاد نہ کریں، جیسا کہ عیسائیوں نے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے حق میں کیا کہ ان کو ابن اللہ یا خدا ہی بنا دیا۔

(۲) تفسیر خازن جلد دوم میں ہے:

انما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشیاء تواضعالله تعالی واعترافا بالعبودیة۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کی اپنی ذات سے محض اس لئے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہِ الٰہی میں تواضع مقصود تھی۔

(۳) تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: کہ کافروں سے ان کی عقل کے مطابق باتیں کیجئے، اور نیز یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا، ہاں اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتا ہوں، جیسا کہ معراج کی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما کان وما یکون،

یعنی شب معراج میں میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا، جس سے میں نے معلوم کرلیا کہ جو ہو چکا اور جو ہے، اور جو ہوگا، پس جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا، وہ گمراہ ہے، اور صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔

(۴) تفسیر نیشاپوری میں مرقوم ہے:

لم یقل لیس عندی خزائن الله لیعلم ان خزائن وهی بحقائق

الاشیاء وماھیاتھاعند ہ صلی اللہ علیہ وسلم باستجابة دعائه صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله اللھم ارنا الاشیاء کما ھی ولکنه یکلم الناس علی قدرعقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذامع انه صلی اللہ علیہ وسلم قال علمت ما کان وما یکون۔

آپ نے یہ نہیں کہا کہ نہیں میں میرے پاس خزانے اللہ تعالی کے تاکہ معلوم ہو جائے کہ خزانے جو حقائق اور ماہیات اشیاء ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے بسبب آپ کی دعا کے قبول ہونے کے جو آپ نے اللہ تعالی سے مانگی تھی، کہ اے اللہ تو دکھا ہم کو اشیاء جیسے کہ وہ ہیں، لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کی عقل کے موافق کلام کیا کرتے تھے، ولا اعلم الغیب یعنی میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں باوجودیکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ان چیزوں کو جانتا ہوں جو ہو چکی ہیں اور جو ہوں گی۔

(۵) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ارقام فرماتے ہیں:

وھذالاینافی الایات الدالةالی انه لا یعلم الغیب الااللہ وقوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیر واسطة و اما اطلاعه صلی اللہ علیہ وسلم باعلام اللہ فامرمتحقق لقوله تعالی فلا یظھر علی غیبه الامن ارتضی من رسول۔

یہ آیات منافی نہیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے:

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ۔

تحقیق اس میں ان کے علم بغیر واسطہ کی نفی ہے، لیکن جو اللہ تعالی کے اعلام

سے ان کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

ان کے علاوہ دیگر تفاسیر معتبرہ میں بھی ان کی تائید پائی جاتی ہے، بخوف طوالت ان کو قلم انداز کیا جاتا ہے، لیکن عقل سلیم اور منصف مزاج والوں کے لئے یہی چند شہادتیں کافی ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا تھا۔

ہاں بعض اوقات حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنی کسر نفسی، تواضع اور اظہار عبودیت کی وجہ سے بحکم باری تعالی فرمایا کرتے تھے، کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں، چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ

اے میرے حبیب لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں بھی ایک بشر تمہاری طرح ہوں، مگر میری طرف وحی آتی ہے۔

اب غور طلب یہ بات ہے کہ کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کسی بشر کی طرح (مثل) تھے یا کوئی بشر ان کی طرح (مثل) دنیا میں ہوا ہے یا ہوگا، ہرگز ہرگز نہیں، چنانچہ خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

اَيُّكُمْ مِّثْلِيْ؟ تم میں سے کون شخص میری مثل ہے۔

اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلُكُمْ تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں (صحیحین)

ہاں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ظاہری شکل وشباہت میں البتہ مماثلت پائی جاتی ہے لیکن باطن میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بشریت اور دوسروں کی بشریت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی معنوی میں اس مضمون کو کس عمدگی اور

خوش اسلوبی سے ارقام فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درد　شیر آں باشد کہ مردم می خورد
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
کافراں را دیدۂ بینا نبود　نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند　اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک مابشر ایشاں بشر　ماؤ ایشاں بستہ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمےٰ　ہست فرقے درمیاں بے منتہےٰ
ہر دو گوں زنبور خورد از یک محل　از یکے شد نیش وزاں دیگر عسل
ہر دو گوں آہو گیاہ خورند و آب　ز یکے سرگیں شد وزاں مشک ناب
ہر دو نے خوردند از یک آب خور　آں یکے خالی و دیگر پر شکر
صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں　فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

الحاصل! اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے فضل سے گذشتہ اور آئندہ کا علم عطا فرمایا جس سے آپ کو غیب داں کہا جا سکتا ہے، یہ کسی صورت میں بھی شرک نہیں ہو سکتا، کیوں کہ ذاتی اور عطائی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

علم غیب کی نفی اور اثبات کی آیات میں تطبیق

قرآن مجید میں علم غیب کے بارے میں دو طرح کی آیات پائی جاتی ہیں، چنانچہ بعض آیات سے بظاہر علم غیب ماسوی اللہ کی نفی ثابت ہوتی ہے، اور بعض سے علم غیب کا اثبات پایا جاتا ہے لہٰذا علمائے محققین نے ان میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن آیات سے علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے، وہاں علم غیب سے مراد بالذات اور

بالاستقلال ہے، جو خاصہءِ ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

چنانچہ جامع صغیر میں امام مناوی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں:

آیت لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کی تفسیر اس طرح ہے کہ بالذات اور بالاستقلال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیہ الٰہی ہے، اور علم غیب اضافی ہے، علاوہ ازیں نفی اور اثبات کا اختلاف اس اصول سے رفع ہوسکتا ہے۔

اذاتعارض النفی والاثبات فالاثبات اولی:

یعنی جب نفی اور اثبات متعارض ہو جائیں، تو حدیث اثبات کو لینا سب سے اولے ہے، فرفع الاشکال۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

نفی علم غیب کی حکمت اور انکشافِ راز

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور فرشتوں سے پوچھنا اللہ کے غیب کے منافی نہیں بعض اوقات کوئی حکمت بالغہ کسی بات کی مقتضی ہوتی ہے جس سے بعض ناسمجھ اپنی کوتاہ فہمی اور نادانی سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ پوچھنا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَامُوسٰى؟

اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ: هِيَ عَصَايَ

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے، اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا اس پر

سہارا لگاتا ہوں وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ اور پتے جھاڑتا ہوں اسی سے اپنی بکریوں پر
وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی اور میری اس لاٹھی میں اور بھی حاجتیں ہیں (سورۃ طہٰ رکوع ۱)

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
یَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ
اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے۔
مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟
میرے بندے کیا کہتے ہیں؟

علاوہ ازیں کراما کاتبین کے ذریعے اعمال نامے لکھوانے اور فرشتوں کی معرفت اعمالوں تلوانا، یا ملک الموت کے ذریعے جان کا قبض کروانا یا قبر میں منکر نکیر کے ذریعے حساب کتاب لینا وغیرہ اس قسم کے ہزارہا واقعات ہیں کہ جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) علم غیب نہیں ہے، اس بنا پر کہ وہ فرشتوں کے ذریعہ حالات دریافت کرتا ہے، حاشا وکلا، یہ احتمال اور یہ شک کرنا نہ صرف غلطی اور جہالت ہے بلکہ صریح کفر ہے، یہ امر دراصل ایک حکمت پر مبنی ہے، جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے، اسی طرح کسی وقت کسی نبی یا ولی کا بھی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے، جس سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو (معاذ اللہ) علم غیب نہیں ہے، اس بنا پر وہ وحی والہام کے منتظر رہتے ہیں، یا لوگوں سے دریافت کرتے ہیں، حاشا وکلا ایسے واقعات سے لاعلمی کا استدلال کرنا سراسر حماقت اور جہالت ہے، بلکہ اس کا وہی راز اور حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے پوچھنے میں ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

تیسرا باب

احادیث صحیحہ سے علم غیب الرسل کا ثبوت

منقولی دلائل میں سے قرآن مجید کے بعد احادیث نبویہ کا درجہ ہے، جو سنداً پیش کیا جا سکتا ہے، بنابریں اس باب میں علم غیب الرسل کا ثبوت وضاحت کے ساتھ احادیث نبویہ سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے، تاکہ ان لوگوں کو جنہیں بعض آیات سے غلط فہمی پیدا ہوئی ہے، ان کا صحیح مفہوم اور تفسیر معلوم ہو جائے کیوں کہ قرآن مجید اور کلامِ الٰہی کے مطالب کو صحیح طور پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

ہاں اگر کوئی جاہل اس کا دعویٰ کرے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے کیوں کہ ملہم ربانی ہی اپنے الہام کا مطلب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے دوسرے کو کیا طاقت اور لیاقت ہے کہ خود بخود بغیر ملہم کے بتلانے سے صحیح مطلب سمجھ سکے، خواہ کوئی علم وفضل میں کیسا ہی تبحر اور لاثانی ہو، افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو قرآن مجید کے اس مطلب اور معنی کو نہیں مانتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے ہیں، بلکہ اپنے من گھڑت اور خانہ ساز مطالب ومعانی کو صحیح اور صائب سمجھتے ہیں، حقیقت میں یہ لوگ نام کے مسلمان ہیں، اور اسلام سے خارج، کیوں کہ ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی قرآن مجید کے معنی اپنی رائے سے بیان کرے وہ کافر ہے۔

اللہ تعالی ان نام کے مسلمانوں کو رشد وہدایت بخشے، تاکہ وہ حقیقی مسلمان بن کر عذاب دوزخ سے بچ جائیں، اور جنت الفردوس میں داخل ہو کر ابدی زندگی حاصل کریں۔

لوح محفوظ اور قلم کا غیب داں ہونا

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اِنَّ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدْرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ (رواه الترمذی)

ترمذی شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر کے فرمایا: کہ لکھ قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں؟ فرمایا:، جو کچھ ازل سے ابدالآباد تک ہونے والا ہے، پس قلم نے فورا بحکم ایزدی تمام امورات مقدرہ ما کان وما یکون ابتداءِ عالم سے انتہاءِ موجودات تک (لوح محفوظ پر) لکھا اور کوئی واقعہ حادثہ ایسا نہیں ہے جو اس میں مرقوم نہ ہوا ہو۔

دیکھئے! اللہ تعالی نے قلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا: کیا کوئی مخالف اور منکر مذہب حقہ یہ بتلاسکتا ہے کہ قلم سے کیا مراد ہے، قلم کس چیز کا تھا، قلم مخلوق ہے یا نہیں، قلم کو یہ کل علوم مخفیہ غیبیہ کس طرح عنایت ہوئے، کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام قلم سے افضل اور اعلم ہیں یا نہیں؟ اور قلم سے جو کچھ مکتوب ومرقوم ہوا کیا اس سے بھی بڑھ کر اور کوئی علم ہے یا نہیں غرض جہاں قلم نے لکھا یعنی لوح محفوظ پر، کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اس سے بھی افضل ہیں یا نہیں؟

لوح محفوظ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ایک حصہ ہے

لوح محفوظ کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کا ایک حصہ ہے چنانچہ امام اجل محمد بوصیری رحمہ اللہ تعالی قصیدہ بردہ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت دونوں آپ کے خوان جود وکرم سے ایک ٹکڑا ہیں، اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں، ما کان وما یکون مندرج ہے، آپ کے ہی علوم سے ایک علم کا حصہ ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی زبدہ شرح بردہ میں ارقام فرماتے ہیں:

لوح محفوظ کے علم سے نقوش قدسیہ وصور غیبیہ مراد ہیں، جو اس میں منقوش ہوئے، اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالی نے جس طرح چاہا، اس میں ودیعت رکھی، ان دونوں کی طرف علم کی نسبت ادنی مناسبت کے باعث ہے، اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثابت ہیں ان کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے ایک پارہ ہونا اس لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں، مثلا علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق اشیاء، علوم اسرار خفیہ، اور وہ علوم اور معارف کہ ذات وصفات حق تعالی سے متعلق ہیں، اور لوح وقلم کے جملہ علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سطروں سے ایک سطر اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، بایں ہمہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی کے وجود کی برکت سے تو ہیں کیوں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو لوح وقلم کہاں ہوتے، الغرض فاضل اجل ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی کے کلام سے ثابت ہوگیا، کہ علم ما کان وما یکون حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سمندروں سے ایک نہر اور اس کی بے انتہاء موجوں سے ایک لہر ہے، تو خیال کیجئے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم کس قدر وسیع اور لامحدود ہوگا۔

جائے غور وانصاف ہے، کہ جب قلم اور لوح محفوظ کو علم ما کان وما یکون حاصل ہوا، تو اس کو نہ تو کسی نے شرک کہا ہے اور نہ ہی کوئی کہہ سکتا ہے۔

مگر ہاں ان نام کے مسلمانوں (وہابی وغیرہ) کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ

والسلام جولوح وقلم حتی کہ تمام مخلوق سے افضل واعلم ہیں علم ما کان وما یکون عطا ہونے
سے شرک ہو جاتا ہے، پتھر پڑیں ایسی سمجھ پر جو اشرف انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کی علمیت کو قلم اور لوح محفوظ سے کم تر سمجھتے ہیں، خوب یاد رکھو! کہ جو شخص
حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تنقیص شان کرتا ہے، خواہ کسی طرح کا ہو، نہ صرف بے
ادب گستاخ ہے بلکہ نام کا مسلمان اور کلمہ گو کافر ہے لہٰذا نہ تو اس کی نماز قبول ہوتی ہے
نہ روزہ اور نہ کوئی اور عبادت، کیوں کہ جب عقیدہ ہی صحیح نہیں ہے، تو پھر بھلا عملیات
(عبادات) جس کی بنا عقیدہ پر ہے کب قبول ہو سکتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت ﷺ کا شکم مادری میں ہی غیب دان ہونا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام شکم مادری میں ہی غیب داں تھے، چنانچہ فتوی
مولوی عبدالحق جلد دوم میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے تولد کے متعلق مرقوم ہیں:

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا، اور آپ ان
دنوں چالیس دن کے تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ میری والدہ ماجدہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا، اس
کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا، مگر چاند منع کرتا تھا۔

اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ تو ان دنوں چالیس روز کے تھے، آپ کو یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟
فرمایا: لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا، فرشتے عرش کے نیچے

پروردگار کی تسبیح کرتے تھے، اور میں ان کی آواز سنتا تھا، حالانکہ میں ان دنوں ماں کے پیٹ میں تھا۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ابتدائے خلق سے علم غیب حاصل ہے، لوحِ محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی آپ کو شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا، آپ کے ادنی غلاموں کی نسبت مولانا روم رحمہ اللہ تعالی مثنوی معنوی میں یہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء　　　از چہ محفوظ است از خطا

حضور ﷺ نے تا قیامت اپنی امت کو دنیا میں ہی دیکھا

عن حذیفه بن اسید قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی الْبَارِحَةَ لَدَیٰ هٰذِهِ الْحَجَرَةِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدِكُمْ بِصَاحِبِهٖ (رواه الطبرانی)

طبرانی میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس حجر کے نزدیک مجھے میری امت دکھائی گئی، جن کو میں تم سے زیادہ پہچانتا ہوں، یہاں تک کہ البتہ میں ان میں سے ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

عن ابی ذر قال قال رسول الله علیه علیه وسلم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی بِاَعْمَالِهَا حَسَنِهَا وَقَبِیْحِهَا (رواه احمد وابو داؤد)

مسند احمد حنبل اور ابوداؤد میں ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری امت اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے کی گئی یعنی دکھائی گئی۔

خلاصہ یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تمام امت کو ملاحظہ فرمایا ان کو کل نیک اور بداعمال کو بھی معلوم کرلیا تمام موجودات کے ناموں کا بھی علم حاصل کر لیا، اور قیامت تک جس قدر مومن یا کافر ہوں گے، ان کا علم بھی آپ کو ہے۔

قیامت تک کے واقعات منبر پر کھڑے ہوکر بتلادئے

عن بن عمروبن اخطب الانصاری قال:صَلّٰی بِنَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًاالْفَجْرَ وَصَعِدَعَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَاحَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَکَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا (رواہ مسلم وقال الملاعلی القاری ای مجملا او مفصلا) (مرقاۃ جلد۵ وعینی جلد۷)

صحیح مسلم میں عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فجر کی نماز پڑھ کر خطبہ پڑھا، یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا پھر منبر پر سے اتر کر نماز ظہر پڑھی، پھر منبر پر وعظ فرمایا یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت آیا پھر منبر پر سے اتر کر نماز عصر پڑھی پھر منبر پر وعظ فرمایا: حتی کہ نماز مغرب کا وقت ہوگیا، پھر منبر پر سے اتر کر نماز مغرب پڑھی اس خطبہ میں آپ نے جو وعظ فرمایا: اس میں آپ نے کل واقعات اور حوادث جو قیامت تک ہونے والے تھے سب کے سب بالتفصیل بیان فرمادئے پس کہا راوی نے کہ اب داناترین ہمارا بہت یادرکھنے والا ہمارا ہے اس دن کو (مظاہر حق)

عن حذیفة قال: قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذالک الی قیامہ ذالک الی قیام الساعة الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ھؤلاء انہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا اراہ عرفہ الخ......(متفق علیہ)

صحیح بخاری ومسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہونا (یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کہا، اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے) نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک بیان فرمایا اس کو، یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اس کو، اور بھول گیا اس کو جو شخص بھول گیا (یعنی بعض نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا) حذیفہ نے کہا کہ تحقیق جانا ہے اس قصہ کو میرے ان یاروں نے (جو کہ موجود ہیں صحابہ میں سے) لیکن بعض نہیں جانتے ہیں اس کو مفصل اس لئے کہ واقعہ ہوا ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص انسان سے ہے، اور میں بھی انہی میں سے ہوں، کہ جو کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو، اور تحقیق شان ہے کہ البتہ واقع ہوتے ہی ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو پس یاد دلاتا ہوں میں اس کو جیسے کہ یاد دلاتا ہے شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال وابہام کے جب کہ غائب ہوتا ہے اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل وتشخص کے پھر جب کہ دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں، لیکن جب کہ واقع ہوتی ہے، کوئی بات، ان میں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی، (مظاہر حق)

صحیح بخاری جلد دوم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی، یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا، اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

عن حذيفة قال: قَامَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ إِلٰى يَوْمِ السَّاعَةِ (متفق عليه)

مسند امام احمد جلد ۵ اور صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر قیامت تک کے حالات بیان فرمائے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جو بیان نہ فرمائی ہو کہ قیامت تک فلاں فلاں واقعہ یوں ہو گا گویا جس قدر مفاسد اور فتنے قیامت تک ہوں گے، ان سب کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی (عینی جلد ۱۱، مرقات جلد ۵)

حضور کا غیب دان ہونے کا دعویٰ

صحیح بخاری جلد ۴ میں زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور صحیح مسلم شریف میں ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج

اٹھے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک کے حالات بیان فرمادئے اور ساتھ ہی بڑے بڑے اہم امور کا ذکر فرمادیا جو عنقریب ہونے والے تھے، پھر فرمایا کہ کوئی شخص بھی جو کچھ چاہے مجھ سے پوچھ لے قسم ہے اللہ تعالی کی جو چیز بھی مجھ سے پوچھو گے میں بتلاؤں گا، اور کئی دفعہ فرمایا کہ پوچھو، لوگ بہت روئے اس وقت ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے پوچھا، کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے؟

فرمایا: تیری جگہ دوزخ میں ہے۔

پھر عبداللہ بن حذافہ نے اٹھ کر پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم میرا باپ کون ہے؟

فرمایا: کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔

پھر فرمایا: پوچھو! پوچھو! الخ......

امام احمد حنبل نے مسند میں، ابن سعد نے طبقات میں اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے اور ابو یعلی اور ابن منیع نے ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے:

لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِى السَّمَاءِ اِلَّاذَكَرَ مِنْهُ عِلْمًا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں ہے جس کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہم سے نہ بیان کیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں مرقوم ہے کہ یہ ایک مثال دی ہے، اس بات کی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہر چیز

بیان کر دی کبھی تفصیلا اور کبھی اجمالا۔

تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک دن فرمایا:

میری امت مجھ پر اپنی اپنی صورتوں میں پیش کی گئی، اور مجھے بتلایا گیا، کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا، جب یہ خبر منافقین کو پہنچی، تو وہ تمسخر سے کہنے لگے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کرتے ہیں کہ مجھ کو ان سب کا علم دیا گیا ہے، جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور جو نہ لائیں گے، حالاں کہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے باوجودیکہ ہم اس کے ساتھ ہیں اور وہ ہم کو بھی نہیں پہچانتا جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد وثناء کے ارشاد فرمایا:

اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے علم میں طعنہ زنی کرتی ہے۔

لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَةِ اِلَّا اَنْبَاْتُکُمْ بِهٖ۔

اس وقت سے لے کر قیامت تک کسی چیز کے متعلق جو کچھ تم مجھ سے سوال کرو گے، میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔

دیکھیے! کس وضاحت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنے لئے علم غیب ثابت کر رہے ہیں کیا اب بھی کوئی سمجھ دار حضور کے غیب دان ہونے پر انکار کر سکتا ہے

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

ایک صحابی کو بتلایا کہ شیطان تمہارے گھر میں ہے

سیرت النبویہ وغیرہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کو درخت خرما کی ایک چھڑی دے کر فرمایا:

تم یہ لے کر جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی، اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے پڑے گی، جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئے گی، وہ شیطان ہے، اس سے اس کو مارنا تا کہ وہ نکل جائے چنانچہ قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ روانہ ہوئے اور وہ شاخ روشن ہو گئی اور گھر میں جا کر دیکھا تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جس کو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔

دیکھئے قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مکان حضرت کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ پر تھا، اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی، تو سخت تاریکی تھی خصوصا ان کے گھر کے اندر تو روشنی کا گزر ہی نہ تھا، ذرا خیال کیجئے کہ حضرت کو اس شیطان کا حال کیوں کر معلوم ہوا، کیوں کہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث شریف میں نہیں ہے، لہذا صاف ظاہر ہے کہ حضور نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر انتظام فرمادیا، یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی، اور نہ فاصلہ مانع تھا، جو بصارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے، تو اس کے لئے ہزاروں دیواریں بھی حائل نہیں ہو سکتیں، کیوں کہ دیکھنے کے لئے جو شروط تھے، کہ خارجی روشنی ہو، اور کوئی کثیف چیز حائل نہ ہو، وہ یہاں نہیں پائے گئے، باوجود اس کے حضرت نے اس شیطان کو دور سے دیکھ لیا، تو معلوم ہوا کہ حضرت کا دیکھنا دوسروں کے دیکھنے جیسا نہ تھا، پس اس صورت میں قرب وبعد سے متعلق شرط بھی باقی نہ رہے گی پس اس سے آپ کا غیب داں ہونا ثابت ہوا، انصاف شرط ہے، عقل سلیم سے غور کیجئے اللہ تعالی انکار کرنے والوں کو ہدایت بخشے! آمین!

خبر دی کہ میرے اجداد زنا سے پاک تھے

عن ابن عباس قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَلْتَقِ اَبَوَایَ فِی سِفَاحٍ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یُنْقِلُنِی مِنْ اَصْلَابٍ طَیِّبَۃٍ اِلٰی اَرْحَامٍ طَاھِرَۃٍ صَافِیًا مُھَذَّبًا لَاتَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِھِمَا (شفا قاضی عیاض جلد ثانی مواھب اللدنیہ جلد اول خصائص الکبری مدارج النبوۃ جلد ثانی بیھقی وغیرہ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے ماں باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے اللہ تعالے مجھے، پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف صاف ومہذب نقل کرتا رہا، کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے مگر میں ان کے بہتر میں تھا (بیہقی وغیرہ)

دیکھئے! اس حدیث سے صراحۃ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کیوں کہ اس حدیث کے الفاظ سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کو بتلایا اور نہ ہی یہ کہ اللہ تعالی نے بلا واسطہ خود بتلایا، بلکہ الفاظ سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے اجداد کا زنا میں مرتکب نہ ہونا اپنے علم لدنی سے معلوم ہوا، کیا اب بھی کوئی سمجھدار حضرت کے غیب دان ہونے میں شک وشبہ کرسکتا ہے اللہ تعالی ہدایت دے ان غلط کار لوگوں کو تا کہ وہ انبیاء واولیاء کے غیب دان ہونے کو بلا حیل وحجت تسلیم کر کے جنت الفردوس کے مستحق نہیں۔

قلیل وقت میں قیامت تک تمام حالات وواقعات بیان کردئے

اگر کوئی کہے کہ حضرت نے قیامت تک کے تمام حالات ایک ہی روز میں کیسے بیان فرماوئے، تو اس کا جواب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلدے عینی شرح صحیح

بخاری جلد ۱۷، فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ قسطلانی شرح صحیح بخاری جلد ۵، اور مرقات شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۵ میں یوں مرقوم ہے:

فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائہا الی انتہائہا وما فی ایراد ذالك كله فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ و کیف قد اعطی بجوامع الکلم مع ذالك۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے لے کر انتہاء تک تمام حالات کا بیان فرما دیا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور یہ کیوں کر نہ ہو جبکہ حضرت کو اللہ تعالی نے جوامع الکلم عطا فرمائے ہیں۔

مسلمانو! اللہ تعالی نے آپ کو بڑے بڑے وسیع اختیارات اور تصرفات عطا فرمائے ہیں جو عقل و فکر میں نہیں آسکتے، جن کو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

گرہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک لحہ میں تمام زبور ختم کر لینا

حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام ایک لحہ میں تمام زبور شریف پڑھ لیا کرتے تھے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ قال: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوُدَ الْقُرْآنَ فَکَانَ یَأْمُرُ بِدَوَابِّہٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَءُ الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّہٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ (رواہ البخاری)

صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: داؤد علیہ الصلاۃ والسلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا، آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے، پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کے کس چکنے سے پہلے ہی آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے یعنی زرہ بنا کر کھانا کھاتے تھے۔

مظاہر حق جلد ۴ میں اس حدیث کے تحت میں مرقوم ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لئے زمانہ کو طے وبسط کرتا ہے، یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا۔

ایسا ہی مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ میں ہے:

قال التور بشتي يريد بالقرآن الزبور لانه قصد اعجازه من طريق القراءة وقد دل الحديث على ان الله تعالى يطوى الزمان لمن يشاء من عباده كما يطوى المكان لهم وهذا باب لا سبيل الى ادراكه الابالفيض الرباني۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لمحہ میں قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

آپ جب گھوڑے پر سوار ہونے لگتے، تو پہلے ایک رکاب میں پاؤں رکھتے، پھر دوسری میں رکھتے لیکن دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک تمام قرآن مجید ختم کرلیتے، ایک روایت میں ہے کہ ملتزم کعبہ سے اس کے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے، یہ آپ کی کرامت تھی (مظاہر حق)

اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کا ایک لمحہ میں تمام قرآن مجید ختم کرلینا

مولانا جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نفحات الانس میں ارقام فرماتے ہیں:

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پر پہنچنے تک تمام قرآن مجید پڑھ لیا جس کو ابن شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالی نے کلمہ کلمہ اور حرف حرف اول سے آخر تک سنا (مظاہر حق)

تا قیامت واقعات ہتھیلی کی طرح آپ کی نظر میں

مواہب اللدنیہ جلد دوم میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَاهُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّىْ هٰذِهٖ جَلِيًّا مِنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِنَبِيِّهٖ كَمَا جَلَّاهُ لِنَبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِهٖ۔

بیشک اللہ تعالی نے میرے سامنے دنیا اٹھائی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اس روشنی کی سبب جو اللہ تعالی نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی، جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے روشن فرمائی تھی۔

علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ میں ارقام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ اَیْ اَظْهَرَ وَكَشَفَ لِیَ الدُّنْيَا بِحَيْثُ اَحَطْتُّ بِجَمِيْعِ مَا فِيْهَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَاهُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّىْ هٰذِهٖ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ نَظَرَ حَقِيْقَةً دَفَعَ بِهٖ اَنَّهٗ اُرِيْدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے حضرت کے لئے دنیا ظاہر فرمائی، اور حضور نے جمیع مافیہا کا احاطہ کر لیا، اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے مثل اپنی کف دست کے ملاحظہ کر رہا ہوں، یہ اشارہ

ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کا معنی مجازی ہے۔

دیکھئے! بڑے بڑے محقق محدثین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث کا مطلب وہی بیان کرتے ہیں، جو کہ ہم لوگوں کا عقیدہ ہے نہ کہ جیسے منکرین کا، اللہ تعالیٰ منکرین کو رشد وہدایت بخشے تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله علیه و آله وسلم: إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ أُمَّتِي مَازُوِيَ لِيْ مِنْهَا الخ...... (رواه المسلم)

صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا یعنی اس کو مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین کو دیکھ لیا، میری امت کا ملک وہاں پہنچنے والا ہے جو جو ملک میرے لئے سمیٹا گیا اور مجھے دو خزانے سرخ وسفید دیئے گئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں تھے چنانچہ آپ نے بغیر سیر وسیاحت کئے روئے زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا، اور اپنی تمام امت کی جائے قیام وغیرہ بھی ملاحظہ فرمالی۔

محمد بندہ و بے مثل ومانند خدارا بندہ ومارا خداوند

حوض کوثر کو دیکھنا اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں

حضرت کو حوض کوثر دنیا میں بھی نظر آتا تھا، چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ وَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔

میں تم پر گواہ (چشم دید) ہوں اور تمہارا جائے وعدہ حوض کوثر ہے اور میں تحقیق اس کی طرف اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں، اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں۔

دیکھئے! حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا کس قدر تصرف ہے کہ آپ دنیا میں ہی حوض کوثر دیکھتے ہیں، اور آپ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیوں کے مالک بھی ہیں، کیا اب بھی کوئی نادان ماننے میں شش و پنج میں ہے، اللہ تعالی ہدایت دے ان ضدی لوگوں کو۔

جنگ احزاب کے روز دور دراز شہروں کا دیکھنا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جنگ احزاب کے دن دور دراز شہر دیکھے، چنانچہ تفسیر مواہب الرحمٰن وغیرہ میں مرقوم ہے:

جنگ احزاب کے دن کفار سے محفوظ رہنے کی غرض سے شہر مدینہ کے ارد گرد ایک بڑی چوڑی چکلی خندق کھودتے کھودتے ایک بڑا سخت پتھر نمودار ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ایک کدال مارا، تو وہ شق ہو گیا، اور ایسی چمک ہوئی کہ شہر کے دونوں کنارے چمک اٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر بہ آواز تکبیر بلند کی، صحابہ نے بھی ساتھ ہی اللہ اکبر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس پتھر پر دوسری چوٹ ماری پھر پتھر شق ہوا، پھر ویسے ہی روشنی نمودار ہوئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اور صحابہ کرام نے تکبیر اللہ اکبر کہی، پھر تیسری ضرب پر بھی ایسا ہی ہوا، بعد میں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے آواز تکبیر بلند کرنے کا سبب دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اول نور پر اللہ تعالی نے مجھ کو حیرہ کے محلات اور کسری کے شہر دکھا دئے اور جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ کو خبر دی کہ مسلمان تمام مقامات پر فتح پائیں گے۔

اور دوسری چمک میں ارض وسماروم کے محل نظر آئے اور جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مطلع کیا کہ کوئی دن ایسا ہوگا کہ یہ ممالک اہل اسلام کے قبضے میں آئیں گے۔

پھر تیسری جگمگاہٹ میں صفا کے محل نظر آئے اور جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ آپ کی امت اس پر بھی غالب اور متصرف ہوگی، اس بنا پر میں نے ہر دفعہ تکبیر کہی۔

یہ سن کر معتصب بن قشیر الانصاری کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیسی کیسی باتیں سناتے اور امیدیں دلاتے ہیں، ڈر کے مارے پاخانہ جا نہیں سکتے خوف کے باعث خندق کھود رہے ہیں، اور ان کو یہاں بیٹھے بیٹھے صنعا اور حیرہ کے محلات نظر آتے ہیں یہ محض فریب اور دھوکہ ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب)

اور جب کہتے ہیں منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہ جو کچھ ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے وہ تو سب دھوکا ہے۔

غرض مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا اسی واسطے آپ نے اس مقام کو جو سینکڑوں میل کے فاصلہ پر تھا، بغیر دوربین کے دیکھ لیا، ورنہ بغیر کسی آلہ یا دوربین کے دیکھنا بعید از قیاس اور محال از عقل ہے۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھ لو شان محمد

ہر شے کا ظاہر ہونا اور اسے شناخت کرنا

عن عبد الرحمن بن عائش قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ

قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟

قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ۔

قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (رواه الدرامی مرسلا)

دارمی میں عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا،

رب نے فرمایا: ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: تو ہی خوب جانتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر پروردگار نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس ہاتھ کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس میں نے جان لیا جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی:

ایسے ہی دکھائے ہم نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تا کہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے۔

دیکھئے! یہاں توسط کسی فرشتہ کا نہیں ہے، بایں ہمہ کس قدر امر پر اللہ تعالی نے اطلاع دی، کیا اب کوئی حریف یہ کہنے کی جرائت کر سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کو علم غیب نہیں تھا؟

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

صحیح ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ۔

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ!

قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ!

قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟

قُلْتُ: لَا أَدْرِي۔ قَالَهَا ثَلٰثًا

قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔

پس ناگاہ میں نے پروردگار کو سامنے پایا اچھی صورت میں۔

پروردگار نے فرمایا: اے محمد!

میں نے عرض کی: اے پروردگار میں حاضر ہوں۔

اس نے کہا: ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں؟

میں نے کہا: میں نہیں جانتا، پروردگار نے یہ تین بار دریافت کیا۔

حضرت نے فرمایا: پھر میں نے دیکھا کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت

میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا یہاں تک کہ مجھے اس کے پوروں کی سردی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی، پس مجھ پر ہر شئے ظاہر ہوگئی، اور میں نے ان کو پہچان لیا۔

حضرت کو تمام کائنات کا علم تھا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمان وزمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی ما فوق وما تحت کا علم مرحمت فرمایا گیا، چنانچہ مرقات شرح مشکوۃ جلد اول میں مرقوم ہے۔

فعلمت ای بسبب وصول ذالك الفیض ما فی السموت والارض یعنی ما اعلمه الله تعالی مما فیها من الملئکة والاشجار وغیرهما عبادة عن سعة علمه الذی فتح الله به علیه وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموت بل ومافوقها کما یستفاد من قصة المعراج والارض هی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتها کما افاده اخباره علیه الصلاة والسلام عن الثور والحوت الذین علیهما الارضون کلها یعنی ان الله اری ابراهیم علیه الصلاة والسلام ملکوت السموت والارض وکشف له ذالك وفتجلی ابواب الغیوب۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہ میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ نے حضرت پر کھول دیا:

علامہ ابن حجر نے فرمایا:

ما فی السموت سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد

ہے جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے، یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جوان سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہو گئیں جیسا کہ حضور کا ثور وحوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں، اس کو ظاہر کرتا ہے یعنی اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کے لئے کشف فرمادیا اور مجھ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر غیبوں کے دروازے کھول دئے۔

حضور کو تمام علوم جزوی کلی کا علم واحاطہ تھا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......

پس دانستم ہر چہ درآسمانہا و ہر چہ درزمین بود، عبارت است از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطہء آں، وتلاوخواند آنحضرت مناسب ایں حال وبقصد اشتہاد برامکانِ آں ایں آیت راکہ وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہم چنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام راملک عظیم تمام آسمانہاراوزمین ہارا لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ تا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات وصفات وتوحید واہل تحقیق گفتہ اندکہ تفاوت است درمیان ایں دورویت زیراکہ خلیل علیہ الصلاۃ والسلام ملک آسمان وزمین رادید وحبیب ہر چہ درآسمان وزمیں بود حالی از ذوات وصفات وظواہر وباطن ہمہ رادید وخلیل حاصل شد مراد را یقین بوجوب ذاتی وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان وزمین، چنانچہ حال اہل استدلال وارباب سلوک ومحبان وطالبان مے باشد وحبیب حاصل شد مرادیقین وصول الی اللہ

اول پس ازاں دانست عالم را حقائق آنرا چنانچہ نشان مجذوباں ومحبوباں ومطلوباں است واول موافق است بقول مَارَأَیْتُ شَیْئاً اِلَّارَءَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ وَشَتَّانَ مَا بَیْنَھُمَا

حاصل عبارت یہ ہے کہ جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اوران کا احاطہ کرنے سے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد اشتہاد یہ آیت تلاوت فرمائی'' اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کوتمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا، تا کہ وہ وجود ذات وصفات وتوحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں،، اہل تحقیق نے فرمایا: کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آسمان وزمین کا ملک عظیم دیکھا اور حبیب علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ آسمان وزمین میں تھا ذوات وصفات ظواہر وبواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے،اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا، پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں، مطلوبوں، مجذوبوں کی شان ہے۔

علامہ طیبی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

والمعنی انہ کما رای ابراھیم ملکوت السموات والارض کذالك فتح علیّ ابواب الغیوب حتی علمت ما فیھا من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات۔

معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کوآسمان وزمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہیں مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دئے گئے۔

یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں یعنی آسمان وزمین میں ہے ذوات و صفات ظواہر ومغیبات سب کچھ۔

الحاصل، اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین وآسمان کا مشاہد بنایا اور علم الاولین والآخرین عطا فرمایا، گویا ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا، اور جو ہو رہا ہے، سب کچھ آپ پر ظاہر ہو گیا، غرض کوئی ذرہ زمین پر ایسا نہیں ہے جس کی آپ کو خبر نہ ہو، کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر ظاہر نہ ہو ہمارے تمہارے سب کے تمام اقوال، افعال، احوال، اور اعمال حضور علیہ الصلاۃ والسلام پیش نظر ہیں اور آپ ان کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔

عن ابن عمر اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ (رواہ الطبرانی)

طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام چیزوں کی کنجیاں دی گئی ہیں

اس حدیث کے الفاظ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ غور طلب ہیں، کیوں کی کل شیَ میں ہر ایک علوم داخل ہیں کیا علم غیب وظاہر اور کیا تصرف واختیارات۔

کیا ایسے صریح دلائل براہین کے ہوتے اب بھی کوئی ہٹ دھرمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

جس کے ہاتھ میں یہ جھنڈا ہوگا وہی فتح پائے گا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک جنگ میں علی الاعلان اپنے غیب دان ہونے کا ثبوت اس طرح دیا کہ جس کے ہاتھ میں یہ جھنڈا (علم) ہوگا وہی فتح پائے

گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

صحیح بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدِهٖ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَأَعْطَاهَا عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ۔

البتہ میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا، پس آپ نے وہ جھنڈا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی، اور جیسا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا وہی ہوا

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جنگِ بدر میں ہر ایک کے مرنے کی جگہ بتلانا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جنگ بدر میں ہر ایک کے مرنے کی جگہ بتلائی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جنگ بدر کے میدان میں لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم کیا، جب سب لوگ ایک جا اکٹھے ہوگئے، تو آپ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھ کر فرمایا:

یہ فلاں شخص کے مرنے کی جگہ ہے۔

فَمَا مَاتَ وَمَا تَجَاوَزَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

یعنی جہاں آپ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا تھا کہ فلاں اس جگہ مرے گا اور فلاں اس جگہ قتل ہوگا، چنانچہ وہیں ہر ایک قتل ہوا، اور سر مو فرق نہ ہوا۔

تین صحابہ کے شہید ہونے کی خبر پہلے دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تین صحابہ کے شہید ہونے کی خبر وقوع سے پہلے دی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: نَعَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَیْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ یَعْنِیْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ (رواه البخاری)

صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہم کی شہادت کی اطلاع خبر آنے سے پہلے لوگوں کو دے دی اور آپ نے فرمایا:

زید نے جھنڈا لیا تو وہ شہید ہوئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا، تو وہ شہید ہوئے، پھر ابن رواحہ نے جھنڈا لیا، تو وہ شہید ہوئے، اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا: کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے جھنڈا لیا، اور فتح حاصل ہوئی (بخاری نے اسے روایت کیا ہے)

موتہ ملک شام میں دمشق کے قریب ایک موضع ہے، جو مدینہ منورہ سے بہت فاصلہ پر ہے وہاں کے حاکم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قاصد کو قتل کیا تھا، اس لئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی طرف لشکر بھیجا، اور اس لشکر پر زید

بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ کو امیر مقرر کیا، اور ارشاد کیا کہ اگر زید رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں، اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر بنالیں پس جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا، کہ اس لڑائی میں یہ تینوں صاحب شہید ہوئے تب لوگوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار کیا اور اللہ تعالی نے ان کے ہاتھ فتح دی گویا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس واقعہ کے وقوع سے پیشتر لوگوں کو بطور اخبار بالغیب خبر دی، کیا اب بھی کوئی منصف مزاج حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے، اللہ تعالی ہدایت دے ان ضدی لوگوں کو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

نجاشی کے مرنے کی صحیح تاریخ پہلے بتادی

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے غیب دانی سے نجاشی شاہ حبشہ کے مرنے کی تاریخ پہلی بتادی، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر اسی دن دے جس روز وہ مرا، اور آپ نے صحابہ کے ہمراہ عید گاہ کی طرف جا کر نجاشی کی نماز جنازہ مل کر پڑھی، اور چار تکبیریں فرمائیں۔

نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا، جو کوئی وہاں کا بادشاہ ہوتا تھا اسے نجاشی کہتے تھے اس نجاشی کا نام اَصحَمہ تھا، جو پہلے عیسائی تھا، لیکن جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نامہ مبارک جس میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی پہنچا، تو وہ مسلمان

ہو گیا اور اس نے کہا کہ جس پیغمبر کی خبر پچھلی کتابوں میں ہے، وہ یہی ہے اور بڑے اعتقاد اور نیازمندی سے پیش آیا جب اس نے انتقال کیا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بغیر کسی کے اطلاع دینے کے محض غیب دانی سے اسی دن اس کی موت کی خبر دی، اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت کی دلیل

اس حدیث کی بناء پر شافعی اور غیر مقلد لوگ غائبانہ جنازے کی نماز پڑھتے ہیں، مگر احناف کے نزدیک غائب جنازے پر نماز پڑھنا درست نہیں چنانچہ ہماری طرف سے اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ چونکہ نجاشی کا جنازہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر منکشف ہو گیا تھا، اس لئے آپ نے اس کا جنازہ پڑھا، لہٰذا عام غائب کو نجاشی پر قیاس نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ وہ خصائص النبی میں سے تھا، اس کے علاوہ کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعین کا کوئی فعل اور اثر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو، کہ نجاشی کے جنازہ کے بعد کسی اور میت کا بھی غائبانہ جنازہ پڑھا گیا ہو۔

غرض اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں کیا اب بھی کوئی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہدایت دے ان اصحاب کو جو غلطی میں مبتلا ہو کر مرتکب گناہ ہو رہے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از لطف رب

حاملہ عورت کو بتلایا کہ تیرے لڑکا ہوگا

ابونعیم دلائل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرتے ہیں:

ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہمراہ جارہی تھی، درآنحالیکہ میں حاملہ تھی، آپ نے فرمایا:

تیرے حمل میں لڑکا ہے، جب وہ پیدا ہو تو میرے پاس لانا۔

فَلَمَّا وَلَدْتُهُ أَتَيْتُهُ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي الْيُسْرٰى۔

یعنی جب میں نے اس کو جنا تو پھر میں اس کو آپ کی خدمت اقدس میں لائی تو آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے، اسی لئے آپ نے حاملہ عورت (صحابیہ) کی بابت فرمایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے، چنانچہ جب وہ عورت جنی تو لڑکا پیدا ہوا، کیا یہ غیب دانی نہیں تو اور کیا ہے خدائے تعالی ان ضدی لوگوں کو بینائی عطا فرمائے، تاکہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی صفت غیب دانی سے انکار کر کے دوزخ کا ایندھن نہ بنیں۔

حضرت کا ایک شخص کے دل کی باتیں بتلانا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک شخص کے دل کی بات بتلادی چنانچہ بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ہے، کہ صفوان بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف اس کا چچازاد بھائی جنگ بدر کے بعد ایک دن مقام حجر میں بیٹھ کر اپنے عزیزوں کا جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تذکرہ کرنے لگے۔

صفوان نے کہا: ان لوگوں کے قتل ہو جانے کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں رہا۔

عمیر نے کہا: سچ ہے، مگر میں مقروض ہوں، اور میرے پاس قرض ادا کرنے کو کچھ نہیں ہے، اور اپنے بعد عیال واطفال کے برباد ہو جانے کا بھی ڈر ہے، ورنہ میں خود جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالتا، علاوہ اس کے مجھے ان کے

پاس جانے کا ایک بہانہ بھی ہے، کہ میرا بیٹا، وہاں قید ہے۔

صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی، اور کہا: تیرے قرض کو تو میں ادا کر دوں گا، اور تیرے عیال کی بھی ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔

عمیر نے کہا: خبردار تو نے اس بات کا کسی سے ذکر نہیں کرنا!

پس اس نے اپنی تلوار تیز کر کے زہر میں بجھائی اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا، مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسجد شریف کے دروازے پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو حائل کئے ہوئے تھا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دور سے دیکھ کر کہا:

یہ کتا دشمن خدا اور رسول ضرور کچھ برائی کرنے کے لئے ہی آیا ہے، فوڑا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں جا کر اس کے آنے کی اطلاع دی۔

آپ نے فرمایا:

اسے میرے پاس لے آؤ!

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے تلوار لے لی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پکڑ کر لے آئے، آپ نے اس کو دیکھ کر عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو ارشاد فرمایا:

اسے چھوڑ دو! پھر آپ نے اس سے کہا: اے عمیر میرے قریب آجا، وہ آپ کے قریب آ گیا، پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ کیوں آیا ہے؟

اس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اس کے معاملہ میں آپ احسان کیجئے، آپ نے فرمایا:

بھلا یہ تو بتلا کہ تو نے تلوار گردن میں کیوں ڈال رکھی ہے؟

اس نے کہا: تلوار کس کام کی ہے (اس سے اس کی یہ مراد تھی کہ جس کام کے

لئے تلوار باندھی تھی وہ کام تو پورا نہ ہو سکا، یہ بات اس نے حضرت سے کہی)

آپ نے فرمایا:

سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے؟

اس نے کہا: میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو، بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں بیٹھ کر کشتگان بدر کا تذکرہ کیا اور تو نے کہا:

میں مقروض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو میں جا کر فوراً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالتا اس پر صفوان تیرے قرض اور تیرے عیال کی خبر گیری کا متکفل اور ضامن ہوا، اور اب تو میرے قتل کے لئے آیا ہے۔

اس نے ان راز و نیاز کی خفیہ باتوں کا پتہ سنتے ہی صدق دل سے پڑھا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ!

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود لائق پرستش نہیں ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، میں سچ کہتا ہوں کہ اس بات کی خبر میرے اور صفوان کے سوائے کسی کو نہ تھی، خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ پروردگار عالم نے ہی آپ کو اس راز کی خبر دی ہے۔

خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا:

اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھلاؤ! قرآن مجید پڑھاؤ، اور نیز اس کے قیدی کو بھی چھوڑ دو!

اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان تھے۔ اسی لئے آپ نے ایک شخص کے دل کی بات بتلا دی، اب بھی کوئی

شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟

لو اور سنئے!

عن وابصة بن معبد: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَا وَابِصَةُ اجِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ۔

قُلْتُ: نَعَمْ

قَالَ: فَجَمَعَ اَصَابِعَہٗ فَضَرَبَ بِھَا صَدْرَہٗ وَقَالَ:

اِسْتَفْتِ نَفْسَکَ! اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ ثلثا اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَیْہِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَیْہِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاکَ النَّاسُ (رواہ احمد والدارمی)

دارمی میں وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے وابصہ تو پوچھتا ہے نیکی اور گناہ سے؟

میں نے کہا: ہاں! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بغیر وابصہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بیان کرنے کے اس کے دل کی بات ظاہر کر دی)

راوی نے کہا: پس حضرت نے اپنی انگلیاں جمع کیں اور انگلیوں سے میرے سینے کو مارا، اور فرمایا:

اپنے نفس (ذات) سے فتوی پوچھ تین بار فرمایا،

نیکی وہ چیز ہے کہ قرار پکڑے اور مائل ہو اس کی طرف جی اور آرام پکڑے اس کی طرف دل اور گناہ وہ چیز ہے کہ دل میں چبھے اور سینہ میں شک وتردد کرے اگر چہ لوگ تجھ کو فتوی دیں۔

اس حدیث صحیح سے صراحۃً ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غیب داں تھے، کہ آپ نے ایک صحابی کے دل کی بات بتلادی، کیا اب بھی کوئی ضدی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے میں شک کرسکتا ہے؟

حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور بلال کے دل کی بات

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بلال رضی اللہ تعالی عنہ کے دل کی بات بغیر ان کے اظہار کے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلائی، چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے:

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے راستہ میں رات کے آخری حصہ میں قیام فرمایا اور آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ہمیں نماز کے وقت جگادینا لیکن بلال رضی اللہ تعالی عنہ نیند کے غلبہ کے باعث سو گئے، اور باقی صحابی بھی، حتی کہ آفتاب طلوع ہو گیا، صحابہ بیدار ہو کر نماز کے فوت ہونے کے سبب سے گھبرا اٹھے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو یہ حکم فرمایا:

سب لوگ سوار ہو کر اس جنگل سے دور چلے جائیں کیوں کہ اس میں شیطان مسلط ہے، پس اسی وقت صحابہ کرام وہاں سے چل پڑے حتی کہ حضرت نے قیام کرنے کا ارشاد فرمایا پھر آپ نے فرمایا:

سب لوگ وضو کرو، اور بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا:

نماز کے لئے اذان اور تکبیر کہے، چنانچہ اذان اور تکبیر کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی، یعنی صبح کی نماز جماعت سے ادا کی پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی غافل ہو کر نماز سے سو جائے، یا نماز بھول جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو ایسے پڑھے جیسا کہ اس کو اس کے وقت میں پڑھا جاتا ہے۔

ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ فَقَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ اَتٰی بِلَالًا وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فَاَضْجَعَہٗ ثُمَّ لَمْ یَزَلْ یُھْدِئُہٗ کَمَا یُھْدَءُ الصَّبِیُّ حَتّٰی نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَخْبَرَ بِلَالُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِیْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ اَبَابَکْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (رواہ مالك مرسلا)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، پس اس کو تکیہ لگوالیا، پھر بڑی دیر تک اس کو تھپکتا رہا، جیسے بچہ تھپکا جاتا ہے، حتی کہ وہ گہری نیند سو گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو پکارا، بلال نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی جیسے حضور نے ابوبکر صدیق کو خبر دی تھی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا، کیوں کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کے دل کی بات کو بغیر اس کے بتلانے کے ظاہر فرمایا۔ ذرا عقل سلیم سے غور کیجئے کہ یہ غیب نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

حضرت کا صحیفہ کو کیڑوں کے کھا جانے کی خبر دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے علم غیب سے بتلا دیا کہ صحیفہ کی عبارت کو سوائے اللہ کے نام کے باقی سب کیڑوں نے کھالیا ہے، چنانچہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ کیڑے نے اس صحیفے کی عبارت کو اللہ تعالے کے نام کے سوا بالکل کھالیا ہے جس میں قریش نے عہد لکھا تھا،

م کی عداوت پر مضبوط رہیں، اور ان سے برادری بالکل چھوڑ دیں۔

چنانچہ جب قریش نے اس صحیفے کے دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد جب اسلام مکہ معظمہ میں پھیلا، اور بتوں کی مذمت برملا ہونے لگی تو کفار قریش کو بڑا صدمہ ہوا، مسلمانوں پر انہیں بڑا غصہ آیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا، اور اس بات پر ابو طالب اور دیگر بنی ہاشم راضی نہ ہوئے، تب انہوں نے کہا، یا تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالہ کر دو یا تم سب کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر گھاٹی میں جا رہو، اور ہماری تمہاری برادری ختم نہ ساتھ کھانا اور نہ ساتھ پینا، اور نہ ہی ہم تم کسی مجلس میں اکٹھے ہوں الغرض ابو طالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کر لیا اور سب کے سب شعب میں جا رہے، اور کفار قریش نے ایک عہد نامہ بعنوان قطع برادی اور استحکام عداوت کا بنی ہاشم کے ساتھ لکھ کر کعبے میں لٹکا دیا، یہاں تک کہ عداوت پر مستعد ہوئے کہ جو کوئی گاؤں کا آدمی غلہ یا کچھ چیز بیچنے کو لاتا اس کو بھی منع کر دیتے، کہ بنی ہاشم کے ہاتھ نہ بیچے!

تین برس اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھاٹی میں بسر کئے اور بڑی تکلیف اٹھائی اس اثناء میں اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع کیا، کہ اس عہد نامے کو دیمک کھا گئی ہے، جہاں کہیں اس میں اللہ تعالی کا نام تھا اس کو دیمک نے چھوڑ دیا ہے اور باقی سب کچھ کھا لیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ابو طالب کو مطلع کیا، ابو طالب قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس طرح خبر دی ہے، تم اس عہد نامہ کو منگوا کر دیکھو، اگر یہ بات جھوٹی ثابت ہوگی، تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے

حوالے کردیں گے اور اگر وہ سچے نکلے تو ہماری تکلیف دہی سے باز آجانا، اور ہمیں گھاٹی سے باہر نکلنے دینا!

چنانچہ انہوں نے وہ صحیفہ منگوا کر دیکھا تو واقعی جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کا نام تھا وہ تو قائم تھا باقی کو دیمک نے کھالیا ہوا تھا، تب وہ نادم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا کہ تم گھاٹی سے نکل آؤ۔

اس حدیث سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے کیوں کہ آپ نے کرم خوردہ صحیفہ کی بن دیکھے خبر دی، کیا اب بھی کوئی ضدی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک کرسکتا ہے؟

پکا ہوا گوشت چوری کا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک دعوت میں پکے ہوئے گوشت کو چکھ کر فرمایا کہ یہ چوری کا ہے، چنانچہ ابوداؤد اور بیہقی میں عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام ایک انصاری کے جنازے پر تشریف لے گئے دفن سے فارغ ہونے کے بعد اس انصاری کی بیوی نے آپ کی دعوت کی، آپ اس گھر میں کھانے کے لئے تشریف لے گئے، کھانا سلیقہ کے ساتھ آپ کے سامنے چنا گیا، آپ نے کھانا شروع کر دیا، ابھی ایک لقمہ ہی آپ نے منہ مبارک میں رکھا تھا، اور نگلا نہیں تھا کہ فوراً تھوک دیا، اور حاضرین سے ارشاد فرمایا، کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے، جو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے، چنانچہ تحقیق کی گئی، تو اس عورت نے تمام قصہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں کہلا بھیجا، کہ میں نے ایک آدمی کو نقیع میں جہاں بکریاں بکتی ہیں خریدنے کے لئے بھیجا تھا، لیکن وہاں سے

دستیاب نہ ہوئی، تو پھر میں نے اپنے ہمسائے کے پاس آدمی بھیجا جس کے پاس ایک بکری تھی کہ وہ مجھے بکری قیمتاً دے دے چونکہ وہ گھر پر موجود نہ تھا اس لئے میں نے اس کی بیوی کو کہلا بھیجا اس نے وہ بکری اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مجھے بھیج دی ۔(دیکھئے خاوند کا حق کس قدر ہے افسوس آج کل کی عورتیں بڑی لاپرواہ اور بے فرمان ہوگئی ہیں اللہ انہیں ہدایت دے) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو!

اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایسا ممنوع کھانا قیدیوں کو کیوں بھیجا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کھانا ان قیدیوں کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ لوگ کافر تھے ،اس لئے ان کو ایسا کھانا کھلانا جائز تھا، ہاں اگر وہ مسلمان ہوتے تو پھر ایسا ہرگز نہ کرتے ۔

اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے اسی لئے آپ نے گوشت کو چکھ کر فرمایا کہ یہ چوری کا ہے، کیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان عقل کے مدعیوں کو چشم حق بیں عطا فرمائے ،تا کہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت کا ایک پکے ہوئے گوشت میں زہر ملا ہوا بتلانا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک بھنی ہوئی بکری کو دیکھ کر فرمایا:

اس میں زہر ملا ہوا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر: اَنَّ یَهُوْدِیَّةً مِنْ اَهْلِ خَیْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِیَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

الذِّرَاعَ فَأَكَلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِرْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا

فَقَالَ: سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ أَخْبَرَكَ؟

قَالَ: أَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهِ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ (الحدیث)

ابوداؤ دوداری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

تحقیق ایک یہودی عورت نے اہل خیبر میں سے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھرا سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تحفہ لائی، پس آپ نے دستی لی اوراس میں سے کھایا، اور صحابہ نے آپ کے ساتھ کھایا۔

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے ہاتھ اٹھالو، اور ایک آدمی کو یہودیہ کی طرف بھیجا، اس کو بلایا وہ حاضر ہوئی آپ نے فرمایا:

تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟

یہودیہ نے کہا: تم کو کس نے خبر دی؟

آپ نے فرمایا:

مجھ کو اس نے خبر دی جو میرے ہاتھ میں ہے یہ بات آپ نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمائی۔

یہودیہ نے کہا: ہاں زہر ملایا ہے میں نے اس میں الخ۔

اس صحیح حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں تھے کیوں کہ آپ نے مجلس دعوت میں اعلانیہ طور پر ارشاد فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ملایا ہوا ہے جو بعد تحقیق کرنے کے صحیح ثابت ہوا، کیا یہ غیب نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

کیا اب بھی کوئی ضدی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک وشبہ کرسکتا ہے اللہ تعالی ہدایت بخشے ان لوگوں کو جونہیں مانتے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

ایک قرض خواہ کی گواہی غیب دانی سے دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک قرض خواہ عورت کی شہادت محض غیب دانی سے دی چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن سعید بن الاطول قال قَالَ مَاتَ اَخِیْ وَتَرَکَ ثَلٰثَ مِائَةِ دِیْنَارٍ وَتَرَکَ وَلَدًا صِغَارًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنْفِقَ عَلَیْھِمْ۔

فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَیْنِهٖ فَاقْضِ عَنْهُ

فَذَهَبْتُ قَالَ قَضَیْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَبْقَ اِلَّا امْرَاَةٌ تَدَّعِیْ دِیْنَارَیْنِ وَلَیْسَتْ لَهَا بَیِّنَةٌ، قَالَ: اَعْطِهَا فَاِنَّهَا صَادِقَةٌ (رواہ احمد)

روایت ہے سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا بھائی مر گیا، اور وہ تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑ گیا میں نے یہ چاہا کہ ان پر خرچ کروں (یعنی اس کا قرض ادا نہ کروں)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

تیرا بھائی قرض کے بدلے قید کیا گیا ہے، (یعنی عالم برزخ میں قید ہے کہ وہاں کی نعمتوں اور صالحین کے پاس نہیں پہنچ سکتا اس کی طرف سے ادا کر!

سعد نے کہا: میں نے اس کی طرف سے قرض ادا کیا، اور نہیں باقی رہا مگر ایک عوورت کہ دعوی کرتی ہے دو دینار کا، اور اس کا کوئی گواہ نہیں۔

آپ نے فرمایا: اس کو دے دے کہ وہ بالتحقیق سچی ہے۔

اس حدیث کے آخری جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام نے سعد رضی اللہ تعالی عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جس نے تیرے بھائی سے دو دینار قرضہ لینا ہے جس کا کوئی گواہ موجود نہیں ہے اس کو ضرور دے دے کیوں کہ وہ سچی ہے، دیکھئے آپ نے بغیر چشم دید شہادت کے محض غیب دانی سے اس کی تصدیق کی

صحابی کے ترک سنت کرنے کی اطلاع دینا

عن شعبب بن ابی روح عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَقَرَءَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَیْهِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ: مَابَالُ اَقْوَامٍ یُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا یُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ وَاِنَّمَا یَلْبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْآنَ اُولٰئِكَ (رواه النسائی ومشکوة کتاب الطهارة)

نسائی شریف میں شبیب بن ابی روح سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ روم کو پڑھا تو آپ کو متشابہ ہوا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور اچھا وضو نہیں کرتے، سوائے اس کے نہیں کہ یہ لوگ قرائت قرآن مجید میں ہم پر اشتباہ ڈالتے ہیں۔

اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کیوں کہ جب آپ کو قرائت میں متشابہ ہوا، تو آپ کو فوراً اس کا سبب معلوم

ہو گیا، کہ کسی مقتدی نے وضو کرنے میں کوئی سنت ترک کی ہے، چنانچہ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر برملا ارشاد فرمایا، کیا یہ علم غیب نہیں؟ تو اور کیا ہے؟، علاوہ اس کے یہ بھی یاد رہے کہ حدیث کے الفاظ سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو بذریعہ وحی کے یہ بات معلوم ہوئی تھی، ذرا عقل سلیم سے اس پر غور کیجئے، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے انکار کر کے نعمت ایمان کو ضائع نہ کیجئے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

ابو جہل کی مٹھی کی چیز بتلانا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ابو جہل کی مٹھی کی چیز کو بلا دیکھے بر اسرا جلاس غیب دانی سے بتلا دیا چنانچہ اس قصہ کو مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں یوں ارقام فرماتے ہیں:۔

سنگہا اندر کفِ بو جہل بود　　گفت اے احمد بگو ایں چیست زود

گر رسولی چیست در مشتم نہاں　　چوں خبر داری زِ رازِ آسماں

ایک دن ابو جہل ملعون چند کنکریاں ہاتھ میں لے کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلدی بتائیے کہ میری مٹھی میں کیا چیز ہے اگر تم نبی ہو جبکہ آپ آسمان کی خبر رکھتے ہیں مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ آپ نے جواب دیا اور کیا خوب دیا۔

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہ است　　یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آیا تو یہی چاہتا ہے کہ میں یہ بتا دوں کہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے یا یہ کہ وہ چیز جو تیرے ہاتھ میں ہے میرے بارے میں

بتلادے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالی ارقام فرماتے ہیں کہ ابوجہل متعجب ہوکر یوں بول اٹھا۔

گفت بوجہل ایں دوم نادر تر است گفت آرے حق ازاں قادر تر است

ابوجہل نے کہا کہ یہ دوسری بات تو بڑی عجیب ہے، یعنی اگر یہ ہو جائے تو اور بھی خوب ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے مولائے کریم کو اس سے بھی زیادہ قدرت اور طاقت ہے۔

پھر مولانا روم رحمہ اللہ تعالی ارقام فرماتے ہیں، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنی غیب دانی کا ثبوت یوں اعلانیہ بتلاتے ہیں:

گفت شش پارہ حجر در دست تست بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کہ اول تو یہ تیرے ہاتھ میں چھ سنگریزے (کنکریاں) اور دوسری بات کے لئے کان لگا کر سن، کہ ان میں سے ہر ایک تسبیح پڑھتی ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں کہ جونہی اس بدبخت نے کان لگا کر سنا تو یوں آواز آئی۔

از میان مشت او ہر پارۂ سنگ در شہادت گفتن آمد بے درنگ

لا الہ گفت و اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ سفت

اس کی مٹھی میں سے ہر ایک سنگریزے نے بلا توقف کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا، وہ لا الہ اللہ، اللہ کہتے تھے، اور محمد رسول اللہ کے الفاظ موتی کی طرح پروتے تھے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالی ارقام فرماتے ہیں کہ اس ازلی بدبخت نے جونہی

یہ کلمات سنے تو اس نے بجائے کلمہ شہادت پڑھنے کے یہ کہا۔

چوں شنید از سنگہا بو جہل ایں زد ز خشم آں سنگہارا بر زمیں

گفت نبود مثل تو ساحر دگر ساحراں را سر توئی و تاجِ سر

جب ابو جہل نے سنگریزوں سے کلمہ شہادت کی آواز سنی تو غصہ میں آ کران سنگریزوں کو زمین پر دے مارا اور کہنے لگا کہ تیرے جیسا اور تیری مانند دنیا میں کوئی ساحر (جادوگر) نہ ہوگا، تو ساحروں کا سردار اور سرتاج ہے (معاذ اللہ)

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین چشم او ابلیس آمد خاک بیں

یعنی اس ابو جہل کے سر پر خاک پڑے کہ اندھا اور ملعون تھا اس کی نگاہ ابلیس کی طرح خاک میں تھی کہ اس نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے مادۂ طین کو تو دیکھا، مگر ان کے کمالات کو تکبر کے باعث نہ دیکھ سکا، اسی طرح ابو جہل نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ظاہری بشریت کو دیکھا مگر آپ کے کمالات نبوت کو تکبر کی وجہ سے نہ دیکھا۔

پھر مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

چوں بدید آں معجزہ بو جہل تفت رفت در خشم و بسوئے خانہ رفت

رہ گرفت و رفت از پیش رسول او فتاد اندر چہ آں زشتِ جہول

معجزہ را دید و شد بد بخت و زفت سوئے کفر و زندقہ سر تیز رفت

ابو جہل نے جب آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو غصہ سے بھرا ہوا گھر کی طرف چلا آیا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے سے چلتا بنا، اور وہ بڑا جاہل چاہ ضلالت میں جا گرا، ایسا بڑا معجزہ دیکھ کر اور زیادہ بد بخت اور سخت ہو گیا، کفر اور بے دینی کی طرف اور زیادہ تیز چلنے لگا۔

اس روایت صحیحہ سے صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت کا وصال کی خبر دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے وصال کی خبر علی الاعلان پہلے دی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر قال: اَفَاضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ وَعَلَیْہِ السَّکِیْنَۃُ وَاَمَرَھُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ وَاَوْضَعَ فِیْ وَادِیْ مُحَسِّرٍ وَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ وَقَالَ لَعَلِّیْ لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا (رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ فی کتاب المناسك)

ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ ولیہ وسلم مزدلفہ سے چلے، ان پر تھی تسکین چلنے میں اور لوگوں کو آہستہ چلنے کا حکم کیا اور اپنی اونٹنی کو میدان محسر میں جلدی چلایا، اور لوگوں کو حکم کیا کہ ماریں مانند کنکریوں خذف کے (یعنی چنے چنے برابر) اور آپ نے صحابہ کو فرمایا:

شاید میں تم کو اس برس کے بعد نہ دیکھوں گا، (یعنی میرا وصال ہو جائے گا) چنانچہ آئندہ سال آپ کا وصال شریف ہو گیا، (مظاہر حق)

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں کیوں کہ آپ نے اپنے وصال کی اطلاع پہلے ہی دے دی، کیا اب بھی کوئی شخص آپ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے، اللہ تعالی ہدایت بخشے ان عقل کے مدعیوں کو۔

ایک مجاہد کی نسبت دوزخی ہونے کی خبر دینا

عن ابی ھریرہ قال: شھدنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل ممن معہ یدعی الاسلام:

ھذا من اھل النار۔

فلما حضر القتال قاتل الرجل اشد القتال و کثرت بہ الجراح فجاء رجل فقال: یا رسول اللہ ارأیت الذی تحدث انہ من اھل النار قد قاتل فی سبیل اللہ من اشد القتال فکثرت بہ الجراح۔

فقال: اما انہ من اھل النار

فکاد بعض الناس یرتاب فبینما ھو علی ذالک اذ وجد الرجل الم الجراح فاھوی بیدہ الی کنانتہ فانتزع سھما فانتحر بھا فاشتد رجال من المسلمین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقالوا: یا رسول اللہ! صدق اللہ حدیثک قد انتحر فلان وقتل نفسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ ورسولہ یا بلال! قم فاذن لا یدخل الجنۃ الا مؤمن وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر ...... (رواہ البخاری)

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کے حق میں فرمایا جو آپ کے ہمراہ تھے:

باوجودیکہ وہ اسلام کا دعوے دار تھا:

یہ شخص دوزخی ہے۔

جنگ کا وقت آیا تو وہ شخص کافروں سے بڑا سخت لڑا، اور اس کو بہت سخت زخم لگے، ایک شخص آیا متعجب ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اس شخص کی حقیقت حال سے خبر دو کہ آپ فرماتے ہیں وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق وہ راہ خدا میں بڑا سخت لڑا ہے اس کو بہت سے زخم آئے ہیں، (یعنی اس کا ظاہر حال یہ ہے کہ وہ بہشتی ہے)

آپ نے فرمایا:

وہ دوزخیوں میں سے ہے۔

پس قریب تھا کہ بعض لوگ آپ کی خبر کی تصدیق میں شک کریں باوجود اس جدو جہد سے لڑنے کے آپ اس کے حق یہ کیونکر فرماتے ہیں، کہ وہ دوزخی ہے پس اس اثنا میں کہ وہ اس حال پر تھا ناگہاں اس نے زخموں کا درد پایا، تو اس نے اپنی ترکش کی طرف اپنے ہاتھ سے قصد کیا اور تیر کو کھینچ کر اس سے اپنا سینہ کاٹا (ایک روایت میں ہے کہ اس نے تلوار سے کاٹا) اسی وقت کئی ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے گئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا

وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق فلاں نے اپنا سینہ کاٹا اور اپنے آپ کو مار ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور اس کا رسول اے بلال اٹھ اور لوگوں کو اس بات کی اطلاع کر دے کہ بہشت میں سوائے مومن کے کوئی داخل نہیں ہوگا، اور تحقیق اللہ تعالی اس دین کو قوی کرتا ہے بسبب مرد فاجر اور اس کے جہاد اور قتال کے۔

اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں چنانچہ اسی واسطے آپ نے کھلم کھلا فرمادیا: کہ فلاں دوزخی ہے، اور اس کی وجہ بھی بتلادی۔

کیا یہ غیب نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے، اللہ تعالی انکار کرنے والوں کو ہدایت بخشے۔

ایک مرتد کی یہ خبر دینا کہ وہ قبر میں نہ رہے گا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے علمِ غیب سے ایک مرتد کی نسبت فرمایا:

وہ قبر میں نہیں رہنے پائے گا، اور وہ ایسا ہی ہوا،

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن انس قال: اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِکِیْنَ:

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْاَرْضَ لَاتَقْبَلُہٗ۔

فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْطَلْحَۃَ اِنَّہٗ اَتَی الْاَرْضَ الَّتِیْ مَاتَ فِیْھَا فَوَجَدَہٗ مَنْبُوْذًا۔

فَقَالَ: مَاشَانُ ھٰذَا؟

فَقَالُوْا: دَفَنَّاہُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْہُ الْاَرْضُ ......(متفق علیہ)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی لکھتا تھا، وہ مرتد ہوگیا اور اسلام سے پھر گیا اور مشرکوں کے ساتھ جاملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحقیق زمین اس کو قبول نہیں کرے گی،

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ابوطلحہ (انس کی ماں کے خاوند) نے یہ خبر دی

ابوطلحہ اس زمین میں آئے جہاں وہ شخص مرا اور دفن ہوا تھا، ابوطلحہ نے اس کو قبر سے باہر پڑا ہوا پایا ابوطلحہ نے کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہے کہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔

اس حدیث صحیح سے نمایاں طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں کیوں کہ آپ نے اعلانیہ طور پر فرمایا کہ فلاں مرتد قبر میں نہیں رہنے پائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، کیا یہ غیب نہیں ہے، تو اور کیا ہے، ذرا عقل سلیم سے غور کیجئے ، اللہ تعالی ہدایت بخشے، ان عقل کے دعوے داروں کو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کا صحیح وزن بتلانا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے درختوں کے میووں کو تولنے سے پہلے وزن بتا یا جو کہ صحیح نکلا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی حمید الساعدی قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكٍ فَأَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِامْرَءَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ۔

وَقَالَ: اُحْصِيْهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكَ اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى وَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم:

سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهٗ۔

فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيٍّ

ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰی بَلَغْنَا وَادِیَ الْقُرٰی فَسَأَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءَةَ عَنْ حَدِیْقَتِهَا کَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا؟ فَقَالَتْ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ .... متفق علیه

یعنی صحیح بخاری ومسلم میں ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ آپ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے نکلے ہم وادی قری میں پہنچے تو ایک باغ پر ہمارا گزر ہوا یہ ایک عورت کا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کے درختوں کے پھلوں کا اندازہ کرو! کس قدر ہیں؟ تو ہم نے اندازہ کیا جیسا کسی کے قیاس میں آیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا دس وسق اندازہ کیا اور آپ نے اس عورت کو فرمایا ان وسقوں کی گنتی یاد رکھنا جب تو اس کو وزن کرے، حتی کہ ہم تبوک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

آج رات تم پر ہوا سخت چلے گی، تو کوئی اس میں کھڑا نہ ہو! کہ اسے ضرر پہنچے گا، جس کسی کے پاس اونٹ ہے اسے چاہئے کہ اسے مضبوطی سے باندھ دے! پھر ہوا چلی، ایک شخص کھڑا ہوا، اسے ہوا نے اٹھایا حتی کہ اسے طے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ہم وادی قری میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کا حال پوچھا کہ کتنا پھل ہوا؟ اس عورت نے عرض کیا دس وسق کو پہنچا۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا صراحۃً ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ نے درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کا وزن صحیح صحیح بتلادیا، اور جب ان کا وزن کیا گیا اتارنے کے بعد تو واقعی جتنا آپ نے فرمایا تھا اتنا ہی نکلا۔

کیا اب بھی کوئی شخص آپ کے غیب دان ہونے میں شک کرسکتا ہے؟ اللہ تعالی ان لوگوں کو چشم حیا چشم حق بیں عطا فرمائے! تاکہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

صحابی کو اندھا ہونے کی خبر دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک صحابی کو فرمایا کہ تو اندھا ہو جائے گا، چنانچہ وہ اندھا ہو گیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن انسة بنت زید بن ارقم عن ابیها: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی زَیْدٍ یَعُوْدُهٗ مِنْ مَرَضٍ کَانَ بِهٖ۔

قَالَ: لَیْسَ عَلَیْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ وَلٰكِنْ کَیْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِیْ فَعَمِیْتَ؟

قَالَ: اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ۔

قَالَ: اِذًا تَدْخُلَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

قَالَ: فَعَمِیَ بَعْدَ مَامَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ (رواه البیهقی)

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں زید بن ارقم کی بیٹی انیسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں:

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ اس کی عیادت کرتے تھے، بسبب بیماری کے، آپ نے فرمایا: ڈر نہیں لیکن تیرا ایک حال ہوگا جس وقت تیری عمر میرے پیچھے دراز ہوگی پس تو اندھا ہو جائے گا، زید نے کہا کہ میں ثواب طلب کروں گا اور حکم رب پر صبر کروں گا،

آپ نے فرمایا: تب تو بہشت میں بلا حساب داخل ہوگا۔

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زید رضی اللہ

عنہ کی بینائی جاتی رہی پھر اللہ تعالی نے زید رضی اللہ عنہ کو بینائی عطا فرمائی پھر انتقال کر گئے۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا صراحۃً ثابت ہوا کیوں کہ آپ نے ایک صحابی کو کھلم کھلا فرمایا کہ تو اندھا ہو جائے گا، چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد نابینا ہو گئے، کیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے، اللہ تعالی ہدایت دے انکار کرنے والوں کو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بھیڑیے کا حضرت کے غیب دان ہونے کی تصدیق کرنا

ایک بھیڑیے نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے کی تصدیق کی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ قال: جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَهَا مِنْهُ۔

قَالَ: فَصَعَدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُّ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهُ ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّیْ۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: تَاللّٰهِ اِنْ رَاَیْتُ كَالْیَوْمِ ذِئْبًا یَتَكَلَّمُ:

فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ:

قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ یَهُوْدِیًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ...... الحدیث (رواہ فی شرح السنۃ)

مشکوۃ شریف کے باب معجزات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف لپک کر آیا اور چرواہا ان کی نگرانی کر رہا تھا، فوراً ایک بکری کو پکڑ کر لے بھاگا، چرواہے نے اس کو دیکھ کر اس کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ بکری کو اس کے منہ سے چھڑالیا اسی وقت بھڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ بیٹھا کرتے ہیں، کہ کولے تو زمین پر پاؤں کھڑے دم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان پھر بہ آوازِ بلند کہا کہ میں نے اپنی روزی کا قصد کیا جسے اللہ تعالی نے مجھے عطا فرمایا اس لئے میں نے اس کو پکڑ کر کھانا چاہا مگر تو نے میری روزی کو چھین لیا، چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کے عجوبہ کی مانند عجوبہ نہیں دیکھا، کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ مین نے آج تک کسی بھیڑئے کو نہیں دیکھا ہے جو باتیں کرتا ہو، اس پر اس بھیڑیئے نے کہا:

اس سے تعجب انگیز اس شخص کی بات ہے جو نخلستان میں رہتا ہے، اور وہ دو سنگستان کے درمیان واقع ہے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ و مدینہ میں رہتے ہیں) وہ خبر دیتا ہے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے، چرواہا جو یہودی تھا بھیڑیئے کی اس بات پر یقین کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی اس کے بعد آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی تصدیق کی۔

سبحان اللہ! جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عالم ما کان وما کائن جانیں، اور علانیہ گواہی دیں، مگر آج کل کے بعض عقلمند اس سے انکار کریں، تعجب سخت تعجب ہے!

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی مرقات جلد ۵ میں یخبر کم بما مضی وما ہو کائن کی شرح یوں ارقام فرماتے ہیں:

یخبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعد کم ای من بنی

الاخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبی کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں، تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے میں کیا تردد ہوسکتا ہے، اللہ تعالی ہدایت بخشے ان نا انصاف لوگوں کو جو خالص مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ کر صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود ان خطابات کے مصداق بنتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب



چوتھا باب

علماء وصلحاء کے فتاوی اور تصریحات

ہم نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے منقولی دلائل اس کثرت سے بیان کر دیئے ہیں کہ منکر کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے، مگر مزید یقین اور ثبوت کے لئے چند متبحر علماء وصلحاء کی تقریریں اور فتاوی بھی ارقام کئے جاتے ہیں تا کہ طالب حق کو یقین کامل ہو جائے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب دان ماننے والا صرف راقم الحروف ہی ہے، بلکہ ہمارے ہم خیال سینکڑوں سلف صالحین میں سے محدث عالم فقیہ اور ولی اللہ ہوئے ہیں، اب بھی ایسی پاک ہستیاں صفحہ ہستی پر موجود ہیں، انشاء اللہ تعالی ابدا لآباد تک موجود رہیں گی۔

امید کامل ہے کہ کوئی عقل سلیم سے ان فتاوی اور تصریحات کے دلائل و براہین کو مطالعہ کرے گا، وہ ضرور بالضرور تسلیم کر لے گا، کہ واقعی انبیاء واولیاء کو اللہ تعالی نے علم غیب عطا فرمایا ہوا ہے، لطف یہ ہے کہ ہر ایک مفتی نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق ایسا عالمانہ دندان شکن جواب ارقام فرمایا ہے کہ منکر کو بھی سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے، مگر ہاں ہدائت دینا اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

لہٰذا دعا ہے کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو باطنی بصیرت بخشے، تا کہ انبیاء واولیاء کے علوم سے انکار کرنے کے مرتکب نہ ہوں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت کے غیب دان ہونے پر ایک صحابی کی شہادت

ایک صحابی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے پر گواہی دی چنانچہ عینی شرح صحیح بخاری جلد ۸ اور قسطلانی جلد ۶ بحوالہ دلائل النبوۃ و بیہقی منقول ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روبرو ایک صحابی نے ایک قصیدہ پڑھا جس میں ایک شعر یہ ہے۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ وَاَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبِ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے، اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر غیب بات پر مامون ہیں۔

حضور علیہ السلاۃ والسلام نے ان اشعار کو سن کر تبسم فرمایا اور نہایت محظوظ ہوئے۔

اس روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کل غائب شئے پر مامون اور محیط ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ نبی کے سامنے کوئی خلاف شرع کام کیا جائے، اور وہ منع نہ کریں، اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو متصف بعلم غیب کہنا شرک ہوتا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام اس سے ضرور منع فرماتے، کیوں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ نبی کے سامنے ایسا کام کیا جائے جو ممنوع ہے، اور وہ بجائے منع کے تبسم فرما کر اظہار خوشی کریں۔

نکتہ عجیبہ غریبہ

سنت کے اقسام میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی کام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روبرو کیا، اور آپ نے اس کو دیکھ کر منع نہیں کیا، بلکہ

پسند فرمایا تو وہ فعل بھی سنت ہے، اس کو اصطلاح محدثین میں سنت تقریر کہتے ہیں۔

وسعت علم نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور صاحب کتاب الابریز

صاحب کتاب الابریز اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں:

اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں، یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی و پستی، دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے، کیوں کہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں، آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے ،آپ کے پاس اجرام سموات کی تمیز ہے، کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے، کیا ہو جائیں گے، اور آپ کے پاس ہر ایک آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے گئے، اور کہاں جائیں گے، ان کے اختلاف مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے، اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے عالم علوی کے اجرام نیرہ ستاروں، سورج، چاند، لوح، قلم، برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے، اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے، اسی طرح باقی تمام جہانوں کا علم ہے، اور اس علم میں ذات باری تعالی کے علم قدیم ازلی سے جس کی معلومات بے انتہاء ہیں کوئی مزاحمت نہیں، کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں، ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صاحب کتاب الابریز فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روح مبارک سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا

فرشی، دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں، حضور سب کے عالم ہیں، اور ذرہ ذرہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر ظاہر اور روشن ہے، بایں ہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں، کیوں کہ علم الٰہی غیر متناہی ہے، اور حضور کا علم خواہ کتنا بھی وسیع ہو، متناہی ہے، اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا ہے، مخالفین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں، اللہ تعالی کے علم کی عظمت کیا جانیں۔

جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں، تو گھبرا جاتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا، بس خدا اور رسول کو برابر کر دیا، یہ ان کی سخت نادانی ہے، کہ وہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کریں، یا علم متناہی کے برابر ٹھہرائیں، مسلمانوں دونوں میں فرق کرتے ہیں، حضور کے علم کو اس کی وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں، اور علم الٰہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں۔

درحقیقت علم نبی کریم کا انکار کرنے والے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں، علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور اللہ تعالی کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں، سچ یہ ہے کہ اگر یہ ناسمجھ لوگ اللہ تعالی کے علم وقدت سے واقف ہوتے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وسعت علم کا کبھی بھی انکار نہ کرتے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو اللہ تعالی کی قدرت وعظمت سے بے خبر ہے،

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

انبیاء کے علوم اور امام محمد غزالی

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی رحمہ اللہ علیہ سے منقول

ہے:

نبوت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے، اور غیروں سے ممتاز ہے۔

اول: یہ کہ جو امور اللہ تعالیٰ، اس کی صفات، فرشتوں اور آخرت کے سات متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔

دوم: یہ کہ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ ء عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہماری حرکات ارادیہ پوری ہوتی ہیں۔

سوم: یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اوران کا مشاہدہ کرتا ہے، جس طرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث نابینا سے ممتاز ہے۔

چہارم: یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کا ادراک کر لیتا ہے۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں سب سے ممتاز فرمایا افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی ہے کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں، ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح بینا ایک صفت غیب ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔

انبیاء واولیاء کے علوم پر ملا علی قاری کی تقریر

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی مرقاۃ المفاتیح جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں:

غیب مبادی پر کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع نہیں، البتہ غیب لواحق پر اللہ تعالی نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جن کے علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور یہ جب ہے کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل کے صاف ہونے، علم وعمل پر مواظبت کرنے اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث اس کی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں نور قوی اور منبسط ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہو جاتے ہیں، اور وہ مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے ،اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے، بلکہ اس وقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے، جب یہ حاصل ہوا تو اور کیا رہ جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جس میں لوح محفوظ اس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس نور پاک سے اللہ تعالی کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں، عالم میں تصرف کرتے ہیں، بلکہ خود اللہ تعالی ان کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے، ہمارے نزدیک تو انبیاء واولیاء ہی اللہ تعالی کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہیں کو حاصل ہیں۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا　　دامن رہبر بگیر وبس بیا

حضرت کے وسعت علم پر علامہ اسمٰعیل مصنف تفسیر روح البیان کی تقریر

علامہ اسمٰعیل رحمہ اللہ تعالی تفسیر روح البیان میں ارقام فرماتے ہیں:

فی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃالمعراج فلم استطع ان اجیبه فوضع یده بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرته لانه سبحانه منزه عن الجارحة فوجدت بردھافاورثنی علوم الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عهداعلی کتمه وهو علم لا یقدر علی حمله غیری وعلم خیرنی فیه وعلم امرنی بتبلیغه الی الخاص والعام من امتی وهی الانس والجن والملك کما فی انسان العیون۔

(ترجمہ آگے آتا ہے)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وسعت علم پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تقریر

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں:

پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرتِ خود درمیان دوشانہ من بے تکیف و بے تحدید پس یافتم بردِ آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین وآخرین، وتعلم کرد انواع علم را۔

علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمانِ آنرا کہ باہیچ کس نگویم وہیچ کس غیرِ من طاقت برداشت آں ندارد۔

وعلمی بود کہ مخیّر گردانید مرا در اظہار وکتمانِ آں۔

وعلمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آں بخاص وعام از امت من۔

مذکورہ بالا دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ کو میرے پروردگار نے مجھ سے کچھ دریافت کیا، میں اس کا جواب نہ دے سکا، تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان بے تکیف وتحدید رکھا، کیوں کہ اللہ تعالی جوارح سے منزہ اور پاک ہے، پھر

تحدید اور تکیف کیسی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی پس مجھے اولین وآخرین کے علوم عطا فرمائے، اور چند علم اور تعلیم فرمائے، جن میں سے ایک علم وہ ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اس کی برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے،

ایک علم وہ جس کا مجھے اختیار دیا،

اور ایک علم وہ جس کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر خاص وعام کو پہنچا دوں، اور حضرت کی امت انسان اور جن وملائکہ ہیں۔

شیخ صاحب ممدوح مدارج النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں تے ہیں:

ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخہ اولی بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند، تا ہمہ احوال اور از اول تا آخر معلوم گردید ویاران خود را نیز بہ بعضے از اں احوال خبر داد۔

یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے نفخہ اولی تک جو کچھ دنیا میں ہے، وہ سب کچھ ہمارے حضرت پر منکشف فرمادیا تھا، یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک کا حضور کو علم ہوا، اور حضور نے اپنے صحابہ کو اس میں سے بعض کی خبر دی۔

اب ایسی تصریحات کے بعد بھی جن دلوں میں شبہات رہ جائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو، ان کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ جناب باری میں یہ دعاء کی جائے، کہ اے پروردگار عالم بطفیل نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم تاریک دلوں کو منور بنا کر قبول حق کا مادہ پیدا کر، اور توفیق انصاف عطا فرما، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○

حضرت کے علوم پر مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتوی

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب رحمہ اللہ تعالی جو چودہویں

صدی میں ایک کامل بزرگ اور متبحر عالم محدث اور فقیہ ہوئے ہیں بہت سی کتابیں آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں، جن میں سے سینکڑوں تو چھپ چکی ہیں اور سینکڑوں کے قلمی مسودے ان کے کتب خانہ میں موجود ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور حقیقی مداح ہیں، آپ کے ہزار ہا شاگرد اور مرید ہیں آپ نے بالخصوص ہندوؤ، قادیانیوں، وہابیوں، اور نیچریوں وغیرہ کے عقائد باطلہ کی تردید میں بے شمار لاجواب کتابیں لکھی ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنی تنقیص شان کرنے والے کو کافر کہا کرتے ہیں، آپ امکان کذب باری تعالی کے قائل اور ماننے والے کو کافر کہتے ہیں، آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ندائے غیبیہ) کے ماننے والے ہیں اور منکر کو کافر مانتے ہیں، آپ وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ کے بڑے زور اور دعوے سے قائل ہیں، اور منکر پر تکفیر کا فتوی دیتے ہیں، آپ حیات الانبیاء والاولیاء کے قائل ہیں، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب داں مانتے ہیں، اور منکرین کو کافر آپ امکانِ مثل یا نظیر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ناممکن اور محال جانتے ہیں، اور مخالف کو کافر، وغیرہ وغیرہ، اگر عقائد سلف صالحین اور مخالفوں کی تردید کی کتابیں دیکھنی مطلوب ہوں، تو آپ کی تصنیف بریلی سے منگوا کر مطالعہ فرمایئے!

کسی شخص نے آپ سے علم غیب کے ثبوت میں ذیل کا سول کیا اور آپ نے اس کا جواب دیا۔

سـوال

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ما کان وما یکون، یعنی گذشتہ اور آئندہ کا علم تھا یا نہیں؟ جواب قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے مدلل فرمایئے!

جــــــــواب

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گذشتہ اور آیندہ کا علم تھا چنانچہ اس کے ثبوت میں بے شمار آیات اور احادیث صحیحہ ہیں منجملہ ان کے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران رکوع ۱۸ میں ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ ○

اے لوگو! اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمائے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

سورہ جن رکوع ۲ میں ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ ○ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

اللہ تعالی عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

دیکھئے! صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط کر دیا، علمائے اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کو عنائت فرمائے گئے، وہ سب بہ اکمل وجوہ اور ان سے بدر جہا زائد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مرحمت ہوئے، اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء کو ملے وہ سب حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے دیئے سے اور طفیل سے ملے۔

صحیح بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ۔

میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالی عطا فرماتا ہے، یعنی اللہ تعالی نعمتیں عطا

فرماتا ہے اور میں ان کو بانٹتا ہوں۔

اور سنئے، کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے:

وَكَذَٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرَٰهِيمَ مَلَكُوتَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ، سورہ انعام رکوع ۹۔

یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں۔

لفظ نری استمرار وتجدد پر دال ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مستمر ہے، لہٰذا یہ صفت حضور علیہ الصلاۃ والسلام میں اکمل طور پر ثابت ہے، حضور کے دئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جد اکرم کو یہ فضیلت ملی اس کا کوئی انکار نہیں کرے گا، مگر کور باطن اور عقل کا اندھا۔

لفظ کذالک تشبیہ کے واسطے ہے، جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے، اور تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے، مشبہ تو خود قرآن مجید میں مذکور ہے، یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہیں، مطلب یہ ہوا کہ اے میرے حبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں، یوں ہی آپ کے طفیل میں آپ کے جد امجد ابراہیم علیہ ا[illegible] لاۃ والسلام کو بھی ان [illegible] معائنہ کرا رہے ہیں گا۔ گو تو

اللہ تعالیٰ سورۃ تکویر رکوع ۱ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى ٱلْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝

اور میرا حبیب غیب پر بخیل نہیں۔

بلکہ وہ جس میں استعداد پاتے ہیں، بتاتے ہیں بخیل وہ ہے جس کے پاس مال ہو اور وہ صرف نہ کرے، لیکن جس کے پاس مال ہی نہیں ہے، کیا وہ بخیل کہا جائے

کا، نہیں ہرگز نہیں، مگر یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے، تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مفاد ہوا، لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بھی بخشتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ نحل رکوع ۱۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ○

اور ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شئے کا روشن بیان کر دینے کے لئے اتاری،

دیکھئے یہاں لفظ تبیانا ارشاد فرمایا لفظ بیانا نہ فرمایا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلاً خفا نہیں ہے۔

ترمذی شریف میں دس اصحاب سے روایت ہے:

ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔

حَتّٰى كِدْنَا اَنْ نَتَرَائَى الشَّمْسَ

قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے، اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے، اور نماز پڑھائی، پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو، کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم یعنی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، ارشاد فرمایا:

اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ

یعنی میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا،

یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا، اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے، اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔

قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى

اس نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں؟

فَقُلْتُ: لَا اَدْرِیْ

یعنی میں نے عرض کیا کہ میں بغیر بتائے کیا جانوں!

فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَاَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی، اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی، اور میں نے پہچان لی۔

دیکھئے! یہاں صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، تا کہ کسی منکر کو یہ کہنے کہ گنجائش نہ رہے کہ کل شیء سے مراد ہر شئے متعلق بشرائع ہے، بلکہ ایک روایت میں فرمایا:

مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے،

دوسری روایت میں فرمایا ہے:

فَعَلِمْتُ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ،

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے، ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی، اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شئے معروف ہوتی ہے، پیش نظر نہیں، اور کبھی شئے پیش نظر ہوتی ہے، اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہوں گے، اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاءِ عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں، اور ہم نے پہچان بھی

ہیں، کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی اور نہ علم سے خارج۔

غرض نصوص میں بلا ضرورت تاویل وتخصیص باطل وناجائز ہے

دیکھئے! اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رویت اور معرفت جمیع مکنوناتِ قلم مکتوباتِ لوح کو شامل ہے جس میں سب مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مِنَ الْیَوْمِ الْاَوَّلِ اِلَی الْیَوْمِ الْآخِرِ اور جملہ ضمائر درخواطر سب کچھ داخل ہیں

طبرانی اور نعیم بن حماد استاد امام بخاری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

بے شک اللہ تعالی نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے، تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے صدقہ میں آپ کے ادنی غلاموں کو بھی یہ مرتبہ عنائت فرمایا ہے:

چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ "وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے،، بے شک انہوں نے سچ فرمایا اور اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔

شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا:

میں کہتا ہوں: وہ مرد نہیں ہے جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالی قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا،

اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا، بلکہ علی الاتصال یہ ہی حکم ہے

اور فرماتے ہیں:

اِنَّ بُؤْبُؤَ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ۔

میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔

لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کُلُّ صَغِیْرٍ کَبِیْرٍ مُّسْتَطِرٌ○

یعنی ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے،

اور فرماتا ہے:

مَافَرَّطْنَا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ شَیْءٍ○

ہم نے کتاب میں کوئی شئے اٹھا نہ رکھی۔

اور فرماتا ہے:

لَارَطْبٍ وَّلَایَابِسٍ اِلَّافِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ○

کوئی تر وخشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو،

تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے آخر تک محفوظ ہیں، تو جس کو اس کا علم ہو بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

الحاصل دلائل وبراہین مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ماکان و مایکون تھا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

علم غیب پر احمد حسن چشتی کانپوری خلیفہ حاجی امداد اللہ رحمہما اللہ کا فتوی

مولانا احمد حسن صاحب ایک بڑے تبحر عالم محدث اور فقیہ اور مناظر ہوئے ہیں، ہزار ہا آپ کے شاگرد ہوئے ہیں کئی ایک کتابیں آپ نے تصنیف کی ہیں، آپ سے کسی نے علم غیب رسول کے بارے میں ذیل کا فتوی طلب کیا۔

سوال

حضرات علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، کہ زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے جمیع ما کان و ما یکون، و علم الاولین و آخرین عنایت فرمایا اور کوئی شئے آپ کے احاطہ سے باہر نہیں ہے، عمرو نے کہا کہ اس قول سے زید کافر و مشرک ہو گیا، کیا قول عمر کا کہ زید کافر و مشرک ہو گیا حق ہے یا باطل؟

جواب

زید اپنے قول اور اعتقاد مذکور سے ہرگز کافر و مشرک نہیں ہے کیوں کہ کفر انکار جحود امور قطعیہ ثابتہ بہ ادلہ شرعیہ کا نام ہے، اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم الغیب نہ ہونا ادلہ قطعیہ قطعی الدلالۃ سے ثابت نہیں، غایت مافی الباب بعض آیات کریمہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا اَلفُ اَلفِ صَلٰوۃِ سے نفی علم غیب کی بطور ظاہر کے ثابت ہوتی ہے، بعض دیگر سے ثبوت علم غیب ہوتا ہے، پس علمائے محققین نے ان میں تطبیق باین طور دی ہے، کہ علم غیب بالذات و بلا واسطہ تعلیم باری عزاسمہ نہ تھا، اور بواسطہ تعلیم حق تھا، پس علم غیب ہوا بھی اور نہ بھی ہوا باعتبار جہتین، پس کسی شق میں کفر نہیں ہے، اور اشراک شرع میں نقیض توحید شرعی کی ہے اور توحید شرعی بحسب اعتقاد علمائے ظواہر و بعض صوفیائے کرام یہ ہے کہ مستحق عبادت بجز ذات حق سبحانہ وتعالی

کے دوسرا کوئی نہیں ہے، اور یہی مفاد کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ہے پس اشراک اثبات واعتقاد وموجود حقیقی کا نام ہوگا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات علم غیب سے دو معنی اشراک کے نہیں ہوئے، پس زید کیوں کر مشرک ٹھہرا؟ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ اثبات واعتقاد صفات مختصہ ذات باری عز اسمہ غیر باری عز اسمہ کے لئے اشراک ہے، چنانکہ مزعوم عوام اور بعض علمائے ظواہر یہی ہے تب بھی زید اعتقاد مذکور سے کافر ومشرک نہیں بنتا اس لئے کہ خاصہ باری عز اسمہ دربارۂ علم غیب یہ ہے کہ علم بالذات امور غیبیہ کا خواہ وہ موجود فی الحال وموجود فی المآل اور فی الماضی ہوں خواہ معدوم ازلاً وابداً خواہ امور کونیہ سے ہوں غیر کونیہ سے ہوں بایں طور کہ گاہے غفلت ونسیان ہیچ نوع اس پر طاری نہ ہو، خاصہ حق سبحانہ وتعالی ہے اور کوئی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ایسا علم ثابت نہیں کرتا بلکہ زید یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم امور کونیہ اور احاطہ ان کا عنایت کردیا ہے، نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم استقلال جمیع امور کا ہے خواہ کونی ہو، خواہ غیر کونی فقط (زیادہ تفصیل کے لئے کتاب ابریز مطبوعہ مصر مطالعہ کریں!

حضرت کے علوم پر اشرف علی مدرس مدرسہ چاٹگام کا فتوی

مولانا اشرف علی صاحب مدرس مدرسہ چاٹگام نے ایک کتاب مسمی ''بالقول الوسط بین الافراط والتفریط،، تالیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے کئی ایک اختلافی مسائل کے فتاوی بڑی تحقیق وتدقیق سے عالمانہ پیرائے میں تحریر کئے ہیں واقعی قابل دید کتاب ہے من جملہ ان کے ایک فتوی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم کے بارے میں شرح وبسط کے ساتھ مرقوم ہے. جس میں علامہ موصوف نے گو اپنے خیال میں افراط وتفریط سے محتاط ہو کر اس مسئلہ میں خامہ فرسائی کی ہے لیکن

دراصل وہ خود بھی اس زد سے نہیں بچ سکے، چنانچہ آپ نے غیب مطلق کی تشریح کرتے ہوئے اس کی تمثیل میں یہ آیت پیش کی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ ...... الآیہ

پانچ چیزوں کے سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا،

اس سے علامہ موصوف کو بڑی سخت غلط فہمی ہوئی ہے، کیوں کہ روایات صحیحہ سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرما دیا تھا، جس کی تشریح اس رسالہ میں کسی جگہ شرح بوسط سے مرقوم ہے، غرض ان مخصوص چیزوں کا علم ہو جانا غیب مطلق میں داخل نہیں، بلکہ غیب مطلق وہ ہے جو خاصہ خدا ہے جس کی خبر سوائے اللہ کے کسی مخلوق کو نہیں ہے، شرک یا مساوات کا احتمال تب ہو سکتا ہے جبکہ یہ کہا جائے کہ جس طرح اللہ تعالی عالم الغیب ہے ایسا ہی حبیب خدا بھی عالم الغیب ہیں، حالانکہ اللہ تعالی کا عالم الغیب ہونا اور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب داں ہونا کچھ اور، فتوی یہ ہے۔

سوال

اینکہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم راعلم غیب حاصل است، یا علم غیب خاص صفت خداوند تعالی عز اسمہ است چنانچہ در قرآن مجید واقع است وَعِندَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ...... الآیۃ ومعتقد غیب دانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر شود یانہ، ودر ہر مقام حاضر وناضر ومطلع وماہر بودن از اقوال افعال ہر کس خاص صفت خدائے تعالی است، چنانچہ در قرآن مجید وارد است وَعِندَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ علی الطلاق صحیح است یانہ؟

ترجمہ سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے، یا علم غیب خاص صفت اللہ تعالی کی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں وارد ہے، اور مفاتح الغیب اللہ

تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور کیا معتقد غیب دانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر ہوتا ہے یا نہیں، اور قول قائل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے کا معتقد کافر ہے اور ہر مقام میں حاضر و ناظر اور ہر ایک کے اقوال و افعال سے مطلع و ماہر ہونا خاص صفت اللہ تعالیٰ کی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، یعنی سوائے اس کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ مطلق صحیح ہے یا نہیں؟

الـــــــــــــجـــــــــــــواب

هُوَ الْمُلْهِمُ لِلْحَقِّ وَالصَّوَابِ: مستتر نماند کہ در جواب امور مذکور اولاً تمہید مقدمہ کہ در آں معنی علم غیب و تقسیم آں باشد ضروراست تا چہرۂ شواہد مراد بوجہ وجیہ منکشف شود، و عروس بر منصۂ ظہور جلوہ گر باشد، تا ظاہر نیست کہ معنی غیب چیز پوشیدہ باشد و علم غیب دانستن امر پوشیدہ، و علم غیب بر دو قسم منقسم گردد ے غیب مطلق دوم غیب اضافی، پس غیب مطلق آن است کہ از ہمہ مخلوقات و مصنوعات پوشیدہ و در پردہ باشد، جز ذات او تعالیٰ، بر آں کسے مطلع بناشد، چنانچہ قیامت کے خواہد آمد و ابر کے بارد، و در حمل زمان پسر باشد یا دختر، و موتِ مردم کدام زمین شود، چنانچہ حق تعالیٰ فرمودہ اند:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

و بجائے دیگر فرمودہ اند:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ...... الایۃ

و علم غیب اضافی آن است کہ بہ نسبت بعضے پوشیدہ باشد و بہ نسبت بعضے ظاہر چنانچہ بہشت و دوزخ بہ نسبت ما پوشیدہ، و تشنگی و اشتہاء و جوع بہ نسبت ما ظاہر

است، ونسبت ملائکہ پوشیدہ، ہمیں است تمہید مقدمہ وبس، پس علم غیب اضافی مراللہ صاحب راست ومر بندگانِ خاص را نیز عطا فرمودہ چنانچہ خداوند تعالی در کلام مجید وفرقان حمید ارشاد فرمودہ اند:

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ○

بجائے دیگر فرمودند:

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ○

وبجائے آخر فرمودند:

وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ○

ودر خبر آمدہ:

فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ودر شرح ایں حدیث مولانا محدث دہلوی در اشعۃ اللمعات نوشتہ اند:

یعنی دانستم ہر چہ در آسمانہا ودر زمینہا بود، وایں عبارت است از حصول علم جزوی وکلی در احاطہ، ایضا در خبر آمدہ:

فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ○

وطبرانی حدیث بیان نمود:

قَدْ رَفَعَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ...... الحدیث

وابن ہیثمی در منبج مکیہ بروایت ابوداؤد آوردہ قال:

قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَمَا تَرَکَ شَیْئًا اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَنَا ...... الحدیث

وصاحب بغوی وبیضاوی در تفسیر رکوع نہم جزء لن تنالوا آوردہ، وقال السندی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي فِي صُوَرِهَا فِي الطِّينِ كَمَا عُرِضَتْ عَلَى آدَمَ وَ عَلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِي وَمَنْ يَّكْفُرُ بِي فَبَلَغَ ذَالِكَ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالُوْا: اِسْتِهْزَاءً زَعَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِمَّنْ يَّكْفُرُ مِمَّنْ لَّمْ يَخْلُقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُنَا، فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:

مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِيْ عِلْمِيْ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ مِّمَّا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ اِلَّا اَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ:

فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ: مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

قَالَ: حُذَافَةُ

فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا فَاعْفُ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ۔

ودر تفسیر حسینی در شروع سورۃ رحمٰن آوردہ بیاموزانید او تعالی شانہ آنحضرت رابیان آنچہ بود وہست وباشد، چنانچہ مضمون علم الاولین والآخرین ازیں معنی خبری دہد، وصدر المفسرین وبدر المحدثین، زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، المحقق المدقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی در مدارج النبوۃ آوردہ:

از جملہ معجزات باہرہ آنحضرت بودن اوست مطلع بر غیوب واز آنجملہ آن است کہ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم علیہ الصلاۃ والسلام تا آوانِ نفخہء اولی بر وے منکشف ساختند، بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند وے شنود کلام تراز یرا کہ

وے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ تعالی، و یکے از صفات الٰہی آن است آنا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ و مر پیغمبر را نصیب وافر است ازیں صفت زیرا کہ عارف وصفِ او وصفِ معروف اوست، و وے صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الناس باللہ تعالی است۔

ومحدث موصوف در اشعۃ اللمعات آوردہ:

کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بتمام اسماء وصفات الٰہی متخلق ومتصف است۔

ودر آں در جائے دیگر آوردہ:

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بہمہ چیز شیونات ذاتِ الٰہی واحکامِ صفاتِ حق واسماء وافعال وآثار بجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ۔

وشیخ الشیوخ مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی در تفسیر عزیزی تحت آیت کریمہ وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا O گفتہ

وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ء ہر متدین بدینِ خود کہ در کدام درجہ از دینِ من رسیدہ است وحقیقتِ ایمانِ او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس مے شناسد گناہانِ شمارا ودرجاتِ ایمانِ شمارا واعمالِ نیک وبد شمارا واخلاصِ نیک وبد شمارا۔

ودر تفسیر مذکور بجائے دیگر فرمودہ اند:

کہ روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمالِ امتیانِ خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں می کند وفلانی چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد۔

وملا علی قاری در کتاب مرقات شرح مشکوۃ آوردہ:

قال القاضی النفوس الزکیة المقدسة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملأ الاعلی ولم یبق لها حجاب فتری الکل۔

وتاج المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی درکتاب شرح الصدور آوردہ:

اما مشاهدة حضوره صلی الله علیه وسلم فقد اخبرنی الثقات من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلی الله علیه وسلم مرارا عند قراءة المولد الشریف۔

وملا علی قاری درکتاب شرح شفا آوردہ:

لان روحه صلی الله علیه وسلم حاضر فی بیوت اهل الاسلام۔

ومولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ درکتاب حجۃ اللہ البالغہ تحریر فرمودہ اند:

فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی مزاجه فیلحق بالملئکة والهم کالهمهم ویسعی فیما یسع فیما یسعون وربما اشتعل هؤلاء باعلاء کلمة الله و نصر حزب الله۔

پس ازتحریر بالا وتقریر صدر ہویدا گردید کہ مر مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام را علم غیب اضافی حاصل است ودراں شکے وریبے نیست وایں امر بدیہی است کہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازعلوم انبیائے عظام واولیائے کرام بالاتر وبرتر ومخفی ومستتر نماند کہ مراد ازعلم غیب کہ آیات وحدیث برنفی آں ازآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلالت دارد علم غیب بالاستقلال وبالذات است وازاں علمِ غیب علم اضافی مراد نیست وظاہراست کہ مرادِ من ایجاب جزئی است وسبب جزئی منافی ایجاب جزئی نباشد کما ہو الظاہر علی من لہ عقل سلیم وفہم مستقیم ومولانا محی الدین محدث دہلوی امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ درفتوی خوددرج فرمودہ اند، قال ما معنی قولہ تعالیٰ:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اللّٰهُ

وقال النبی صلی الله علیه وسلم:

لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ ...... ذالك من القرآن والحديث مع انه قد وقع ما فی غد فی معجزات النبی صلی الله علیه وسلم وفی كرامات الاولیاء رضی الله عنهم،

الجواب: معناه لا يعلم ذالك استقلالا احاطة كل بكل المعلومات الاالله اما المعجزات والكرامات فحصلت باعلام الله تعالی الانبیاء والاولیاء

پس قول قائل: (حالانکہ آپ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد کافر ہے) علی الاطلاق صحیح ودرست نیست، بل باطل است وظاہر نیست کہ مراد از نفی علم غیب از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلب کلی باشد یا رفعِ ایجاب، بر تقدیر اول دلائل منقولہ قائل کہ برائے اثبات مراد خویش ذکر نمودہ است مثبت مدعائے خود نیست زیرا کہ ہمیں دلیل قائل مذکور ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمِ الْمُغِيبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا مَا اَعْلَمَهُمُ اللّٰهُ اَحْيَانًا ودریں دلیل وبالجملہ فاعلم بالغيب امر تفرد به سبحانه وتعالی ولا سبيل اليه للعباد الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة و الكرامة پس لفظ ما اعلمهم احيانا ولفظ الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة والكرامة الخ، ودلالت صریح مے دارد برانیکہ مر انبیاء علیہم السلام را بطریق معجزہ واولیاءِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم را بطریق کرامت علم غیب حاصل است پس از نفی مذکور سلب کلی مراد گرفتن صحیح نہ گردد، بل من قبیل مراد گرفتن شجر از حجر باشد و بر تقدیر ثانی یعنی بر تقدیر رفع ایجاب کلی شاہد مطلوبم بر منصۂ ظہور جلوہ گر مے شود، چہ مراد من ایجاب جزئی است یعنی ثبوت علم غیب اضافی مر انبیائے عظام واولیائے کرام راست ورفع ایجاب کلی منافی ایجاب جزئی نباشد کما هو الظاهر علی الماهر۔

وما قال فی قاضی خاں فی کتاب السیر:

رجل تزوج امراۃ بغیر شهود فقال الرجل والمرءة خداو پیغمبر خدارا گواہ کردیم یکون کفر لانه اعتقد ان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وما کان یعلم الغیب حین کان فی احیاء فکیف بعد الموت ہو قول غیر مختار، زیرا کہ در درمختار تحت آں آوردہ انه لا یکفر لان بعض الاشیاء یعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم۔

وتخی زادہ از تا تارخانیہ نقل کردہ:

انه لا یکفر لان بعض الاشیاء یعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم فیعرف ببعض الغیب قال الله تعالی عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ۝ پس استدلال بر نفی غیب مطلق از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقط از قول قاضی خاں ممالا یجدی نفعا کما لا یخفی علی من له تامل۔

ترجمہ جواب

وہی حق اور صواب کا الہام کرنے والا ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ مذکورہ بالا امور کے جواب میں پہلے تمہید مقدمہ سمجھنی ضروری ہے، کہ اس میں علم غیب کے معنی اور اس کی قسمیں بیان کی جائیں گی تاکہ معشوقِ مراد کا چہرہ خوبصورت ظاہر ہو، اور دلہن کے ظہور کے پیڑھے پر جلوی گر ہو، پوشیدہ نہیں ہے غیب کے معنی چھپی ہوئی چیز ہے، اور علم غیب چھپی ہوئی چیز کا جاننا اور علم غیب کی دو قسمیں ہیں ایک غیب مطلق دوسرا غیب اضافی

پس غیب مطلق یہ ہے کہ تمام مخلوقات اور مصنوعات سے پوشیدہ اور چھپا ہوا ہو سوائے اللہ تعالی کے اس پر کوئی مطلع نہ ہو، جیسا کہ قیامت کب آئے گی اور بارش

ب ہوگی، حاملہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور آدمی کو موت کس زمین میں
آئے گی، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ ہی ہے جس کو قیامت کا علم ہے اور
وہی اتارتا ہے بارش کو اور جانتا ہے جو رحموں میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا
کام کرے گا کل کو اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ
سب جاننے والا باخبر ہے (سورۃ لقمان رکوع ۴)

اور دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہے:

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوائے کوئی نہیں
جانتا،، اور علم غیب اضافی یہ ہے کہ بعض کی نسبت پوشیدہ ہو اور بعض پر ظاہر، جیسے
بہشت و دوزخ کہ فرشتوں پر ظاہر ہے اور ہم پر پوشیدہ اور پیاس و بھوک ہم پر ظاہر
ہے اور فرشتوں پر پوشیدہ، یہی ہے تمہید مقدمہ اور بس، پس علم غیب اضافی خاص اللہ
تعالیٰ کو ہی ہے، لیکن اس نے بندگان خاص کو بھی عطا فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کلام مجید اور فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وہ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرمالیا
کسی رسول کو۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلادے غیب کی بات، لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے
پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

تیسری جگہ فرمایا ہے:

اور غیب کی بات پر بخل کرنے والا نہیں ہے۔

اور حدیث شریف میں مروی ہے:

جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔

اس حدیث کی شرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب اشعۃ اللمعات میں ارقام فرماتے ہیں:

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا، مطلب یہ ہے کہ آپ کو تمام علوم جزوی وکلی حاصل تھے اور ان پر احاطہ اور ادراک تھا۔

اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے:

جان لیا میں نے پہلوں اور پچھلوں کا حال۔

اور حدیث طبرانی میں ہے:

تحقیق اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھائی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو الخ۔

اور ابن ہیثمی منہج مکیہ میں بروایت ابوداؤد نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر قیامت تک کے حالات بیان فرمائے، اور ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جو بیان نہ فرمائی ہو......الخ۔

اور علامہ بغوی اور بیضاوی اپنی تفسیر میں تحت پارہ چہارم کے رکوع ۹ میں ارقام فرماتے ہیں:

سدی رحمہ اللہ علیہ نے کہا:

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے روبرو امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھیں پیش کی گئی جیسے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے روبرو پیش کی گئی، تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو نہ لائے گا، یعنی جو کافر رہے گا۔

جب یہ بات منافقوں نے سنی تو انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے سے کہا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوی کرتا ہے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو مجھ پر

ایمان لاتا ہے اور جو نہیں لاتا یعنی کافر رہتا ہے، اگر چہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہ ہوا ہو یہ کیسی غلط بات ہے اور کتنا بڑا جھوٹ ہے، کیوں کہ شب و روز ہم اس کے پاس رہتے ہیں، وہ ہم کو بھی نہیں پہچان سکتا، چنانچہ تجربہ کر کے معلوم کر لو کہ ہم کو کبھی بھی پہچان نہیں سکتا۔

جب منافقوں کی اس قیل وقال کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا:

وہ کون لوگ ہیں، کہ میرے علم پر طعن کرتے ہیں، وہ مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہیں دریافت کر سکتے ہیں اور میں ان کو ذرہ ذرہ بتلا دوں گا۔

اس پر عبداللہ بن خذافہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بتلا سکتے ہیں، کہ میرا باپ کون ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔

پھر عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اٹھ کر عرض کی:

یا رسول اللہ ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے جو ہمارے نبی ہیں، پھر آپ منبر پر سے نیچے اتر آئے۔

اور تفسیر حسینی میں سورہ الرحمٰن کے شروع میں مرقوم ہے، سکھایا اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان گذشتہ موجودہ و آئندہ چنانچہ مضمون علم الاولین و آخرین کا اس بات سے خبر دیتا ہے، اور صدر المفسرین اور بدر المحدثین زبدۃ العارفین قدرۃ السالکین المحقق المدقق مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی مدارج النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مشہور معجزات میں سے ہے کہ آپ غیب دان تھے اور منجملہ ان کی یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر نفخہ ءِ اولی کے شروع تک سب کچھ ان پر ظاہر کیا گیا یقین جان کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تیرا کلام دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں، اس واسطے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالی کی صفات سے متصف ہیں اللہ تعالی کی صفات میں سے ایک یہ ہے، میں ہم نشین ہوں اس شخص کا جو میرا ذکر تا ہے، اور حضور اس صفت سے زیادہ موصوف ہیں کیوں کہ اس کی صفتوں کو جاننے والا اس کی صفت سے معروف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ تعالی کو جاننے والے ہیں۔

محدث موصوف اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی تمام صفات اور ناموں سے متخلق اور متصف ہیں۔

اور ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

''اور وہ ہر شئے کو جاننے والا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاننے والے ہیں تمام چیزوں کے یعنی تمام احکام خداوندی واحکام صفات حق کے ماہر ہیں اور آپ نے تمام علوم ظاہر و باطن اور اول و آخر کو احاطہ کرلیا،،۔

شیخ الشیوخ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر عزیزی میں تحت آیت کریمہ وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ کے ارقام فرماتے ہیں اور ہوں گے رسول تم پر گواہ اس طرح کہ ان کو اطلاع دی ہے، ہر اس شخص کے دین کے متعلق جو ان کے مذہب میں ہے کہ اس کے ایمان کا درجہ اور حقیقت کیا ہے، اور وہ کون سا پردہ ہے جس نے باز رکھا ہے اس کو ترقی کے راستے سے تحقیق وہ پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے نیک و بد

عملوں کو اور تمہاری نیت کے خالص اور غیر خالص ہونے کو،

تفسیر مذکور میں دوسری جگہ مرقوم ہے کہ روایات میں ہے:

ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال سے مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں نے آج ایسا اور ویسا کیا، تا کہ روز قیامت میں اس کی شہادت دی جا سکے۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

کہا قاضی نے کہ نفوس جو پاک وصاف ہیں جب علائق بدنیہ میں مجرد ہو جاتے ہیں تو عروج کرتے اور ملاء اعلی میں پہنچ جاتے ہیں، اور ان کے لئے کسی قسم کا حجاب نہیں رہتا پس تمام اشیاء کو دیکھتے ہیں۔

اور تاج المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی شرح الصدور میں تحریر فرماتے ہیں:

"لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ پس مجھے خبر دی ہے، بعض ثقات اہل صلاح نے کہ انہوں نے کئی دفعہ مولد شریف کے موقعہ پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے"

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی شرح شفاء میں ارقام فرماتے ہیں:

"تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر ایک مسلمان کے گھر میں موجود ہے"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارقام فرماتے ہیں:

"جب مرا تو تمام علاقے قطع ہو گئے، اور اپنے مزاج کی طرف لوٹ جاتا ہے، پس ملائک کیساتھ ملحق ہو جاتا ہے، اور جیسا ان کو الہام ہوتا ہے، ویسا ہی اس کو

بھی الہام ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے مثل ان کی کوشش کے بسا اوقات لوگ اعلاء کلمۃ اللہ اور حزب اللہ کی مدد میں مشغول ہوتے ہیں۔

پس تحریر بالا اور تقریر مذکورہ سے ظاہر ہوا، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب اضافی حاصل ہے اور اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور یہ امر ظاہر اور واضح ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اکابر انبیاء اور اولیاء کے علوم سے بلند اور برتر ہے، مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ وہ آیات اور احادیث جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں اس علم غیب سے مراد باستقلال اور بالذات ہے، اور اس سے علم غیب اضافی مراد نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ میری مراد ایجاب جزئی ہے اور سلب جزئی ایجاب جزئی کا منافی نہیں ہوتا جیسا کہ صاحب عقل سلیم وفہم مستقیم پر ظاہر و باہر ہے۔

اور مولانا محی الدین محدث امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتوی میں ارقام فرماتے ہیں: کیا معنی اس قول اللہ تعالیٰ کے کہ اے محمد کہہ دو کہ نہیں جانتا زمین و آسمان کا غیب مگر اللہ تعالیٰ۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا واقع ہوگا مگر اللہ تعالیٰ، باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں اخبار آئندہ واقع ہوئے ہیں، اور اسی طرح اولیاء کرام کی کرامات بھی صادر ہوئی ہیں۔

تو اب اس کا معنی یہ ہے کہ اس کو بطور استقلال اور احاطہ کے کوئی نہیں جان سکتا سوائے اللہ کے اور معجزے اور کرامتیں اللہ کے اعلام سے انبیاء اور اولیاء کو حاصل ہوتی ہیں، پس کہنے والے کا یہ قول (حالانکہ آپ کے عالم غیب ہونے کا معتقد کافر ہے) مطلق صحیح اور درست ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی سلب کلی ہے یا رفع ایجاب کلی ہے۔

برتقدیراول قائل نے جو دلائل اپنے مدعا کے ثبوت میں پیش کئے ہیں ان سے ان کا مدعا پورا نہیں ہوتا، کیوں کہ یہی دلیل قائل مذکور کی ہے جاننا چاہئے کہ انبیاء غیبوں کو نہیں جانتے مگر وہ جو اللہ نے کبھی ان کو سکھلادئے ہوں۔

حاصل کلام یہ کہ علم غیب ایک ایسا امر ہے جس کے ساتھ ذات باری تعالی مختص ہے، بندوں کو اس تک رسائی نہیں مگر بہ تعلیم ایزدی تعالی بطور الہام یا معجزہ یا کرامت کے پس لفظ ما اعلمهم احیانا ولفظ الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة والكرامة ......الخ صریح دلالت رکھتا ہے اس پر کہ انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام کو بطور معجزہ اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کو بطور کرامت علم غیب حاصل ہے پس نفی مذکور سے سلب کلی مراد لینا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ایسا ہے جیسے حجر سے شجر مراد لینا اور دوسرے خیال سے یعنی بر تقدیر رفع ایجاب کلی میری مراد کا شاہد منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوتا ہے، کیوں کہ میری مراد ایجاب جزئی ہے یعنی ثبوت علم غیب اضافی خاص انبیائے عظام اور اولیائے کرام کے لئے ہے اور رفع ایجاب کلی منافی ایجاب جزئی نہیں ہوتا، جیسا کہ ماہرین پر ظاہر ہے اور وہ جو قاضی خاں میں کتاب اسیر میں فرمایا ہے:

ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا بغیر شہود کے پس مرد اور عورت نے کہا کہ خدا اور پیغمبر خدا کو ہم نے گواہ بنالیا یہ کفر ہے، کیوں کہ اس نے اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم غیب جانتے ہیں، حالانکہ وہ بحالت حیات غیب نہیں جانتے تھے چہ جائیکہ موت کے بعد، یہ قول غیر مختار ہے اس کے متعلق در مختار میں ہے، نہیں کافر ہوتا کیوں کہ بعض اشیاء روح پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں۔

اور سیخی زادہ تاتارخانیہ سے نقل کرتا ہے کہ یہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ بعض اشیاء روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں، پس بعض غیب وہ جانتا ہے،

اللہ تعالی نے فرمایا:

اللہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر واقف نہیں کرتا مگر جس کو چاہتا ہے رسولوں میں سے۔

پس محض قاضی خاں کے قول کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق نفی غیب پر دلیل لینا لا حاصل اور بے فائدہ ہے جیسا کہ صاحب شعور پر پوشیدہ نہیں ہے۔

حضرت کے علوم پر علمائے حرمین شریفین کا فتوی

والدلائل القطعية على وسعة علمه صلى الله عليه وسلم منها آية فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ○ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وقال المحدث الدهلوى فى مدارج النبوة فى باب المعراج قال صلى الله عليه وسلم:

اوتيت علم الاولين والآخرين، والاحاديث الصحيحة مثبتة لوسعة علمه صلى الله عليه وسلم منها ما فى بدء الخلق فى الصحيح البخارى عن عمر رضى الله تعالى عنه قال قام فينا النبى صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم،

قال الطيبى دل ذالك على انه اخبر عن جميع احوال المخلوقات و فى الصحيحين عن حذيفة قال لقد خطبنا النبى صلى الله عليه وسلم خطبة ما ترك فيها شيئا الى قيام الساعة قال العينى فى حاشيته على البخارى قوله ما ترك فيها شيئا اى من الامور المقدرة من الكائنات فى كتاب الفتن واشراط الساعة وفى صحيح مسلم عن حذيفة قال اخبرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اخبرنا بما كان وما هو كائن وفى المشكوة فتجلى لى كل شىء وعرفت قال المحدث الدهلوى تحته

پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را......الخ

وقال العلامة القسطلانی فی المواھب اذلا فرق بین موته وحیاته فی مشاھدته لامته ومعرفته باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذلك عنده جلی لاخفاء به فھذه الآیات والاحادیث الصحیحة نصوص صریحة فی انه صلی الله علیه وسلم اطلع علی جمیع احوال الموجودات والامور المقدرة من الکائنات وما کان وما یکون فعلم ان انکار اعتقاد علمه صلی الله علیه وسلم لا یقول احد من المسلمین سوی الوھابیین من المکذبین فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین ○ (مخلصا از فتاوی مولوی غلام دستیر صاحب قصوری رحمہ اللہ تعالی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم پر دلائل یقینیہ سے ایک دلیل یہ ہے کہ ''وحی بھیجی اپنے بندے کی طرف جو وحی بھیجی،،

دوسری دلیل: بتلادیں اللہ تعالی نے تجھ کو وہ چیزیں جن کو تو جاننے والا نہ تھا
محدث دہلوی نے کتاب مدارج النبوۃ کے باب المعراج میں

فرمایا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'میں علم اولین اور آخرین کا دیا گیا ہوں، اور صحیح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم کی مثبت ہیں، منجملہ ان کے ایک وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری کے باب بدء الخلق میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر ہم میں کھڑے ہوئے اور اس میں ابتدائے خلق کی خبر دی حتی کی جنتیوں کو ان کے گھروں میں داخل فرمایا، اور دوزخیوں کو ان کے گھروں میں داخل فرمایا۔

طیبی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کے تمام حالات سے خبر دی اور صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اس میں تمام حالات ذکر فرمائے، اور کسی چیز کو نہ چھوڑا، حتیٰ کہ قیام قیامت تک کے حالات ذکر کیے۔

بدرالدین عینی نے بخاری کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو نہ چھوڑا کہ تمام مقدرات جو ہونے والے تھے فتنوں اور علامات قیامت کو ظاہر فرمایا،

اور صحیح مسلم میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے جو ہوا یا ہوگا۔

اور مشکوۃ میں ہے کہ میرے لئے تمام چیزیں اللہ تعالی نے ظاہر فرمائیں اور میں نے ان کو پہچان لیا۔

، محدث دہلوی نے مشکوۃ والی حدیث کے تحت میں فرمایا ہے:

ظاہر ہوا اور روشن ہوا مجھ کو ہر ایک علم اور تمام چیزوں کو میں نے پہچانا:

علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں فرمایا ہے:

کوئی فرق نہیں موت اور زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ کرنے میں اپنی امت کو اور امت کے احوال اور نیتوں اور ارادوں کو معلوم کرنے میں اور یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہیں اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں،

مندرجہ بالا آیتیں اور صحیح حدیثیں صراحۃ دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات اور امور مقدرہ کے حالات پر مطلع تھے، عام ازیں کہ ہوئے ہوں یا ہونے والے ہوں، پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم کا انکار کرنا کسی مسلمان کا شیوہ نہیں سوائے منکر وہابیوں کے۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ O

خلاصہ فتاوی مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ

التماس بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

قد موزون رخ روشن تمہارا یارسول اللہ — قرار جان وایماں ہے ہمارا یارسول اللہ

شکستہ تختہ ہے کشتی ہماری موج عصیاں میں — نظر آتا نہیں کوئی کنارا یارسول اللہ

نہیں منظور دل کو اب قیام ملک ہندوستان — جدائی سے جگر ہے پارہ یارسول اللہ

پھنسا پنجہ میں شیطان کی دوہائی نام اقدس کی — خبر لو نفس امارہ نے مارا یارسول اللہ

نجات خادم در کے لئے واللہ کافی ہے — ذرا چشم مبارک کا اشارہ یارسول اللہ

بجز ذات مقدس کے نہیں ہے خانہ زادوں کا — دو عالم میں کوئی تکیہ سہارا یارسول اللہ

پہنچ جائے مدینہ میں یہ صوفی خستہ جاں واللہ

نہیں اب ہند میں رہنے کا یارا یارسول اللہ



پانچواں باب

اولیاءاللہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت

جب قرآن مجید، احادیث نبویہ اور محدثین کے اقوال اور علماء کی تصریحات اور فتووں سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا غیب داں ہونا ثابت ہوگیا، تو اب مزید تحقیق کے لئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سچے نام لیواؤں (اولیاءاللہ) کے علوم پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے، کہ جن کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ عطا ہوا ہے، ان کی وسعت علمی کس درجہ کی ہے، جس سے ایک طرح حضور علیہ الصلاۃ وسلام کی شان عالی ظاہر ہوتی ہے، کیوں کہ آپ کے طفیل سے آپ کے غلاموں کو وہ وہ علوم عطا ہوئے ہیں کہ وہ گھر بیٹھے ہوئے زمین وآسمان کی تمام چیزوں کو مشاہدہ فرما رہے ہیں، اور ہر ایک چیز کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، چنانچہ اس دعوے کو احادیث صحیحہ اور روایات ثقہ سے مختصرا ثابت کیا جاتا ہے

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

ابوبکر صدیق کا غیب داں ہونا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے علم غیب کے ثبوت میں بے شمار احادیث نبویہ اور واقعات صحیحہ کتب معتبرہ میں پائی جاتی ہیں، بخوف طوالت ان کو نظر انداز کر کے صرف ایک حدیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے، کیوں کہ دانا کے لئے صرف

اشارہ ہے کافی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے وصال کے وقت اپنی لخت جگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بتلا دیا، کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں، اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی تاریخ الخلفاء میں ارقام فرماتے ہیں:

اخرج مالك عن عائشة ان ابا بكر نحلها جداد عشرين وسقا من ماله بالغابة فلما حضرته الوفاة قال يا بنية والله ما من الناس احد احب الى غنى منكِ ولا اعز على فقرا بعدى منكِ وانى كنت نحلتك جداد عشرين وسقا فلو كنت جددته اجترزته كان لكِ و انما هو اليوم مال وارث وانما هو اخواك واختاك فاقسموه على كتاب الله فقالت يا ابت لو كان كذا وكذا التركة انما هى اسماء فمن الاخرى قال ذو بطن ابنة خارجة اراها جارية و اخرجه ابن سعد وقال فى آخره قال ذات بطن ابنةخارجة قد القى فى روعى انها جارية فاستوصى بها خير فولدت ام كلثوم۔

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو ایک درخت کھجور کا دے دیا تھا جس سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں، جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت نا گوار اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا، لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے، اور وارث تمہارے صرف دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، اس ترکہ

کو موافق حکم شرعی کے تقسیم کر لینا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کونسی بتائی؟

آپ نے فرمایا: ایک تو اسماء ہیں، دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے، پس ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا پیدا ہوئیں۔

اس روایت صحیحہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غیب داں ہونا صراحتہ ثابت ہوتا ہے، کیا اب بھی کوئی صاحب اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے کا انکار کر سکتے ہیں، اللہ تعالی ہدایت بخشے ان اصحاب کو، تا کہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں، وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت عمر خطاب کا غیب داں ہونا

حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے علم غیب کے ثبوت میں بے شمار احادیث نبویہ اور روایات ثقہ کتب احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں منجملہ ان کے صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے، کیوں کہ مومن کے یقین کرنے کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہے، وما توفیقی باللہ۔

تاریخ الخلفاء میں مروی ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز حسب معمول مسجد نبوی میں منبر مبارک پر خطبہ پڑھ رہے تھے، اور اس قدر کثرت سے جمع تھے کہ مسجد میں تل بھر بھی جگہ خالی نہ تھی، آپ یکا یک اثنائے خطبہ میں بایں الفاظ پکار اٹھے، یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ الْجَبَلَ،

اے ساریہ رضی اللہ عنہ) پہاڑ کی طرف توجہ کر تمام حاضرین آپ کے ان کلمات کو سن کر حیران و ششدر رہ گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن نماز کے بعد بھی کسی کو آپ سے پوچھنے کی جرءات نہ ہوئی، مگر حاضرین نے دن اور تاریخ کو یاد رکھا، الغرض اس وقت ساریہ رضی اللہ عنہ کفار سے لڑائی میں مشغول تھے کہ انہوں نے اثنائے جنگ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز اپنے کانوں سے سنی، اور یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ہیں، فوراً آپ کے ارشاد پر عمل کیا گیا، اسی وقت اللہ تعالے کے فضل سے مسلمانوں کو فتح ہوئی، اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔

دیکھئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے مقام نہاوند میں جنگ کے موقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آواز دی، اور ساریہ رضی اللہ عنہ نے اس آواز کو سن کر اس پر عمل کیا، اور فتح پائی، ذرا آپ اندازہ کیجئے کیا کچھ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کو بطفیل آپ کے عطا فرمائی تھی۔

الغرض جب وہ فوج ظفر موج فتح پا کر واپس آئی تو مسلمانوں نے ان سے دریافت کیا کہ، فلاں تاریخ فلاں دن اور فلاں وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین خطبہ میں یا ساریہ الجبل بآواز بلند پکارا تھا، کیا آپ لوگوں کو بھی اس کی کچھ خبر ہے انہوں نے کہا: ہاں! اس وقت کچھ کفار پہاڑ کے درہ میں گھات لگائے اس ارادہ سے بیٹھے تھے کہ مسلمانوں کو غافل پا کر اب پر حملہ کر دیں اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی آپ کے ارشاد کے مطابق عمل درآمد کیا گیا، تو کفار کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں کو فتح و نصرت۔

اس روایت صحیحہ سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی شخص اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک

وشبہ کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے ایسے مدعیان عقل کو، تاکہ وہ فی الواقعہ اہل عقل کہلانے کے مستحق ہوں۔وما علینا الاالبلاغ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت علی کے غیب داں ہونے کا ثبوت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے غیب داں ہونے کے ثبوت میں بے شمار احادیث نبویہ اور واقعات صحیحہ کتب احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں منجملہ ان کے چند روایات صحیحہ پر اکتفا کیا جاتا ہے، کیوں کہ مومن کے اطمینان قلب کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہے:۔

(۱) فاضل اجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی رحمہ اللہ شواہد النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں:

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا، تو اس لشکر کے آنے سے پیشتر ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حاضرین کو فرمایا:

کوفہ سے بارہ ہزار فوج آتی ہے چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص فوج کے انتظار میں راستہ میں آن بیٹھا ہے کہ دیکھیں، تو سہی کہ فوج کے کتنے آدمی آتے ہیں پس جب لشکر قریب آ گیا، تو اس نے ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا تو واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے مطابق بارہ ہزار آدمی تعداد میں نکلے ایک بھی کم وبیش نہ تھا۔

(۲) منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کربلا سے ہو کر گذرے اور وہاں کچھ دیر تک ٹھہرے تو دائیں بائیں دیکھ کر واقعہ کربلا کی پوری پوری صحیح خبر حاضرین کے روبرو بیان کی (شواہد النبوۃ)

(۳) منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا:

فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑ رہے ہیں، ان کو جا کر بلا لا، چنانچہ وہ ان کو بلا لایا، تو آپ نے فرمایا، کہ آج رات تم دونوں میاں بیوی آپس میں بہت جھگڑتے رہے ہو اس کی وجہ کیا ہے، اس نے عرض کیا کہ میں نے جب سے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو مجھے طبعاً اس سے نفرت آتی ہے اس واسطے یہ عورت مجھ سے لڑتی جھگڑتی ہے، چنانچہ جب آپ نے ہمیں بلایا تھا، تو اس وقت تک بھی جھگڑا ہو رہا تھا، آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا اظہار کرنا غیر مرد کے سامنے معیوب ہوتا ہے، یہ سن کر حاضرین سمجھ گئے اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، وہ میاں بیوی ہی وہاں رہ گئے آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تو اس جوان کو جانتی ہے، اس نے عرض کیا کہ میں ہرگز نہیں، فرمایا کہ میں تجھے اس کی شناخت کراتا ہوں مگر تو منکر نہ ہو جانا، اس نے عرض کیا کہ میں ہرگز امر واقعی سے انکار نہ کروں گی اس پر آپ نے فرمایا:

کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے؟

اس نے عرض کیا:

واقعی میں اسی شخص کی بیٹی ہوں۔

پھر آپ نے پوچھا: کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جس کو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اس سے؟

اس نے عرض کیا: بے شک یہ بات سچ ہے۔

پھر آپ نے دریافت کیا:

کیا تو ایک رات کسی ضرورت کے لئے باہر جا رہی تھی، راستے میں اس نے

تجھے پکڑا تیرے ساتھ ہم بستر ہوا، اور تو حاملہ ہوگئی، تو نے اپنی ماں کو اس راز کی اطلاع دی، مگر باپ سے اس کو چھپایا جب تجھے درد زہ شروع ہوا، اور وضع حمل کا وقت قریب آیا، تو تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی، جب تو نے لڑکا جنا، تو تو نے اس کو لپیٹ کر کوڑے پر ڈال دیا پھر ایک کتا اس کو سونگھنے لگا تو نے کتے کو پتھر دے مارا، لیکن وہ بچہ کے سر پر جالگا، جس سے اس کا سر زخمی ہوگیا، اور تیری ماں نے کپڑا اپھاڑ کر اس کے سر پر باندھا، اور پھر تمہیں اس بچہ کا حال معلوم نہ ہوا۔

اس عورت نے عرض کیا:

بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا، اس راز کی خبر میرے اور میری ماں کے سوا کسی اور کو نہ تھی۔

پھر فرمایا: جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ نے اس بچہ کو لے کر اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بڑا ہوگیا، پھر وہ اس قبیلہ کے ساتھ وہیں آیا، اور تیرے ساتھ نکاح کیا۔ یہ وہی جوان ہے۔

پھر آپ نے اس جوان کو کہا:

سر کو دکھلاؤ چنانچہ جب اس نے سر کو دکھلایا، تو سر میں پتھر کے زخم کا نشان موجود تھا۔

آپ نے فرمایا: کہ یہ تیرا بیٹا ہے، اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہاری حفاظت فرمائی، اور حرام سے بچایا، (شواہد النبوۃ)

اس روایت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی شخص اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے، اللہ تعالی ہدایت دے ان لوگوں کو، تاکہ وہ اولیاء اللہ کے مراتب کو سمجھیں، وما علینا الا البلاغ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حج کرنے کے ارادہ سے مکہ معظمہ کو پیادہ پا روانہ ہوئے، راستے میں چلتے چلتے پاؤں مبارک متورم ہو گئے، ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرمالیں، کیوں کہ آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا: نہیں منزل پر پہنچ کر ایک حبشی شخص ملے گا، اس کے پاس روغن ہے اس سے خرید لینا!

غلام نے عرض کیا: حضور میں نے اس سے پہلے کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسا روغن ہو، بھلا اس منزل میں کہاں سے ملے گا، آخر منزل پر پہنچ کر ایک حبشی نظر آیا، آپ نے فرمایا:

یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت ہم نے کہا تھا، فوراً جاؤ اور اس سے روغن خرید لاؤ، غلام نے جا کر اس حبشی سے روغن مانگا۔

اس نے دریافت کیا: کس کے لئے درکار ہے؟

کہا: امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے؟

اس نے کہا: مجھے ان کی خدمت اقدس میں لے چل میں ان کا نیاز مند ہوں، پس جب وہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دست بدستہ عرض کی کہ آپ میرے آقا ہیں میں آپ سے کیا قیمت لے سکتا ہوں لیکن اس وقت میری بیوی کے دردِزہ ہو رہا ہے، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ صحیح وسالم بچہ عنایت فرمائے!

آپ نے فرمایا: جا اللہ نے تجھے ویسا ہی فرزند عطا فرمایا ہے جیسا تو چاہتا

ہے لیکن یہ بچہ ہمارا نیاز مند ہوگا، پس جونہی وہ اپنے مکان پر پہنچا تو واقعی حضرت کے ارشاد کے مطابق صحیح وسالم لڑکا تولد ہوا۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کسی شخص کو اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالی ہدایت بخشے ان ضدی لوگوں کو، تاکہ وہ سوءاعتقاد سے بچ جائیں، وما علینا الا البلاغ۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت

شواہد النبوۃ میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا، مجھے امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق دامن گیر ہوا، چنانچہ میں ان کی قدم بوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا، جس رات کو میں مدینہ منورہ پہنچا، تو آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا، بارش بڑے زور سے ہورہی تھی، سردی بڑی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں امام صاحب کے درِ دولت پر پہنچا، تو اس وقت مجھے یہ فکر دامن گیر ہوئی، کہ آیا میں اپنے پہنچنے کی اطلاع امام صاحب کو ابھی کروں یا صبح کے وقت جب امام صاحب خود تشریف لائیں۔ اس وقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں ہی تھا کہ امام صاحب کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں، فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے، اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہا ہے، اور دروازہ پر حیران ومتفکر بیٹھا ہوا ہے، چنانچہ اس نے امام کے حکم سے فورا دروازہ کھول دیا اور میں اس مکان کے اندر داخل ہوگیا۔

اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی نیک آدمی اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ کرسکتا ہے، اللہ تعالی ہدایت بخشے ایسے لوگوں کو، تاکہ خیالات کی گمراہی سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ایک نوعمر صحابی کا غیب داں ہونا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے تمام صحابی بالعموم غیب داں تھے، چنانچہ کتاب حیوۃ الحیوان میں علامہ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں

عن ابی لھیعة عن ابی الاسود عن عروة قال. لقی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَةِ وَھُوَ مُتَوَجِّہٌ اِلٰی بدر لَقِیَہُ بِالرَّوْحَاءِ فَسَئَلَہُ الْقَوْمُ عَنِ النَّاسِ فَلَمْ یَجِدُوْا عِنْدَہُ خَبَرًا۔

فقالوا: لَہُ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

فقال: اَفِیْکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟

فقالوا: نَعَمْ فَجَاءَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ: اِنْ کُنْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخْبِرْنِیْ عَمَّا فِیْ بَطْنِ نَاقَتِیْ ھٰذِہٖ؟

فقال لہ سلمةبن سلامة بن وقش: وَکَانَ غُلَامًا حَدَثًا، لَا تَسْئَلْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَقْبِلْ عَلَیَّ فَاَنَا اُخْبِرُکَ عَنْ ذَالِکَ نَزَوْتَ عَلَیْھَا فَفِیْ بَطْنِھَا سَخْلَةٌ مِّنْکَ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَفْحَشْتَ الرَّجُلَ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یُکَلِّمْ بِکَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰی قَفَلُوْا وَاسْتَقْبَلَھُمُ الْمُسْلِمُوْنَ بِالرَّوْحَاءِ یُھَنِّئُوْنَھُمْ:

فقال سلمة: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَاالَّذِیْ یُھَنِّئُوْکَ؟

وَاللّٰہِ اِنْ رَأَیْنَا اِلَّا عَجَائِزَ صُلْعًا کَالْبُدْنِ الْمُتَعَلِّقَةِ فَنَحَرْنَاھَا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ فِرَاسَةً وَإِنَّمَا يَعْرِفُهَا الْأَشْرَافُ (رواه الحاكم فی المستدرك وحكام ابن هشام فی سیرته)

ابولہیہ سے روایت ہے وہ ابوالاسود سے اور وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بدوی ملا اور آپ مقام بدر کی طرف جارہے تھے، وہ آپ کو روحا کے مقام پر ملا تھا لوگوں نے غنیم کے متعلق اس سے سوال کیا، تو اس سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی،

پھر انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرو!

اس نے پوچھا: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں؟

لوگوں نے کہا: ہاں!

تو وہ حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، پھر عرض کیا کہ آپ اگر رسول اللہ ہیں تو مجھے بتایئے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟

پس سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ نے جو ابھی نوعمر لڑکا تھا کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہ کرو میری طرف توجہ کرو میں تمہیں بتاتا ہوں! تم نے اس کے ساتھ جفتی کی ہے پس اس کے پیٹ میں تمہارا بچہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم نے اس شخص کو فحش بات کہہ دی پھر آپ نے اس سے منہ پھیر لیا، اور ایک لفظ نہ فرمایا حتی کہ سب نے کوچ کیا، اور روحاء کے مقام سے مسلمان آ کر ان کو مبارک باد دینے لگے تو سلمہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس بات کی مبارک باد دیتے ہیں؟ واللہ ہم نے نہیں دیکھا مگر بوڑھی عورتوں کو جو کم مو اور باریک گردن

تھیں جیسے رسی سے بندھی اونٹنیاں ہوں، اور انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر قوم میں فراست ہوتی ہے، بڑے اس کو جانتے ہیں، اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے، اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ادنی غلام (نو عمر صحابی) نے پیٹ کا حال بتا دیا کیا اب بھی حضرات اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ ہو سکتا ہے اللہ تعالی ہدایت دے ایسے لوگوں کو جو انبیاء واولیاء کو غیب داں نہیں مانتے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت زید کے غیب داں ہونے کا ثبوت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے فقہ اکبر میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے جامع کبیر میں طبری اور نعیم نے حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قال: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صلى لله عليه وسلم فَقَالَ:

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟

قُلْتُ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا۔

فَقَالَ: أُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيْقَةً وَمَا حَقِيْقَةُ إِيْمَانِكَ؟

قُلْتُ: قَدْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا وَاَسْهَرْتُ لِذَالِكَ لَيْلِي وَاَظْمَاتُ نَهَارِيْ وَكَاَنِّيْ أَنْظُرُ اِلٰى عَرْشِ رَبِّيْ بَارِزًا وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَتَعَادَوْنَ

فیھا

فَقَالَ: یَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ قَالَھَا ثَلٰثًا وفی روایۃ ابن عساکر قال علیہ السلام: وَأَنْتَ امْرَأٌ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ عَرَفْتَ فَالْزَمْ۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے زید رضی اللہ عنہ کو بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب عطا فرمایا تھا، چنانچہ آپ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے کہتے تھے، کہ مجھ کو تمام زمین وآسمان کے رہنے والوں اور جنت اور دوزخ میں داخل ہونے والوں کا علم ہے،

اسی قصہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالی نے مثنوی معنوی میں نظم فرمایا: بطریق اختصار نقل کیا جاتا ہے۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر صباحے زیدرا کیف اصبحت اے رفیق باصفا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح زید سے کہا کہ آج کی صبح اے رفیق [illegible] نے کیسے کی؟

گفت عبدا مومنا باز اوش گفت کونشاں از باغ ایماں گر شگفت

کہا اس حال میں کہ عبد مومن تھا، پھر اس سے فرمایا کہ وہ باغ ایمان اگر کھلا ہے تو اس کا نشاں کہاں ہے؟

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا شب نخفتم ز عشق وسوزہا

کہا میں مدتوں پیاسا رہا ہوں روزہ میں، اور راتوں کو سوز عشق میں نہیں سویا ہوں۔

تازہ روز وشب جدا گشتم چناں کہ ز اسپر بگذرد نوک سناں

تو اس روز وشب سے ایسا نکل گیا ہوں جیسے نوک سنان کی نکل جاتی ہے،

(روز و شب سے مراد زمانہ ہے، یعنی زمانہ سے الگ ہوں)

کہ ازانسو روز و شب ملت یکے ست

صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست

کس واسطے کہ روز و شب کے اس پار ایک ہی ملت ہے، یعنی وحدت جہاں لاکھوں برس اور ایک ساعت ایک ہے، غرض یہ کہ تعدد و تعین نہیں ہے یکے ہی یکے ہے۔

ہست ازل را وابد را اتحاد عقل را رہ نیست سوئے افتقاد

ازل اور ابد جو لا ابتداء اور لا انتہاء سے موصوف ہیں دونو متحد ہیں عقل کو یہ دخل نہیں ہے، جو کسی گم ہوئے کو ڈھونڈے یعنی جو کیفیتیں کہ ازل میں تھیں، وہ بھی موجود ہیں اور جو ابد تک ہوں گی وہ بھی حاضر۔

گفت ازیں رہ کورہ آوردے بیار درخور فہم و عقول ایں دیار

آپ نے فرمایا کہ اس راہ سے کیا راہ آورد و تحفہ لایا ہے، وہ بھی عرض کر، مگر موافق سمجھ اور عقول اس ملک دنیا کے جو سب سمجھیں۔

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں من بہ بینم عرش را با عرشیاں

کہا مخلوق کے لوگ جیسے آسمان کو دیکھتے ہیں، میں ایسے ہی عرش کو عرشیوں سمیت دیکھتا ہوں۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من

ہست پیدا ہم چو بت پیش من

آٹھوں جنت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے ایسی ظاہر ہیں جیسے بت بت پرست کے آگے۔

یک بہ یک دامے شناسم خلق را ہم چو گندم من ز جو در آسیا

مخلوق سے ایک ایک کو میں تو یوں پہچانتا ہوں جیسے گیہوں اور جو آسیا میں پہچانے جاتے ہیں کہ یہ جو ہے اور یہ گندم ہے۔

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست پیش من پیدا چو مار و ماہیست

کہ بہشتی کون ہے اور بیگانہ کون ہے میرے سامنے ایسے ظاہر ہیں جیسے سانپ اور مچھلی۔

جملہ را چوں روز رستاخیز من فاش مے بینم عیاں از مرد و زن

مثل روز قیامت کے تمامی مرد و زن کی کیفیت برملا ظاہر دیکھ رہا ہوں۔

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

خبردار ہو کہے جاؤں یا خاموش ہو جاؤں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہونٹ دانت تلے دبا دیا جس سے ایماء تھا کہ بس کر۔

یا رسول اللہ بگویم سر حشر در جہاں پیدا کنم امروز نشر

زید نے کہا یا رسول اللہ کچھ تو بھید حشر کا کہوں، اور جہاں میں پریشانی ڈالوں اور آج ہی نشر پیدا کر دوں۔

ہل مرا تا پردہا را بردرم تا چو خورشید ے بتابد گوہرم

مجھ کو چھوڑ دو اور اجازت دو، تو پردے بھید کے پھاڑوں جس سے گوہر میری ذات کا مثل خورشید کے چمکے۔

تا کہ کسوف آید ز من خورشید را تا نمایم نخل را و بید را

تا کہ مجھ سے خورشید میں کسوف آ جائے جیسا کہ قیامت کو ہوگا، ایسا بیان کروں اور نخل خرما اور بید کو ظاہر کر دوں کہ فلاں مثل خرما کے رطب سے پربار ہے اور فلاں مثل بید کے بے بار۔

وانمایم روز رستاخیز را نقد را و نقد قلب آمیز را

اور کیفیت روز قیامت کی کھولدوں جس میں نقد جید اور نقد قلب آمیز ہر ایک کا ظاہر ہو جائے گا۔

دستہا بیرید اصحاب شمال وانمایم رنگ کفر وزنگ آل

زید اصحاب شمال کے حق میں کہتا ہے کہ ان کے ہلاک کی کیفیت ظاہر کروں جس کو سن کر یہ بائیں ہاتھ والے یعنی گنہگار جن کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، اپنی خرابی کو جانیں، اور رنگ کفر کو جو سیاہ ہے اور رنگ اسلام کو جو سرخ ہے دکھاوں کہ یہ حال کفر کا ہے اور یہ اسلام ہے۔

واکشائم ہفتم سوراخ نفاق وزضیائے ماہ بے خسف ومحاق

اور وہ سات سوراخ جو نفاق کے ہیں ان کو کھول دوں (ہفت سوراخ مراد درکات دوزخ ہیں جو سات ہیں) از بس تیرہ تاریک اور نیز روشنی ماہ سے جو نیکو کار ہیں اور ایسے ماہ جن کو خسوف ومحاق نہیں جیسے یہ ماہ میں خسوف بھی آجاتا ہے، اور ہر مہینہ محاق میں جو تحت شعاع آفتاب میں ڈوبا رہتا ہے پڑ جاتا ہے۔

وانمائم من پلاس اشقیا بشنوانم طبل وکوس انبیاء

اشقیا کو پلاس نصیب ہے، وہ بھی دکھادوں، انبیاء کے طبل وکوس کی آواز بھی سنوادوں کہ کیسا ڈنکا بادشاہی کا بجا رہے ہیں، اور اشقیا کیسی ذلت وخواری میں ہیں۔

دوزخ وجنات برزخ درمیاں پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں

دوزخ اور جنتیں جن میں بالفعل برزخ ہو رہا ہے، اور کافر اسی برزخ کے باعث ان کے منکر ہیں ابھی ان کی آنکھوں کے سامنے ظاہر کردوں۔

وانمائم حوض کوثر را بجوش کاب بر روشاں زند بانگش بگوش

حوض کوثر کے بھی منکرین منکر ہیں اس کو بھی جوش مارتا ہوا دکھادوں، ایسا کہ پانی ان کے روبرو ہو اور آواز جوش کی ان کے کان میں پہنچے۔

وانکہ تشنہ گرد کوثر مے دوند　یک بیک را نام گویم کہ کہ اند

اور وہ لوگ جو پیاسے اس کے گرد پھرتے ہیں اور دوڑ کے آتے ہیں ایک ایک کا نام بتادوں کہ کون کون ہیں۔

ے بسائند دوش شاں بر دوش من　نعرہا شاں مے رسد در گوش من

ان کے دوش میرے دوش سے لگے ہوئے ہیں، اور ان کے نعرے میرے کان میں چلے آتے ہیں۔

اہل جنت پیش چشم ز اختیار　در کشیدہ یک دگر را در کنار

اور جتنے اہل جنت ہیں اور جو ان کو اختیار ہیں سب میری آنکھ کے سامنے ایک دوسرے سے بغلگیر ہیں۔

دست یکدیگر زیارت مے کنند　وز لباں ہم بوسہ غارت مے کنند

اور باہم ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں اور لبوں سے بوسے بھی ہاتھوں کے لوٹتے ہیں۔

گر شد ایں گوشم زبانگ آہ آہ　از حنین و نالہ واحسرتاہ

اور وہ دوزخیوں سے جو آوازہ آہ آہ اور گریہ دردناک اور نالہ واحسرتاہ کا ہو رہا ہے وہ بھی میرے کان میں ایسا آرہا ہے جس سے میرے کان بہرے ہو گئے۔

ایں اشارتہاست گویم از نغول　لیک مے ترسم ز آزار رسول

یہ اشارے دور کے ہیں اور سب کامل کہ میں کہہ رہا ہوں، لیکن خوف و ناراضی رسول مقبول سے کہ حکم اخفاء کا فرماتے ہیں مفصل اور بین نہیں کہہ سکتا۔

ہم چنیں مے گفت سرمست و خراب　داد پیغمبر گریبانش بتاب

اسی طرح وہ کہہ رہا تھا، درحالیکہ مست و مدہوش تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گریبان امیٹھ دیا، یعنی اس کا گلا بند کر دیا، اور منع فرمایا۔

اس روایت سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیب داں ہونا صراحتاً ثابت ہوا، کیا اب بھی ہمارے کرم فرما اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے ان دوستوں کو جو اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شش وپنج میں ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

حارث بن مالک انصاری بہشت ودوزخ دنیا میں ہی دیکھتے تھے

حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بطفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ طاقت عطا فرمائی تھی، کہ وہ دنیا میں ہی اپنی آنکھوں سے بہشت ودوزخ کو دیکھتے تھے، چنانچہ شرح عین العلم جلد اول میں مرقوم ہے:

فی روایۃ الطبرانی وابونعیم عن الحارث بن مالک الانصاری:

قال: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صلی لله علیه وسلم فَقَالَ:

كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟

قُلْتُ: اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا۔

فَقَالَ: اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيْقَةٌ وَمَا حَقِيْقَةُ اِيْمَانِكَ؟

قُلْتُ: قَدْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَنِ الدُّنْيَا وَاَسْهَرْتُ لِذَالِكَ لَيْلِيْ وَاَظْمَاْتُ نَهَارِيْ وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى عَرْشِ رَبِّيْ بَارِزًا وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَتَعَادُوْنَ فِيْهَا۔

فَقَالَ: يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ قَالَهَا ثَلٰثًا، وفی روایۃ ابن عساکر قال علیه السلام: وَاَنْتَ امْرَءٌ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ۔

طبرانی میں حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا تو آپ نے فرمایا:

اے حارث تو نے کیوں کر صبح کی؟

میں نے کہا: میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا ایمان دار ہوں،

آپ نے فرمایا: کہ دیکھ کیا کہتا ہے، تحقیق ہر شئے کے لئے حقیقت ہے، پس کیا حقیقت ہے تیرے ایمان کی؟

میں نے کہا: تحقیق میں نے پہچان لیا اپنے نفس کو دنیا سے، رات کو میں نے اپنی آنکھ کو بیدار رکھا اور میں دن میں پیاسا رہا گویا کہ میں دیکھتا ہوں اہل جنت کی طرف کہ وہ باہم زیارت کر رہے ہیں اور دیکھ رہا ہوں میں اہل جہنم کی طرف کہ وہ شور کر رہے ہیں اور چلا رہے ہیں۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

تو ایک مرد ہے، اللہ تعالی نے تیرے قلب کو منور کر دیا، پس لازم پکڑ اس کو!

اس روایت صحیحہ سے ثابت ہوا کہ حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالی عنہ غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی عقلمند، اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ پیدا کر سکتا ہے، اللہ تعالی ہدایت بخشے عقل کے دعوے داروں کو تا کہ وہ اپنی غلط روش سے بچ جائیں۔

از خدا خوہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

بایزید بسطامی کا غیب داں ہونا

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ ہیں، ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز وہ اپنے چند مریدین کے ساتھ جنگل میں پھر

رہے تھے، کہ اچانک آپ کو خوشبو آئی، جس سے آپ کی حالت بدل گئی، اور وجد طاری ہو گیا، ایک مرید نے عرض کیا کہ آپ کا اس وقت کیا حال ہے کیوں کہ حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے، کبھی تو زرد معلوم ہوتا ہے اور کبھی سرخ، اور کبھی سفید، آپ نے فرمایا کہ مجھے اسے طرف سے ایک یار کی خوشبو پہنچ رہی ہے، کہ اتنے سال کے بعد یہاں اسلام کا ایک بادشاہ پیدا ہو گا، کہ جس کے خیمے آسمان پر ہوں گے۔

مریدوں نے اس کا نام دریافت کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا نام ابوالحسن ہوگا، اور حلیہ قد اور رنگ غرضیکہ تمام باتیں بیان فرمائیں، اور یہ بھی فرمایا کہ میرے ہی سلسلہ میں وہ مرید ہوگا، اور میری تربیت سے اس کو فیض پہنچے گا، مریدوں نے اس کی تاریخ وغیرہ لکھ لی، چنانچہ ٹھیک اسی تاریخ کو ابوالحسن صاحب پیدا ہوئے، اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائے تھے، سب ان میں موجود تھے، اس قصہ کو مولائے روم رحمہ اللہ نے مثنوی معنوی کے دفتر چہارم میں اس طرح مرقوم کیا ہے:۔

ایں طبیبانِ بدن دانشورند ۔۔۔۔ بر مقام تو زتو واقف ترند

یعنی یہ طبیب ظاہر بدن کیسے دانش والے ہیں کہ تیری بیماریوں پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں۔

تازہ قارورہ ہے بینند حال ۔۔۔۔ کہ ندانی تو ازاں رو اعتدال

قارورہ سے تیرا حال دیکھتے ہیں کہ تو اس صورت سے اعتدال کو نہیں جانتا۔

ہم زنبض و ہم زرنگ و ہم زدم ۔۔۔۔ بو برند از تو بہر گونہ سقم

نبض سے بھی اور رنگ سے بھی اور سانس یا خون سے بھی تیرے سینکڑوں سقم کی بو پالتے ہیں۔

پس طبیبانِ الٰہی در جہاں چوں ندانند از تو اسراف نہاں

پس جب ظاہری طبیبوں کا جہاں میں یہ حال ہے، تو طبیب الٰہی کیسے تیرے اسرار پوشیدہ نہ جانیں۔

ہم زنبضت ہم زچشمت زرنگ صد سقم بینند از تو بے درنگ

وہ بھی تیری نبض و چشم و رنگ سے تیرے سینکڑوں سقم بے تامل دیکھتے ہیں۔

ایں طبیباں نو آموزند خود کہ بدیں آیات شاں حاجت بود

کاملاں از دور نامت بشنوند تابقعر تار و پودت در روند

سو یہ بھی وہ جو خود نو آموز ہیں کہ ان کو ان علامتوں کی حاجت پڑتی ہے، اور جو کامل ہیں ان کی یہ کیفیت کہ دور سے تیرا نام سن لیں اور تیرے تن کی تار و بود میں گھس جائیں۔

بلکہ پیش از زادن تو سالہا دیدہ باشندت بچندیں حالہا

بلکہ تیرے پیدا ہونے سے پہلے برسوں کا حال تیرا ان کا دیکھا ہوا ہے۔

حال تو دانند یک یک مو بمو زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

اور تیرے ایک ایک بال کے حال کو وہ جانتے ہیں، اس واسطے کہ اسرارِ الٰہی سے بھرے ہوئے ہیں۔

آں شنیدی داستان بایزید کہ زحال بوالحسن از پیش دید

تو نے داستان بایزید سنی ہے جنہوں نے قبل پیدا ہونے ابوالحسن خرقانی سے حال ان کا دیکھ لیا۔

روزے آں سلطان تقوی میگذشت با مریداں جانب صحرا و دشت

وہ یہ کہ ایک روز وہ سلطانِ تقوی مریدوں کے ساتھ صحراء و دشت کی طرف چلے جاتے تھے۔

بوئے خوش آمد مرا ور انا گہاں در سوادرے زحد خارقاں

یکا یک سوادرے میں حد خارقان سے کہ دونوں شہر ہیں بوئے خوش ان کو

آئی

ہم درآنجا نالہء مشتاق کرد بوئی را از باد استنشاق کرد

بس وہیں نالہء مشتاق کرنے لگے، اور بو کو ہوا سے سونگھتے تھے۔

بوئے خوش را عاشقانہ میکشید جان او از باد بادہ مے چشید

جیسے کسی بو کا عاشق اس کو بار بار کھینچتا ہے اور اس باد سے جان ان کی بادہ

چشی کرتی تھی۔

چوں دروآ ثار مستی شد پدید یک مرید را درآ ندم وا رسید

جب ان میں آ ثار مستی کے ظاہر ہوئے تو مریدوں میں سے ایک مرید فورا

اس بات کو پہنچ گیا۔

پس پرسیدش کہ ایں احوال خوش کہ بروں نست از حجاب پنج وشش

اور پوچھا کہ یہ احوال خوش جو حجاب پنج حس اور شش جہت سے باہر ہے۔

گاہ سرخ وگاہ زردو گہ سپید مے شود رویت چہ حالست ونوید

جس سے کبھی منہ تمہارا سرخ ہوتا ہے اور کبھی زرد، کبھی سپید، کیا حال اور کیا

بشارت ہے۔

می کشی بوئے بظاہر نیست گل بے شک از غیب است واز گلزار کل

کیا بات ہے کہ گل تو بظاہر ہے نہیں اور تم بو کھینچتے ہو بے شک کوئی بو غیب اور

گلزار سے پہنچی ہے۔

قطرۂ برریز برما زاں سبو شمہء زاں گلستاں باما بگو

اپنے اس سبو سے ایک قطرہ ہم کو بخشو، اور ایک شمہ اس گلستان سے ہمارے

سامنے بھی بیان کرو۔

گفت ازیں سو بوئے یارے میرسد کاندریں دہ شہر یارے میرسد

بایزید نے کہا ادھر سے مجھ کو بوایک یار کی آتی ہے اور اس گاؤں میں ایک شہر یار آتا ہے۔

بعد چندیں سال ے زاید شہے ے زند بر آسمانہا خرگہے

اتنے برسوں کے بعد ایک بادشاہ پیدا ہوگا کہ اپنا خیمہ آسمانوں پر کھڑا کرے گا۔

رویش از گلزار حق گلگوں بود از من او اندر مقام افزوں بود

اور وہ گل گلزار حق سے ہوگا، لہذا منہ اس کا گلگوں ہوگا، اور مقام و رتبہ میں مجھ سے بڑھ کر ہوگا۔

چیست نامش گفت نامش بوالحسن حلیہ اش واگفت ز ابرو و ذقن

پوچھا نام اس کا کیا ہے، کہا ابوالحسن، پھر حلیہ اس کا ابرو ذقن سے بیان کیا۔

قد او و رنگ او و شکلِ او یک بیک واگفت از گیسو و رو

اور قد رنگ اور شکل ایک ایک کا بیان کیا، اور زلفوں اور چہرہ کا بھی۔

برنبشتند آں زماں تاریخ را از کباب آراستند آں سیخ را

الغرض جس وقت یہ نشان و نام ابوالحسن کے انہوں نے بیان کیے، اسی وقت سب کو لکھ لیا، اور تاریخ کے ساتھ جملہ نشان و صفات گویا وہ تاریخ ایک سیخ تھی کہ اس کو ان نشانوں کے کباب سے آراستہ کیا۔

چوں رسید آنوقت وآں تاریخ راست زاں زمیں آنشاہ پیدا گشت و خاست

پس جب وہ وقت تاریخ آئی وہ شاہ یعنی ابوالحسن اس زمین سے پیدا ہوئے

از پس آں سالہا آمد پدید بوالحسن بعد از وفات بایزید

اتنے ہی برسوں کے بعد وفات بایزید کے بوالحسن پیدا ہوئے۔

جملہ خوہائے اوز امساک وجود آنچناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود

جملہ عادتیں ان کی خواہ امساک خواہ جود سب میں ویسے ہی تھیں، جیسی بایزید نے بتائیں تھیں۔

لوح محفوظ است اورا پیشوا از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور کیوں نہ ہوتیں، اس واسطے کہ ان کی تو لوح محفوظ پیشوا تھی جس کا نام محفوظ اسی سبب سے رکھا ہے کہ خطا سے محفوظ ہے۔

نے نجوم است و نہ رمل ست و نہ خواب وحی حق واللہ اعلم بالصواب

نہ وہ نجوم ہے، نہ رمل، نہ خواب جس میں غلطی ہو، وحی حق ہے اور اللہ اس کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

از پے روپوش عامہ در بیاں وحی دل گویند اورا صوفیاں

لیکن عام لوگوں سے چھپانے کو صوفیوں نے اس کا نام وحی دل رکھا ہے۔

وحی دل گیرش کہ منظر گاہ اوست چوں خطا باشد چو دل آگاہ اوست

تو بھی اس کو وحی دل مان کس واسطے کہ دل بنظر گاہِ خدا ہے اور اس سے آگاہ پھر وحی دلی میں کیسی خطا ہو۔

مومن ینظر بنور اللہ شدے از خطا و سہو بیروں آمدے

جب تو مُؤْمِنٌ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ میں داخل ہوا تو سہو و خطا سب سے نکل گیا، یعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

دیکھئے حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خادمان خادم اور غلامان غلام ہیں کیسی زبردست اور صحیح پیش گوئی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں، حتی کہ نام مبارک، جائے سکونت

حلیہ شریف قد شکل اور رنگ وغیرہ سب کچھ بتلا دیا اور نیز یہ کہ میرے وصال کے انتالیس سال بعد بوالحسن پیدا ہوں گے، چنانچہ یہ ٹھیک تاریخ پر اسی نام اور شکل وصورت کے بزرگ پیدا ہوئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوحِ محفوظ جہاں قلم قدرت نے سب کچھ ہونے والا لکھا ہوا ہے، وہ اولیائے کرام کے پیش نظر رہتی ہے۔

چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں ارقام فرماتے ہیں:۔

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء　　از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اللہ اللہ بندگان خدا مقبول بارگاہ جوارض وسماء کیسے کیسے ذیشان اور عالی پایہ کے ہوئے ہیں جو علوم غیب کے دریا تھے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے، ان کو جو کچھ ملا، وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طفیل سے ملا

اب بھی دنیائے اسلام میں ایسے ایسے مقبول بندے کہیں کہیں نظر آتے ہیں، جو طالبان حق کو بالخصوص مل جاتے ہیں، گو قحط الرجال ہو گیا ہے، لیکن جب ایسے لوگ صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے تو اس وقت قیامت برپا ہو جائے گی۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا　　دامن رہبر بگیرو بس بیا

لوح محفوظ شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیش نظر تھی

زبدۃ الاسرار اور بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

عَیْنِیْ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

میری آنکھیں لوح محفوظ میں ہیں جو کچھ ہوتا ہے، یا ہوگا، وہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے، کیوں کہ لوح محفوظ میری پیش نظر رہتی ہے، اور اس میں سب کچھ مکتوب

ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے، کہ جب اللہ تعالی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غلاموں اور نام لیواؤں کو ایسے ایسے اسرار و علوم عطا فرما دیئے ہیں کہ جو ہماری تمہاری عقل میں نہیں آسکتے، تو پھر یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جن کی ہستی بعد از خدا سب سے برتر اور اعلی ہے اللہ تعالی نے کس قدر اسرار و علوم مرحمت فرمائے ہوں گے۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھ لو شان محمد

اولیاء اللہ کی نظر میں زمین مثل ایک دستر خوان

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی مرقات جلد ثانی میں قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی سے زیر حدیث صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ کے نقل فرماتے ہیں:

وذالك ان النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملأ الاعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد بنفسها او باخبار الملك لها وفيه سر يطلع من تيسر له۔

جہاں سے درود شریف مجھ پر بھیجو گے مجھ کو پہنچے گا' یہ اس لئے کہ نفوس زکیہ قدسیہ جبکہ مجرد اور خالی ہو جاتے ہیں، علائق بدنیہ سے تو عروج کر کے ملاء اعلی فرشتوں سے مل جاتے ہیں ان کے لئے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا کل کا مشاہدہ کرتے ہیں، جس طرح اپنی ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے، یا فرشتوں کے خبر دینے سے جانتے ہیں، اور اس میں ایک بھید ہے جس کو میسر اور آسان ہو وہی واقف ہے۔

مولانا جامی رحمہ اللہ تعالی نفحات الانس فی حضرات القدس میں ارقام

فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ ے فرمودند کہ حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ والرضوان ے گفتہ اند، کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست وما می گویم کہ چوں روئے ناخن است ہیچ از نظر ایشاں غائب نیست۔

یعنی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزاں رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر میں زمین مثل ایک خوان کے ہے اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کے ہے، اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء   از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

تمام ارض وسما اور کرۂ عالم بعض ولیوں کے پیش نظر

ایک ولی اللہ کی اس قدر قوت تھی کہ تمام کرۂ عالم ان کے پیش نظر تھا، چنانچہ کتاب ابریز مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے:

ولقد رأیت ولیًّا بلغ مقاما عظیما وھوانہ یشاھد المخلوقات الناطقۃ و الصامتۃوالوحوش والحشرات والسمٰوات ونجومھا والارضین وما فیھا و کرۃ العالم باسرھا تستمد منہ ویسمع اصواتھاو کلامھافی لحظۃواحدۃ الخ

تحقیق دیکھا میں نے ایک ولی کو کہ پہنچ گیا بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوقات ناطقہ وصامتہ، وحوش وحشرات، آسمان وتاروں، تمام زمینوں اور مافیہا کو دیکھتا ہے، کرہ عالم کا معاینہ کرتا ہے، اور سب کی آوازیں اور کلام کو ایک لحظہ میں سنتا ہے۔

دیکھیے ولی مذکور میں یہ قوت اور دسترس تھی کہ جمیع کرہ عالم اس کے پیش نظر تھا پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں ان کے مشاہدہ کے لئے عالم ثابت ہو، تو کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اکثر نعمت غیر مترقبہ سے بہرایاب کیا کرتا ہے۔

لوح محفوظ است پیش نظر اولیاء   از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

روضہ مقدسہ کے ایک فرشتہ درود کی قوت

اللہ تعالیٰ نے روضہ مقدسہ کے ایک فرشتہ کو اس قدر قوت عطا فرمائی ہوئی ہے کہ وہ تمام جہان کے درود شریف وہیں سن لیتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن عمار بن یاسر قال:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ سِمَاعَ الْخَلَائِقِ کُلِّھَا قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِفَمَا مِنْ اَحَدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا بَلَّغَنِیْھَا (رواہ الطبرانی والزرقانی فی شرح المواھب)

طبرانی اور زرقانی میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا:

ایک فرشتہ روضہ نبوی پر متعین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قوت سماعت اس قدر عطا فرمائی ہے کہ تمام انسانوں اور جنوں کا درود (خواہ روئے زمین کے کسی ملک یا گاؤں سے بھیجیں) سن لیتا ہے اور وہ فرشتہ سب کے درود نام بنام حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے روبرو پیش کرتا ہے۔

جائے غور ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روضہ مبارک کے خادم کی تو

یہ قدرت اور قوت کہ وہ روئے زمین کے تمام درود خوانوں کا درود شریف خود سنتا ہے، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار میں نام بنام مع ولدیت اور قومیت عرض کرتا ہے، حالانکہ منکرین ومخالفین کے عقیدہ کے مطابق اور دور ونزدیک سے ہر وقت سننا خاصہ خدا ہے اور غیر کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے، تو پھر بھلا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ شرک فرشتہ کے حق میں کیوں جائز رکھا، حقیقت میں دور ونزدیک سے کسی نبی یا ولی کا کسی کی آواز سن لینا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد کے عین مطابق ہے، یہ شرک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

جائے غور ہے کہ آپ کا ایک ادنی خادم یعنی فرشتہ جو جہان بھر کے درود شریف سن لیتا ہے اس میں تو یہ طاقت اور قدرت ہے تو کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنے خادم اور غلام سے بھی سماعت میں کمتر ہیں، کہ وہ خود سن نہیں سکتے، اور ان میں اتنی طاقت شنوائی نہیں ہے، کیا یہ بات ماننے کے قابل ہے، تمام محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تمام مخلوق سے افضل واعلی ہیں، اور آپ کی ہر ایک قوت وطاقت (حواس خمسہ وغیرہ) تمام مخلوق سے خواہ وہ انسان ہوں یا فرشتے بدرجہا بڑھ کر ہے کیا ہی اچھا کسی نے فرمایا ہے:

محمد سر قدرت ہے کوئی رمز اس کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
خدا اور مصطفے کی کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفے جانے

ملک الموت کی قوت اور دسترس

اعتراض

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر جگہ اور ہر مکان پر موجود ہونا سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کے لئے ممکن نہیں کیوں کہ یہ خاصہ اللہ تعالی کا ہے اگر کوئی ایسا اعتقاد کسی نبی یا ولی یا فرشتہ پر رکھے تو وہ مشرک ہے؟

الجواب

یہ محض دھوکا اور مغالطہ ہے، کیوں کہ کتب احادیث اور تفاسیر کے مطالعہ سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہ صفت اوروں کو بھی عطا فرمائی ہوئی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی مثل نہیں ہو سکتے، صفت سے انکار کرنا نہ صرف ضلالت ہے بلکہ کفر ہے۔

تفسیر معالم التنزیل، کتاب طے الفراسخ الی منازل البرازخ اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں مرقوم ہے کہ ملک الموت جن وانس اور تمام حیوانات کے ارواح کا قابض ہے، اور دنیا اس کے روبرو ایک دسترخوان کی طرح ہے، ایک روایت میں ہے کہ طشت کی مانند ہے۔

جائے غور خوض ہے کہ ایک آن یا ایک منٹ میں دنیا بھر میں کس قدر بے تعداد بے شمار مخلوق جن وانس چرند و پرند اور کیڑے مکوڑے وغیرہ مرتے ہیں خصوصا جنگ وجدل اور ایام وبا وغیرہ میں تو ذرا دیر ہی نہیں لگتی، اور معمول سے زیادہ اموات ہوتی ہیں، باوجود اس کے یہ سمجھ میں نہیں آتا، کہ ملک الموت کس طرح ہر جگہ موجود ہوتا ہوگا، یہی وہ راز ہے جس کو منکرین نہیں سمجھ سکتے، اور اپنی نا سمجھی سے مسلمہ مسئلہ سے انکار کر کے اپنے ایمان کو ضائع کر رہے ہیں، اگر یہ بات ان کی سمجھ میں

آ جائے، تو پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور اولیاء کرام کا اپنے ہر ایک نام لیوا یا مرید کی پکار پر تشریف فرما ہونا کوئی دشوار اور بعید از عقل معلوم نہیں ہوگا۔

مشکوۃ شریف میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

یجیٔ ملك الموت حتی یجلس عند راسه

یعنی ملک الموت سکرات اور جانکنی کے وقت ہر مریض کے سرہانے ہوتا ہے خواہ وہ مریض مومن ہو یا کافر۔

تذکرۃ الموتی والقبور میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالی نے ایک حدیث بروایت طبرانی ارقام فرمائی ہے:

ملک الموت نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا کہ دنیا میں ایسا کوئی گھر نہیں ہے جس کی طرف میری نظر نہ ہو، میں رات دن ہر ایک خورد و کلاں کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود اپنے آپ کو ایسا نہیں پہچانتا۔

الحاصل ملک الموت اللہ تعالی کا ایک خدمت گار اور قاصد ہے جس کو اللہ تعالی نے اس قدر وسیع علم عطا فرمایا ہے کہ تمام حیوانات اور جن و انس اس کے سامنے مثل دسترخوان کے ہیں، ہر ایک جاندار پر نظر ہے، تو بھلا حضور علیہ الصلاۃ والسلام جو اشرف المخلوقات ہیں کیا ان کا علم ملک الموت کے علم سے بھی کم ہے، نہیں بلکہ بدرجہا بڑھ کر ہے افسوس ہے منکرین کی سمجھ پر کہ یہ لوگ حبیب خدا اشرف انبیاء کی قدر و منزلت نہیں جانتے، اسی واسطے آپ کی شان دیگر مخلوق سے کم سمجھتے ہیں۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھ لو شان محمد

کیا اب بھی کوئی حق پسند و منصف مزاج یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کو غیب داں جاننا شرک ہے اور در اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی کا عالم الغیب ہونا کچھ اور ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا عالم الغیب ہونا کچھ اور، جس طرح اللہ

تعالیٰ کے رؤف ورحیم ہونے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے رؤف ورحیم ہونے میں فرق ہے، ویسا ہی صفت علم غیب میں بھی فرق ہے، شرک تو مساوات اور برابری میں ہوتا ہے، جس کے ہم بھی سمجھتے ہیں۔

الغرض حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اس صفت علم غیب سے انکار کرنا گویا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تنقیص شان ہے جو حقیقت میں انکار صفت رسالت ہے، اور یہ کفر ہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان کے بارے میں تفسیر عزیزی میں ارقام فرمایا ہے:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحب جمال اور اے سردار انسانوں کے آپ کے روشن چہرہ سے تحقیق چاند نے روشنی پائی۔

آپ کی تعریف نہیں ہوسکتی جیسے کہ تعریف کا حق ہے مختصر بات یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ

جوازلی بدبخت ہے وہ راہ راست پر نہیں آسکتا

مسلمانو! جن لوگوں کی سمجھ میں کجی ہے اور ان کے دماغ میں خلل ہے ان کو کتنے ہی دلائل عقلیہ اور نقلیہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یا محدثین اور محققین اولیاء وصلحاء کے اقوال پیش کیے جائیں وہ ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

اللہ نے مہر لگا دی ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

چھٹا باب

علم غیب الرسل کے منکرین کے شکوک اور اعتراضات کے

دندان شکن جوابات

اب ان مشہور ومعروف اعتراضوں کے جوابات لکھے جاتے ہیں جن کو مخالفین بحث مباحثہ میں بالعموم پیش کیا کرتے ہیں، اور جن سے کم علم لوگ مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں، مذبذب ہوکر صراط مستقیم سے پھسل جاتے ہیں، میرا دعوی ہے کہ جو شخص ان جوابات کو ازبر اور ضبط کر لے گا، وہ مخالفین کے دھوکہ میں نہیں آئے گا اور وساوس شیطانی سے محفوظ رہے گا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي

(سورہ طه)

اعتـــــــــراض (۱)

منکرین عموما یہ اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عالم غیب مان لیا جائے تو اللہ تعالی سے مشارکت، مماثلت اور مساوات ثابت ہوتی ہے جو موجب کفر ہے۔

خدا اور رسول کی مساوات کے شکوک کا جـــــــواب

مخالفین کا یہ زبردست اعتراض ہے جس کو وہ ہر ادنی واعلی اور جاہل وعالم کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں، لہذا اس کا دندان شکن جواب نہایت شرح وبسط سے

ساتھ دیا جاتا ہے، تاکہ مخالفین اور منکرین کے منہ پر مہر سکوت لگ جائے، اور اپنے غلط اور گمراہ عقیدہ سے تائب ہو کر صراط مستقیم پر قائم ہو جائیں، وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

سب سے پہلے علم غیب کی تعریف بیان کی جاتی ہے، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ غیب کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں، اس لئے غیب کی قسمیں اور ان کی تشریح لکھی جائے گی، پھر اعتراض زیر بحث کا جواب عالمانہ طریق پر دیا جائے گا۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

علم غیب کی تعریف

تفسیر بیضاوی میں علم غیب کے معنی یہ لکھے ہیں:

والمراد به الخفی الذی لا یدرکه الحس ولا تقتضیه بداهة العقل

یعنی غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس کا حس ادراک نہیں کرتی اور بداہۃ عقل پا نہیں سکتی۔

مفردات راغب کے صفحہ ۳۷۳ میں غیب کے معنی یوں مرقوم ہیں:

ما غاب عن الحاسة وعما یغیب عن علم الانسان بمعنی الغائب او ما لا یقع تحت الحواس ولا تقتضیه بدایة العقول۔

جو چیز حواس سے غائب ہے، گویا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں موجودات ہیں یا جنت کی چیزیں دوزخ کے کوائف آلام وغیرہ اور عرش کے خزانے، ارواح وملائکہ کی کیفیت، یا علاماتِ قیامت، حادثات روز حشر اور حساب وواقعات مخلوقات بروز قیامت وغیرہ صدہا بلکہ ہزارہا اخبار علوم ہم سے غائب

ہیں، مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نزدیک غائب نہیں کیوں کہ آپ کو معراج کی رات میں تمام چیزوں کا مشاہدہ اور معائنہ کرایا گیا تھا، اور بہت سی باتوں کا علم آپ کو عنایت کیا گیا، چنانچہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جس قدر اخبار غیبیہ کا بیان فرمایا ہے ان سے آپ کے علوم کا اندازہ لگ سکتا ہے، عالم غیب کے یہی معنی ہیں کہ پہلے اس کو علم نہ تھا، پھر اس کو اس غائب وغیرہ معلوم کا علم دیا گیا، لیکن خدا کے عالم الغیب ہونے کے یہ معنی نہیں بن سکتے پس اصلی فیصلہ یہ ہوا کہ خدا کا علم غیر محدود ولا انتہاء اور بالذات وبالا استقلال اور حقیقی ہے، اور انبیاء واولیاء کے علوم محدود اور بالواسطہ وبالعطاء ہیں، اگر ما کان وما یکون ہے تو وہ بھی محدود، اگر کل جن وانس وحیوانات اور مابین السموت والارض کے علوم حاصل ہوں تو وہ بھی محدود اور غیر حقیقی پس نتیجہ یہ ہوا کہ انبیاء واولیاء کا علم اللہ تعالی کے علم کی طرح نہیں ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اقسام علم غیب

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ زیر آیت يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کے ارقام فرماتے ہیں:

قول جمهور المفسرين ان الغيب هو الذى يكون غائبا عن الحاسة ثم هذا الغيب ينقسم الى ما عليه دليل والى ما لا دليل عليه۔

جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو، پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ جس پر دلیل ہو۔

دوسری وہ جس پر دلیل نہ ہو۔

جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے رہا وہ غیب جس پر دلیل ہو، وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ اللہ تعالی کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج نہیں، تو ضرور اس قسم کا غیب بندوں کے ساتھ خاص ہوگا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں، ایک علم غیب بالذات و مطلق، دوسرا علم غیب بالعرض اور بالواسطہ۔

پہلی قسم ذات باری کے ساتھ مختص ہے، دوسری قسم خاصہ ذات باری تعالی نہیں بلکہ عطیہ ءِ الٰہی ہے یعنی اللہ تعالی محض اپنے فضل وکرم سے اپنے رسول یا مقبول بندوں کو خواہ انسان ہو یا فرشتہ مرحمت فرمادیتا ہے۔

غرض جو علم غیب اللہ تعالی کا خاصہ ہے جو علم اللہ تعالی کی صفت قدسیہ ازلیہ ہے جو علم حدوث اور تعبیر سے مبرا اور منزہ ہے جس علم کا اطلاق سوائے ذات باری کے دوسرے پر کفر ہے، وہ علم غیب بالذات ہے جو علم بواسطہ اعلام الٰہی ہو، یعنی وہ غیبی چیزیں جو عام مخلوقات کی قوت حاسہ سے باہر ہوں، جن کا علم اللہ تعالی نے اپنے کسی رسول کو عطا فرمایا ہو وہ بالذات نہیں ہے ایسا علم مخلوق کے لئے ثابت ہے پس اس حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جاننا ہر گز شرک نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی موہم شرک، کیوں کہ شرک یا موہم شرک اس وقت ہوسکتا تھا جبکہ اللہ اور انبیاء کی ذات یا صفات میں کامل مساوات اور مماثلت کا عقیدہ رکھا جائے لیکن یاد رہے کہ مماثلت کے لئے جمیع اوصاف میں اشتراک ضروری اور لازمی ہے، حتی کی اگر کسی ایک وصف میں بھی اختلاف ہوگا وہ مشارکت، مماثلت اور مساوات ثابت نہ ہو گی، جو موجب کفر ہے:

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

''مماثلت اسی وقت ثابت ہوگی جبکہ مماثلین کے

کل اوصاف میں اشتراک ثابت ہو، اگر ایک وصف میں بھی
اختلاف ہوگا تو مشارکت قائم نہ رہے گی،،

اور اس جگہ تو کہیں مماثلت کا وجود ہی نہیں، امور غیبیہ کا بالذات علم خواہ وہ موجود فی الحال ہوں یا فی الماضی، معلومات ازلی ہوں یا ابدی خواہ امور کونیہ سے ہوں یا غیر کونیہ سے اس طرح پر کہ کبھی کسی نوع سے غفلت اور نسیان اس پر طاری نہ ہو خاصہ، باری تعالی ہے، لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے کوئی ایسا علم ثابت نہیں کرتا،

اللہ تعالی کا علم ذاتی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عرضی۔

اللہ تعالی کا علم قدیم ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم حادث،

اللہ تعالی کا علم ضروری البقاء ہے حضور کا علم جائز الفناء۔

اللہ تعالی کا علم غیر مخلوق ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم مخلوق،

اللہ تعالی کا علم مستقل بالذات اور ازلی ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم غیر مستقل اور حادث ہے،

اللہ تعالی کا علم مستحیل الانفکاک، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اس کے خلاف ہے، تو پھر بھلا مماثلت کیوں کر ہو سکتی ہے اور جمیع ما کان وما یکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو حاصل ہونے سے اللہ تعالی کے علم کے ساتھ خواہ مخواہ کی مساوات ثابت کرتا ہے موہم شرک کہہ دینا سراسر جہالت اور وسوسہ شیطانی ہے، حالانکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم بھی اللہ تعالی کے علم کا ایک قطرہ ہے

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

جواب دوم

یا اس مسئلہ کو یوں سمجھئے کہ وہ اشیاء جو مستحیل لذاتہا ہیں، اور جو ممکنات

معدومہ ہیں اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، غرض اللہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء کو جو تھیں اور جو ہوں گی حاوی ہے، اور نیز وہ اشیاء جو ممکن الوجود ہیں خواہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ کبھی ہوئیں، نہ ہوں گی پس ایسی اشیاء مستحیل بالذات پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم نہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اشیائے ما کان وما یکون کا علم ہے پس فرق ظاہر ہے۔

جواب سوم

یا اس مسئلہ کو یوں سمجھئے کہ مساوات تو اس وقت لازم آ سکتی ہے جبکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر مانا جائے، لیکن ہم تو خدا اور اس کے رسول کے علم میں صاف صاف فرق مانتے ہیں، اس طرح کہ

اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی

اللہ تعالیٰ کا علم حقیقی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اضافی

اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم حادث

اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم ممکن التغیر

اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے اور حضور علیہ والصلاۃ والسلام کا علم محدود

باوجود ایسے بین فرق کے اہل السنت والجماعت کو مساوات کا مغالطہ دے کر اور نصوص حصر سے اپنے مدعا پر استدلال لا کر ان کو مشرک و کافر کہنا سراسر جہالت وضلالت ہے، کیوں کہ ان سے دیگر آیات اور احادیث سے صراحۃ انکار لازم آتا ہے، لیکن جو نصوص حصر ہیں ان میں وہی علم ذاتی مراد ہے، نہ کہ علم عطائی، ورنہ ان میں تطبیق ناممکن اور محال ہے۔

بعض تفاسیر اور کتب تصوف میں مرقوم ہے:

علوم خمسہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ میں اپنے ہی

ساتھ مخصوص کیا ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی عطا فرمائے ہیں (خصائص کبری مصنفہ سیوطی)

جواب چھارم

اگر معترض کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالی کو فقط اسی قدر جمیع ما کان وما یکون کا علم ہے اور مالم یکن ولن یکون ابدامن الممکنات الصرفة ومن الممکنات المستحیلة بالغیر ومن المستحیلات الذاتیة وما یترتب علیھا بفرض الوجود کا علم اللہ تعالی کو نہیں ہے تو وہ اللہ تعالی کے علم کی تنقیص کر کے اپنے ایمان کو برباد کر رہا ہے، اور اگر وہ اس کا معتقد نہیں ہے تو پھر مساوات بتانا فقط جمیع ما کان وما یکون کے علم کے حصول سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے اس کی سخت جہالت اور گمراہی ہے، اور وہ دیدہ ودانستہ حق بات کو چھپاتا ہے۔

یاد رہے کہ لفظ شے محققین کے نزدیک حقیقۃ موجودات ہی پر اطلاق پاتا ہے، نہ معدومات پر اور نہ مستحیلات پر اور علم خدا تو شامل ہے جمیع موجودات ممکنات معدومہ ممتنعات ذاتیہ وما یترتب علیہ الآثار والاحکام کو، پس مساوات کیوں کر ثابت ہو سکتی ہے، علاوہ ازیں علم الہی استقلالی ازلی، قدیم اور علم رسول بالواسطہ غیر استقلالی پس مساوات کا دعوی محض بے وقوفی پر مبنی ہے، اور اس پر سچے مسلمانوں کو کافر ومشرک کہنا نہ صرف جہالت ہے بلکہ ایک مومن کو کافر کہنے سے خود کافر بنتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں تصریح ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

مسلمانو! خوب یاد رکھو، قرآن مجید میں اللہ تعالی نے جہاں کہیں غیب کا اختصاص اپنے لئے کیا ہے، اس سے مراد غیب استقلالی ہے، اور جہاں کہیں نبی حضور

علیہ الصلاۃ والسلام سے کی گئی ہے اس سے مراد نفی غیب استقلالی ہے، مگر غیب بالعرض کی کہیں نفی نہیں آئی اور حقیقت میں ہے بھی یہی ٹھیک، بھلا اگر اللہ تعالی نے اپنے خواص میں سے کسی کو غیب دان بنا دیا تو اس میں شرک کس طرح کا ہو سکتا ہے، کیوں کہ غیب استقلالی اور غیر استقلالی میں فرق ظاہر ہے، خدا کا علم اس کی صفات قدیمہ ازلیہ ابدیہ سے ہے جس میں کسی قسم کا تغیر ونقصان اور حدوث وبطلان نہیں، نہ حادث ہے نہ کسبی ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا علم حادث ہے اور کسبی، کیا اس کی تصریح کے بعد یہ گمان ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان کہنے سے شرک لازم آتا ہے نہیں ہرگز نہیں، اگر دماغ درست ہے اور عقل سلیم رکھتے ہو، تو سنئے۔

(۱) شرک سے مراد شرک شرعی ہے جو توحید شرعی کی ضد ہے، توحید شرعی لا الہ الا اللہ ہے یعنی سوائے خدائے تعالی کے کسی کو معبود ماننا نہیں چاہئے، معلوم ہوا کہ شرک دوسرے معبود کے ماننے کو کہتے ہیں، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیائے کرام کو غیب دان کہنے سے ہم لوگ ان کو معبود نہیں مانتے، ہاں اگر یہ کہا جائے کہ شرک سے مراد صفاتِ الہیہ سے کسی کو متصف کرنا ہے، تو یہ سراسر جہالت اور غلط فہمی ہے، کیوں کہ

خدا تعالی بھی سمیع یعنی سننے والا ہے،
بندہ بھی سمیع یعنی سننے والا ہے،
خدا تعالی بھی بصیر یعنی دیکھنے والا ہے
بندہ بھی بصیر یعنی دیکھنے والا ہے،

پس اس طرح سے اگر شرک بن جاتا ہے تو میرے خیال میں معترض بھی اس زد سے نہیں بچ سکتا، افسوس ہے ایسے لوگوں کی سمجھ پر جو مجاز اور حقیقت کے فرق کو

نہیں سمجھتے، خواہ مخواہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر بنتے ہیں، اللہ تعالی ہدایت بخشے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان کہنے سے اگر شرک اسی لئے لازم آتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہے تو اس کے جواب میں صرف یہ کہنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے خود ہی اپنے مختص اسماء میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رءوف ورحیم سے بھی موسوم کیا ہے، تو اب بتلائے کہ یہ شرک کا الزام کس پر آتا ہے، کیا آپ خدا تعالی کی نسبت بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس انے خود بھی مشرکانہ تعلیم دی، حاشا وکلا، یہ محض ناسمجھی اور جہالت کا باعث ہے کیوں کہ شرک وہ ہے جس کو خود اللہ تعالی شرک کہے، یا حضور علیہ الصلاۃ والسلام شرک کہیں، خواہ مخواہ تاویلات باطلہ سے شرک کہہ دینا بڑی بے باکی اور جہالت ہے، بلکہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ایسا شخص خود کافر ہے، جو مسلمانوں کو مشرک وکافر کہتا ہے اللہ تعالی ان ضدی لوگوں کو رشد وہدایت بخشے، تا کہ وہ اپنی غلط فہمی کے انجام سے بچ جائیں، وما علینا الا البلاغ المبین ○

علم ماکان ومایکون بمقابلہ علم الٰہی بعض ہے

اعتراض

اگر علم ماکان ومایکون کو بعض معلومات الٰہیہ کہا جائے، تو یہ کیوں کر تسلیم کیا جا سکتا ہے ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب

ماکان ومایکون صرف موجودات کو شامل ہے، اور معدومات ممکنہ وممتنعات ذاتیہ وما یترتب علیہا الآثار والاحکام کو شامل نہیں، اور معلوماتِ الٰہیہ کا اطلاق سب پر آتا ہے، پس ثابت ہوا کہ علم ماکان ومایکون بعض

معلومات الٰہیہ ہے۔

تفسیر روح البیان کے صفحہ ۳۷۵ میں ہے:

علم الا اولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی الله علیه وسلم بهذه المنزلة وعلم نبینا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة۔

یعنی اولیاء اللہ کا علم بمقابلہ انبیاء کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندروں سے اور انبیاء کا علم بمقابلہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندروں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت ہے۔

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم ما کان و ما یکون مرحمت ہوا،

اور دوسرے مقام پر ارقام فرمایا:

علم رسول بمقابلہ علم الٰہی کے کم ہے۔

پس ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ علم ما کان و ما یکون جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عنایت ہوا، وہ بمقابلہ معلومات الٰہیہ بعض ہے نہ کہ تمام علم خدا۔

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ تمام محققین اور مدققین علماء وصلحاء کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کا علم غیب غیر مستقل اور بالواسطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں جز، مقید اور محدود ہے، یا یوں سمجھئے کہ مخلوق کے علم کو خالق کے علم سے وہ نسبت ہے، جو سمندر کی نسبت قطرہ سے ہے،

چنانچہ صحیح بخاری میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قصہ میں یہ حدیث مرقوم

ہے:

وَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰی حَرْفِ السَّفِیْنَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَہُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰی مَاعِلْمُكَ وَعِلْمِیْ وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ اِلَّا مِقْدَارَ مَاغَمَسَ ھٰذِہِ الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارًا...... الحدیث

ایک چڑیا نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر اپنی چونچ پانی میں ڈبوئی، تو خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمایا:

تیرا اور میرا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ میں اس چڑیا کے چونچ کے پانی کی مانند ہے۔

خفاجی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں طیبی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

ان معلومات اللہ تعالی لا نہایۃ لھا وغیب السموت والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منھا (روح البیان صفحہ ۳۵)

اللہ تعالی کی معلومات کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی نہایت اور زمین و آسمان کی چھپی چیزیں اور جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں اس کا ایک قطرہ ہے۔

ان روایات سے صراحۃ ثابت ہوا کہ علم ما کان وما یکون جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عنایت ہوا وہ بمقابلہ معلومات الٰہیہ بعض ہے نہ بتمام علم خدا، تو کیا اب بھی مساوات اور مماثلت کا شک وشبہ ہو سکتا ہے، اگر اللہ تعالی چشم حق بین عقل سلیم عطا فرمائے تو پھر کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضرت کو اپنے نفع ونقصان کی خبر نہ تھی

اعتراض

تمام منکرین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم غیب پر یہ آیت عموما پیش کیا کرتے ہیں وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ (سورہ اعراف رکوع ۲۳)

اور اگر میں جانتا ہوتا غیب کی بات کو تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا، اور مجھ کو کبھی سختی نہ پہنچتی۔

جس کا مطلب خانہ ساز یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت کو علم غیب نہیں تھا اسی لئے انہوں نے بہت سی نیکیاں جمع نہیں کیں، اور ان کو بہت سی تکلیفیں پہنچیں اور انہوں نے برائیاں بھی کیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

الجواب

اس آیت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نیکیوں کو کم جمع کرنا اور برائیوں اور تکلیفوں سے ملوث سمجھنا نہ صرف گستاخی ہے بلکہ کفر ہے، کیوں کہ اگر یہ بات بالفرض تسلیم کر لی جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں جمع کرنیوالا اور کون شخص ہوگا، یا حضرت نے کون سی نیکیاں جمع کرنے میں کوتاہی کی، یا کون سی وہ نیکی تھی جو آپ نے نہیں کی، یا کون سی برائی یا کون سی تکلیف آپ کو پہنچی، بلکہ اس سے مراد یہ ہے جو تفسیر روح البیان میں ہے:

خیر سے مراد مال و دولت ہے اور سوء سے مراد تنگی معاش ہے علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں محض تواضع ہے۔

چنانچہ تفسیر خازن اور جمل حاشیہ جلالین میں ہے:

فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جائت احادیث فی الصحیح بذلك وھو من اعظم معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم

فکیف الجمع بینه وبین قوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قوله علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی الله علیه ویقدره لی ویحتمل ان یکون قال ذالك قبل ان یطلعه الله عز وجل علی علم الغیب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے، پھر آیت ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کے کیا معنی ہیں، کیا اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی ادبا اور تواضعا فرمائی، اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا، مگر اللہ تعالے کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے، لو کنت الآیۃ فرمایا گیا ہو، اور علم اس کے بعد عطا ہوا ہو۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ارقام فرماتے ہیں:

وقوله: لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ○ فَاِنَّ الْمَنْفِيَّ عِلْمُهٗ مِن غیر واسطة واما اطلاعه علیه باعلام الله تعالی فامر متحقق قال الله تعالی: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ○

آیت لو کنت میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ○

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے، کہ آیت زیر بحث میں لفظ لو کنت اعلم، اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغے ماضی کے ہیں، جو گذشتہ پر دلالت کرتے ہیں معنی یہ ہے کہ پہلے میں غیب نہیں جانتا تھا، اب میں جانتا ہوں، پس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر زمانہ گذشتہ غیب کو جانتا تو بہت سی نیکیاں جمع کر لیتا، اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی پس اگر معترض کے خیال کے مطابق یہ مان بھی لیا جائے کہ اس آیت سے انکارِ غیب معلوم ہوتا ہے، تو پھر بھی ہمارے مطلب کے مخالف نہیں ہے کیوں کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گذشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے، کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی نیکیاں جمع کر لیتا اور کوئی تکلیف مجھے نہ پہنچتی لیکن اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ مجھے اس کا علم نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ آیت میں اس وقت کا بیان ہے جبکہ حضرت کو (بالفرض) علم غیب نہیں ملا تھا، نہ کہ اسکے بعد کا، کیوں کہ بعد میں آپ کو علم غیب مل گیا تھا، لیکن اگر اس آیت کو منسوخ مان لیا جائے جیسا کہ بعض محققین کی رائے ہے، تو پھر یہ تاویل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدائش سے علم غیب عطا فرمایا تھا، جیسا کہ احادیث سے مصرح ہے۔

کیا حضرت کو مفاتیح الغیب کا علم تھا

الاعتـــــراض

مخالفین غیر اللہ کے غیب دان نہ ہونے کے بارے میں ایک یہ آیت پیش کیا کرتے ہیں، وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورہ انعام رکوع ۷)

اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا، جس کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں ہیں تو پھر حضرت کس طرح غیب دان ہو سکتے ہیں؟

الجواب

بیشک یہ بات سچ ہے کہ بالذات علم الغیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں ہے، لیکن اگر کسی کو کسی چیز کا علم بالواسطہ یعنی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہو جائے تو اس میں اس کی نفی نہیں، ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ بالواسطہ بھی کوئی نہیں جانتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ: اول تو اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم آئے گا۔

دوم: آیات ذیل کے بالکل خلاف ہوگا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۝

اور آیت عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مجتبیٰ مرتضیٰ رسولوں کو غیب پر مطلع کر دیتا ہے، پھر یہ کہنا کہ کیوں کر صحیح ہوگا کہ یہ تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور اٹکل سے کوئی غیب نہیں جانتا البتہ تعلیم الٰہی سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام جانتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں آیت کے تحت میں مرقوم ہے:

قال الجریری لا یعلمها الا هو ومن یطلعه علیهامن صفی وخلیل وحبیب وولی۔

جزیری نے کہا کہ مفاتیح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ تعالی اور وہ شخص جس کو اللہ تعالی ان پر اطلاع دے، خواہ وہ صفی ہو یا خلیل حبیب ہو یا ولی۔

علاوہ اس کے عرائس البیان میں مرقوم ہے:

قوله لا يعلمها الا هو اى لا يعلم الاولون والاخرون قبل اظهاره تعالى ذلك لهم۔

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جانتا۔

اب خود غور کیجئے کہ کیا اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا، بلکہ اس سے صراحۃ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے اظہار کے بعد حضرت کے نام لیواؤں، اولیاء واصفیاء کو بھی ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ اشرف انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

علاوہ ازیں یہ بمنزلہ سالبہ کلیہ کے ہے، اس کا نقیض ایجاب جزئی ثابت ہے، پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ مفاتیح الغیب سوائے اللہ تعالی کے کسی نوع سے کوئی نہیں جانتا تو لازم آتا ہے کہ وہ احادیث صحیحہ جن سے غیر اللہ کا عالم غیب ہونا ثابت ہوتا ہے غلط ہو جائیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل نہیں ہو سکتیں، لہذا یہ عقیدہ کہ کسی نوع سے کسی کو بغیر خدا کے علم مفاتیح الغیب نہیں ہے صراحۃ باطل ہو گیا (اس کے تفصیل کسی اور سوال کے جواب میں کی گئی ہے)

کیا ان پانچ اشیاء مخصوص بالذات باری تعالی کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تھا

الاعتراض

منکرین بڑے دعوے سے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں، کہ ان پانچ چیزوں کا

علم جو آیات ذیل میں ہے، نہ تو کسی نبی کو ہے اور نہ ہی کسی ولی کو ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورہ لقمان رکوع ۴)

بیشک اللہ تعالی ہی ہے جس کو (۱) قیامت کا علم ہے

(۲) اور وہی اتارتا ہے بارش کو

(۳) اور جانتا ہے جو ارحام میں ہے،

(۴) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا کام کے گا کل کو،

(۵) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا،

بیشک اللہ خوب جاننے والا باخبر ہے۔

علاوہ ازیں اس دعوی کے مزید ثبوت کیلئے یہ حدیث بھی پیش کیا کرتے ہیں

عن مسروق قال: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مَا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ أَعْظَمَ الْفِرْيَةِ (رواہ الترمذی)

صحیح ترمذی میں مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا:

جو کوئی یہ کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے، یا کسی علم کو چھپایا ہے یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر آیت مذکور میں ہے تو وہ شخص کذاب جھوٹا ہے۔

الجواب

اس حدیث میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین باتیں بیان فرمائیں،

ایک: تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا،

جس کا جواب یہ ہے کہ تمام محققین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں:

یہ صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی رائے تھی، جس پر صحابہ کرام نے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے مخالف وقوع رؤیت کا اثبات کیا جس کی بحث راقم الحروف نے رسالہ معراج میں شرح وبسط سے کی ہے جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں طبع ہوگا، چونکہ یہ محل بحث سے خارج ہے اس لئے اس کو قلم کی انداز کیا جاتا ہے ،علاوہ ازیں نہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

دوم: یہ کہ حضرت نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔

اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا، ان میں سے کچھ نہیں چھپایا تھا، البتہ اس کو چھپایا، چنانچہ انوار التنزیل میں ہے:

قوله تعالى بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ المراد تبليغ مايتعلق بل صالح العباد وقصد بانزاله اطلاعهم عليه فان من الاسرار الا لهية مايحرم افشائه...... الخ

تفسیر روح البیان جلد۳ میں ہے:

فی الحديث: سألنى ربى ليلة المعراج فلم استطع ان اجيبه فوضع يده بين كتفى بلا تكيف ولا تحديد اى يد قدرته لانه سبحانه منزه عن الجارحة فوجدت بردها فورثنى علم الاولين والآخرين وعلمنى علوما شتى فعلم اخذعهد اعلى كتمه اذ هو علم لايقدر على حمله غيرى وعلم خيرنى فيه وعلم امرنى بتبليغه الى الخاص والعام من امتى وهى الانس والجن والملك كما فى انسان العيون۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا، میں جواب نہ دے سکا، پس اس نے اپنا دست رحمت وقدرت بے تکیف وتحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی سردی پائی، پس مجھے علوم اولین وآخرین دیئے گئے، اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے میں مجھ سے عہد لیا، کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کی برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، اور ایک ایسا علم ہے جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا، اور ایک ایسا علم ہے جس کے سکھانے کا ہر خاص وعام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان وجن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں (مدارج النبوۃ)

پس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہیہ کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اس کا افشاء حرام ہے۔

سوم: یہ کہ پانچ چیزوں کا علم امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ روض النفیر شرح جامع صغیر میں ارقام فرماتے ہیں:

فاما قوله لایعلمها الا هو فمفسر بانه لایعلمها احد بذاته ومن ذاته الا هو لکن قد یعلم باعلام الله تعالی فان ثمه من یعلمها وقد وجدنا ذالك بغیر واحد کما رایناجماعة علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأة و قبله۔

آیت کی تفسیر یہ ہے کہ مفاتیح غیب کوئی خود بخود نہیں جانتا، سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے، اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کرلیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ انموذج اللبیب میں ارقام فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا تھا، مگر حکم ہوا کہ آپ اسے ظاہر نہ کریں!

التفسیرات الاحمدیہ فی الآیات الشرعیہ میں ہے:

ولك ان تقول ان علم هذه الخمسة وان كان لايعلمها احد الاالله لكن يجوزان يعلّمها من يشاء من محبيه واوليائه بقرينة قوله ان الله عليهم خبيرا على ان يكون الخبير بمعنى المخبر۔

یعنی اگرچہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا مگر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست اور اولیاء کو معلوم کرا دے اس قرینے سے کہ۔

ان الله عليهم خبيراO

میں خبیر بمعنی مخبر ہو، پس بذریعہ وحی الہام علم غیب انبیاء و اولیاء کو عطا ہونا ہمارا عین ایمان ہے۔

علامہ شیخ ابراہیم بجوری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں:

ولم يخرج صلى الله عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه الامور الخمسة

نہیں تشریف لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے مگر بعد اس کے کہ معلوم کرا دیا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو (ایسا ہی شنوانی جمع النہایہ میں ارقام فرماتے ہیں)

اور سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ۝

اے میرے حبیب معلوم کرادیا آپ کو وہ جو آپ نہ جانتے تھے،

سوال:

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا امور خمسہ تحت مالم تعلم ہیں یا نہیں؟

جواب:

اگر کہا جائے کہ مالم تعلم میں امور خمسہ داخل نہیں، تو اس کی نقیض تعلم کے تحت میں ضرور داخل ہوں گے، کیوں کہ ارتفاع نقیضین میں امور خمسہ داخل نہیں، کیوں کہ ارتفاع نقیضین محال ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان امور خمسہ یعنی پانچ باتوں کو جانتے تھے......................اور اگر یہ کہا جائے کہ مالم تعلم میں داخل ہے تو پھر علمک سے اس کا علم ہونا ثابت ہوا علاوہ ازیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر کل اشیاء روشن ہو گئیں اور آپ نے اول سے آخر تک کا حال بیان فرمایا آپ کو علم ما کان و ما یکون مرحمت ہوا جیسا کہ صحیح بخاری ترمذی اور نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں مصرح ہے۔

الحاصل مذکورہ بالا روایات سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آیت میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔

اب ان امور خمسہ کے علم ہونے کی نسبت چند شہادتیں اور واقعات بیان کئے جاتے ہیں تا کہ منکرین اور مخالفین کے لئے اتمام حجت ہو اور ہم عقیدہ اشخاص کے لئے پختگی ایمان اور یقین کامل کا باعث ہو اللہ تعالیٰ نہ ماننے والوں کو رشد ہدایت بخشے، تا کہ وہ انکار حقائق کے گناہ سے محفوظ رہیں!

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت کو قیامت کے وقوع کے علم ہونے کا ثبوت

حضور سرور دارین علیہ الصلاۃ والسلام کو قیامت کے وقوع کا علم تھا، چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۲ زیر آیت يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا، کے مرقوم ہے

قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينا فى الحصر فى الاية كما لا يخفى۔

امام نوری رحمہ اللہ علیہ شرح اربعین میں ارقام فرماتے ہیں:

فان قيل قوله صلى الله عليه وسلم بُعِثْتُ اَنَاوَالسَّاعَةِ كَهَاتَيْنِ يدل على ان عنده منها علما والايات تقتضى ان الله تعالى منفرد بعلمها فالجواب كما قال الحليمى ان معناه انا النبى الاخير فلا يلينى نبى آخر وانما تلينى القيمة والحق كما قال جمع ان الله سبحانه وتعالى لم يقبض نبينا عليه الصلاة والسلام حتى اطلعه على كل ما ابهمه عنه الا انه امره بكتم بعض الاعلام ببعض۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا وقت بتعلیم الہی معلوم تھا، بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو تمام چیزوں کا علم دے کر اس عالم سے اٹھایا جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا، مگر یہ کہ آپ کو بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۷ میں مرقوم ہے:

لا يعلم متى تقوم الساعة (احد) الا الله الا من ارتضى من رسول

فانه یطلعه علی ما یشاء من غیب والولی تابع له یأخذ عنه۔

یعنی کوئی شخص قیامت کا علم جانتا نہیں ہے، مگر جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اس کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں:

ذهب بعضهم الی انه صلی الله علیه وسلم اوتی علم الخمس ایضاً و علم وقت الساعة والروح وانه صلی الله علیه وسلم اُمِر بکتم ذلك۔

علمائے محققین ارشاد فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے، اور قیام قیامت اور روح کا علم بھی دیا گیا، مگر ان دونوں کے پوشیدہ رکھنے کا حکم کیا گیا، اللہ تعالیٰ منکروں کو ہدایت بخشے!

آنحضرت کو مینہ برسنے کا علم ہونا ثابت

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مینہ برسنے کا بھی علم تھا، چنانچہ ترمذی شریف میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا یَکُنْ مِّنْهُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا، جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا۔

مشکوۃ شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا کَاَنَّهُ الطَّلُّ فَیَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ

جب سب آدمی مرجائیں گے، تو اللہ تعالیٰ مینہ کو بھیجے گا، گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت بتلائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے، کیا یہ غیب نہیں؟ تو اور کیا ہے؟

از خدا خواہم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

اولیاء کو مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت ہونا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بدولت یہ نعمت تو آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے، چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے:

میں نے اولیاء اللہ سے یہ بات کثرت سے سنی ہے کہ کل کو مینہ برسے گا، یا رات کو پس ٹھیک اسی روز اور اسی وقت مینہ برستا ہے اور نیز ہم نے سنا ہے کہ یحیٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ولی اللہ کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا کہ یہ بزرگ جو دفن کئے گئے وہ ولی اللہ ہیں، یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسادے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا ،تو بادل کا نام ونشان نہ تھا، تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ تمام آسمان ابر آلود ہے اور آناً فاناً موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، ہم سب بھیگتے ہوئے واپس گھر آئے۔

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است   فانی است گفت اوگفت خدا است
دست پیر است غائباں کوتاہ نیست   قبضہ اش جز قبضہ ء اللہ نیست

آنحضرت کو مافی الارحام کے علم کا ثبوت

۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مافی الارحام کا بھی علم تھا، یعنی قبل پیدا ہونے کے آپ بتادیتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے

کی خبر بتلائی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے جبکہ نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں ہوتا، بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔

۲) ایسے ہی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر پہلے دی چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل رضی اللہ عنہا وارد ہے:

ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج رات ایک نہایت مہیب اور مکروہ خواب دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ کیا ہے، عرض کیا کہ وہ بہت ہی مکروہ ہے آپ نے فرمایا بتلاؤ کیا ہے، میں نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک ٹکڑا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جسم سے کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ خواب تو بہت اچھا ہے انشاء اللہ تعالی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، اور تیری گود میں ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳) خطیب اور ابو نعیم نے دلائل میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا:

مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِهٖ فَأْتِيْنِيْ۔

یعنی میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ان دنوں میں حاملہ تھی آپ نے ارشاد فرمایا:

تیرے پیٹ میں لڑکا ہے، لہٰذا جب وہ پیدا ہوا تو اسے میرے پاس لانا!

فَلَمَّا وَلَدْتُ اٰتَيْتُهٗ فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي الْيُسْرٰى وَاَلْهَهٗ

یبی بقیہ۔

اس عورت نے کہا کہ جب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت اور اپنا لب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔

کیا یہ غیب نہیں ہے تو اور کیا ہے، اللہ تعالی ان عقل کے مدعیوں کو ہدایت بخشے،

اولیاء اللہ کو مافی الارحام کا علم ہونا

۴) تفسیر عرائس میں وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ کے تحت مرقوم ہے:

وسمعت ایضا من بعض اولیاء الله انه اخبر ما فی الرحم من ذکر و انثی و رایت بعینی ما اخبر ۔

اور میں نے بعض اولیا اللہ سے یہ بھی سنا ہے کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ می لڑکا ہے یا لڑکی، اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

۵) بستان المحدثین میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمے زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید، شیخ فرمودہ از پشت تو فرزندے خواجہ برآمد کہ بعلم خود دنیارا پر کند۔

شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، ایک روز بے قرار اور پریشان ہو کر شیخ کی خدمت اقدس میں جا کر عرض معروض کی، شیخ نے فرمایا:

تیری پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی۔
چنانچہ آپ کی پیش گوئی کے مطابق امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔

۲) حیوۃ الحیوان اور مستدرک اور ابن ہشام کی سیرت میں مروی ہے:

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو، میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری نالائق حرکت کا نتیجہ ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خاموش، وہ اعرابی حیرت میں رہ گیا۔

اب ذرا انصاف فرمایئے کہ ایک ولی اللہ کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا، اور اس کا علم الغیب ہونا بھی معلوم، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے، افسوس ایسی عقل ودانش پر، اللہ تعالیٰ ان عقل کے دعواداروں کو چشم حق بین عطا فرمائے!

مسلمانو! اگر علم مافی الارحام کے یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو بھی معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی، تب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت شریف کا اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی مطلب ہے، لیکن اگر یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط اور سراسر جہالت ہے کیوں کہ احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے، پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے، پھر مضغہ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو بھیجتا ہے کہ وہ فرشتہ لکھتا ہے کیا عمل کرے گا، اور اس کی کتنی عمر ہے، اور شقی ہے یا سعید چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوۃ شریف کے باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہے، یہ ہیں:

ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ۔

اس سے ثابت ہے کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا، اور کب مرجائے گا اور کل کیا عمل کرے گا، کل تو در کنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے، طرفہ تر یہ کہ خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں، اور ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں، چنانچہ تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں: جس کو ہم اولیاء اللہ کے غیب دان ہونے کے باب میں لکھ آئے ہیں، فلیرجع ان یشاء۔

اللہ تعالی اہل طلب کو چشم بصیرت عطا فرمائے، تا کہ غلط راستہ پر چلنے سے بچ جائیں۔

از خدا خوہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت کو کل کی بات کے علم کا ثبوت

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کل کی بات کا علم تھا، چنانچہ مشکوۃ شریف میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرِیْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ...... الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کی قتل گاہیں ہم کو دکھائیں کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرپڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص، چنانچہ جس طرح حضرت نے فرمایا

تھا ویسا ہی ہوا۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو معلوم تھا، کہ کل کیا ہوگا، دوسرے یہ کہ حضرت کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کب کہاں اور کس جگہ مرے گا، یعنی مافی غداور بای ارض تموت کا علم اللہ تعالی نے مرحمت فرمایا تھا۔

عن سهل بن سعد اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدًا وَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطِيَهَا فَقَالَ: اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ؟

قَالُوْا: هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ .... الحديث (صحیحین)

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ فتح ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں، جب صبح ہوئی تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اس خیال سے کہ ہمیں جھنڈا دیں،

آپ نے فرمایا: کہاں ہیں علی؟

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ان کو بلاؤ!

چنانچہ جب وہ آئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں پر

لگایا جس سے وہ فوراً اچھے ہو گئے، پھر ان کو جھنڈا دیا۔

غور کا مقام ہے کہ جب کوئی کسی نوع سے مفاتیح الغیب جانتا ہی نہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی بات کی خبر کیسے دی؟ پس یا تو یوں کہو کہ حدیث غلط ہے یا یوں کہو کہ آیت کا جو مطلب تراشا گیا ہے، وہ غلط ہے کیوں کہ دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اجتماع نقیضین محال ہے حدیث تو کسی صورت میں بھی غلط ہو نہیں سکتی، لہٰذا منکرین کا تراشا ہوا مطلب کہ ''سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی طور سے نہ بالذات نہ بالواسطہ کوئی جانتا ہی نہیں،، سراسر غلط ثابت ہوا۔

عن سهل بن الحنظلة: أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوْا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ فَارِسٌ۔

فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ أَبِيْهِمْ بِظَعْنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اِجْتَمَعُوْا إِلٰى حُنَيْنٍ۔

تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ:

تِلْكَ الْغَنِيْمَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ غَدًا إِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (رواہ ابوداؤد)

ابوداؤد میں سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

صحابہ کرام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ شام ہو گئی پس ایک سوار نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنے اونٹوں اور مال و اسباب کے ساتھ حنین کی طرف جمع ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

انشاء اللہ تعالیٰ یہ کل کے روز مسلمانوں کی غنیمت ہے، یعنی ہمیں کل ان پر فتح ہو گی اور سب مال و اسباب مسلمانوں کے لئے غنیمت ہو جائے گا۔

اس حدیث سے صراحتہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کل کی خبر تھی مسلمانوں کل کی خبریں دینا تو در کنار بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تو قیامت کی خبریں پہلے ہی دے دی تھیں، چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب معجزات میں عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انہوں نے کہا: ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر ظہر تک خبطہ پڑھا پھر اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک خطبہ پڑھا، پھر اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر چڑھ کر غروبِ آفتاب تک خطبہ پڑھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دے دی، پس ہم میں سے وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے (تفصیل کے لئے اسی کتاب کا تیسرا باب مطالعہ کرو!)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قیامت تک کے تمام حالات اور واقعات بتلادئے، کیا اب بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا، اللہ تعالی ان عقل کے مدعیوں کو چشم بیں عطا فرمائے تا کہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا آپ کے عدم علم غیب پر دال ہے کہ حضرت نے ان لڑکیوں کو روکا جو آپ ﷺ کو غیب داں کہہ رہی تھیں؟

اعتراض

بعض لوگ ذیل کی حدیث سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا عدم علم غیب

ثابت کرتے ہیں۔

عن الربیع قالت: جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِكَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَافِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ (رواہ البخاری ومشکوۃ فی باب اعلان النکاح)

صحیح بخاری میں ربیع رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب میری شادی ہوئی تھی پھر میرے پاس مسند پر بیٹھے، جیسا تو میرے پاس بیٹھا ہے، سو وہیں ہماری کچھ لڑکیوں نے دف بجانا شروع کی اور ان لوگوں کا ذکر کرنے لگیں جو بدر میں ہمارے بڑے بوڑھے مارے گئے تھے، ان میں سے ایک یہ کہنے لگی کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دو اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔

پس اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا اسی لئے آپ نے ان لڑکیوں کو جو یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات کو جانتا ہے ایسا کہنے سے روک دیا؟

الـــجـــواب

اس سے پہلے سوال کے جواب میں شرح وبسط کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی غد بتادیا، اور آپ کو اس کا علم تھا، لہٰذا اس اعتراض کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، مگر مزید تحقیق کے لیے مرقاۃ المفاتیح

سے اس کی شرح نقل کی جاتی ہے۔

وانما منع القائلة بقولها وفينا نبى الخ، الكراهة نسبة علم الغيب اليه لانه لايعلم الغيب الاالله وانما يعلم الرسول من الغيب ما اعلمه اولكراهة ان يذكر فى اثناء ضرب الدف واثناء مرثية القتلى لعلو منصبه عن ذالك۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس لئے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی، درآنحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ دف بجانے میں آپ کا ذکر کیا جائے، یا مقتولین کا مرثیہ گانے میں آپ کی ثناء کی جائے اس لئے کہ یہ آپ کے علو منصب کے خلاف ہے۔

علاوہ ازیں اگر جواری کا ایسا کرنا شرک ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے نہ تو تجدید اسلام کرائی اور نہ ہی توبہ، تو اس سے ظاہر ہوا کہ آپ کو غیب داں جاننا شرک نہیں ہے بلکہ آپ کے ان کو منع کرنے میں وہ حکمت مضمر ہے، جو اوپر بیان کی گئی

کیا اب فریق ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے؟ اللہ تعالی ان لوگوں کو رشد وہدایت بخشے تا کہ وہ ضد کی عادت سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب

علاوہ ازیں زرقانی جلد۶ میں حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد موجود ہے جس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے کل کا علم ثابت ہوتا ہے، چنانچہ وہ اشعار یہ ہے:۔

نبی یری مالایری الناس حوله ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد

فان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی صحوۃ الیوم او غد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اشعار کو حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے سن کر انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت مضمون پر دال ہے اور علم مافی غد کا اس میں بھی اثبات ہے، جیسا جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہی ہیں:

''وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی،،

یعنی حضور آج اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ کو اس سے منع نہ فرمایا، پس اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا، یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے؟

عرائس البیان جلد۲ میں مرقوم ہے:

ربما سمعت واقعۃ غد منہم قبل المجیئ

یعنی میں نے اولیاء اللہ سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اس دن کے سنا ہے۔

میں (راقم الحروف) نے اپنے والد ماجد مولوی مست علی صاحب نقشبندی مرحوم و مغفور کے راسخ الاعتقاد مریدوں سے سنا ہے کہ آپ سینکڑوں باتیں وقوع سے پہلے بتا دیا کرتے تھے آپ زود تاثیری میں بے نظیر تھے آپ کی توجہ سے موافق اور مخالف دونوں کو وجد آ جاتا تھا، جو آج کل عنقا ہو گیا ہے ان کے قلب کی وہ صفائی تھی کہ دوست دشمن کو پہچان لیتے تھے اور کئی طرح کے آئندہ آنے والے واقعات پہلے ہی بتلا دیا کرتے تھے آپ کے بعض مجربات عملیات عامل بنانے والی کتاب میں درج کئے گئے ہیں جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں شائع ہو گی۔

اولیاء اللہ کو اپنے مرنے کی جگہ کا علم

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غلاموں یعنی اولیاء اللہ کو بھی مرنے کی جگہ معلوم ہوتی ہے، چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں مرقوم ہے:

اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا، اور انہیں میں سے ابو غریب اصفہانی رحمہ اللہ بھی ہیں، کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبداللہ بن حنیف رحمہ اللہ تعالی کے زمانہ میں سخت بیمار ہو کر کہنے لگے:

"اگر میں شیراز میں مروں تو تم نے مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا ہے میں نے اللہ تعالی کی جناب عالی میں درخواست کی ہے کہ میں طرطوس میں جا کر مروں"

چنانچہ وہ تندرست ہو گئے، اور کچھ عرصہ کے بعد طرطوس جانے کا اتفاق ہوا، جہاں وہ بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔

دیکھئے ان کو کیسا یقین تھا کہ مجھے طرطوس جا کر موت آئے گی، اسی لئے آپ نے دعوی فرمایا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں، تو تم نے مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا ہے، جس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے شیراز میں ہرگز موت نہیں آئے گی بلکہ جہاں میری خواہش ہے میں وہاں ہی جا کر مروں گا۔

کیا اب بھی کسی کو شک وشبہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بتعلیم الہی بھی حاصل نہ تھا جب کہ آپ کے امتیوں اور نام لیوؤں کو یہ نعمت حاصل تھی،

غرض قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں ان سے نفی اس علم کی مقصود ہے جس پر دلیل نہیں جو اللہ تعالی نے خود تعلیم فرمائے ہیں ان کی

نفی کیوں کر ہوسکتی ہے؟

مسلمانو! خوب یادرکھو کہ اس نے جس کو تعلیم کیا اس کے سامنے تمام اشیاء ظاہر ہیں، ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الہی کسی کو نہیں تو بیشک دبے قیل وقال تسلیم ہے یا اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سراسر جہالت ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے ان اشیاء کا علم کسی کو عطا ہی نہیں کیا تو یہ گمراہی اور ضلالت ہے۔

دیکھیے: مشکوۃ شریف کی کتاب الایمان میں مروی ہے کہ جب جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم سے وقت قیامت دریافت کیا تو آپ نے مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فرما کر یہی آیت تلاوت فرمائی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے اشعۃ اللمعات میں رقم کیا ہے

”مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا راندانند، آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند، گرآنکہ وے تعالی از خود کسے را بوحی والہام بداناند۔

ان پانچ چیزوں کو بالذات کوئی نہیں جانتا مگر وہ لوگ جن کو اللہ تعالی نے اپنی جانب سے بذریعہ وحی والہام معلوم کرائے۔

پس ایک معمولی سمجھ والا بھی ان روایات سے سمجھ سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے یہ علم تعلیم فرمادیا، اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اس شخص سے ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو، فتدبروا یا اولی الابصار۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب



کیا حضرت کو روح کی حقیقت کا علم تھا

اعتـــــــراضـــــــ

بعض جہلاء آیت ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاO سے یہ بات ثابت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا؟

جـــــــواب

تعجب ہے ان لوگوں کی عقل وسمجھ پر بھلا اس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا، آیت کا ترجمہ یہ ہے:

''اے میرے حبیب تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے،،

اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا، کہ حضرت کو اس کا علم نہ تھا، چنانچہ اس دعوے کی تائید میں علمائے سلف کے زریں اقوال ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱) امام محمد غزالی رحمہ اللہ تعالی احیاء العلوم میں ارقام فرماتے ہیں:

ولا تظن ان ذلك لم يكن مشكوفالرسول الله صلى الله عليه وسلم فان من لم يعرف الروح فكانه لم يعرف نفسه فكيف يعرف الله سبحانه ولايبعد ان يكون ذلك مشكوفا لبعض الاولياء والعلماء۔

یعنی گمان نہ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں پہچانتا تو گویا وہ خود کو نہیں پہچانتا تو وہ اللہ تعالی کو کیوں کر پہچان سکتا ہے، اور یہ بعید نہیں کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو۔

(۲) امام غزالی رحمہ اللہ تعالی رسالہ مضنون صغیر میں ارقام کرتے ہیں:

هذا سوال عن سر الروح الذی لم یوذن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی کشفه لمن لیس اهلا له،

یہ سوال ایک ایسے راز کے متعلق تھا جس کو ایسے لوگوں پر ظاہر کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لئے اجازت نہ تھی جو اس کے اہل نہ ہوں۔

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی مدارج النبوۃ جلد دوم میں ارقام فرماتے ہیں:

چگونہ جرءت کند مومن عارف کو نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند وداده است او را حق سبحانہ وتعالی علم ذات وصفات خود فتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین وآخرین، روح انسانی چہ باشد کہ در جب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدا،

مومن عارف کیسے یہ کہنے کی جرءت کرسکتا ہے کہ سید المرسلین و امام العارفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت روح معلوم نہ تھی، حالانکہ حق سبحانہ وتعالی نے آپ کو علم ذات وصفاتِ خود عطا فرما رکھا ہے اور علوم اولین وخرین سے کما حقہ بہرہ ور بنایا ہوا ہے، انسانی روح کی حقیقت کا جاننا تو آپ کے علوم کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسا ایک قطرہ دریا کے مقابلہ میں یا ایک ذرہ ایک وسیع جنگل کے مقابلہ میں۔

ان روایات سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ روح کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم کے بحر کا ایک قطرہ ہے، تو پھر کس طرح کوئی عقل کا دعویدار یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا، اللہ تعالی ان کور باطنوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے تا کہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں، وما علینا الا البلاغ۔

کیا حضرت کو تمام انبیاء کی صحیح تعداد معلوم تھی

اعتـــــــراضــــــ

بعض جہلاء یہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں، کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شئے کا علم دیا جانا تسلیم کیا جائے تو آیت، وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ○ کے خلاف ہوتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں۔

''اور ہم نے بھیجے تھے بہت پیغمبر تجھ سے پہلے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جن کے احوال ہم نے تجھ کو سنا دئے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا قصہ تجھ کو نہیں سنایا،،

لہذا وہ تمام چیزوں کے عالم کیوں کر ہو سکتے ہیں؟

جـــــــواب

افسوس ہے ان لوگوں کی روش پر کہ وہ کرید کرید کر ایسی باتیں نکالتے ہیں جن سے حضرت کی تنقیص شان ثابت ہو، اللہ تعالی ہدایت بخشے، سنئے آیت زیر بحث کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی جلی کے یہ قصہ نہیں بیان کیا، بلکہ بواسطہ وحی خفی کے حضرت کو مطلع فرمایا ہے:

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی مرقات جلد اول میں ارقام فرماتے ہیں:

عن الامام احمد عن ابی امامة عن ابی ذر قلت:

یا رسول اللہ! کم وفاء عدة الانبیاء؟

قال: مائة الف واربعة وعشرون الفا، الرسل من ذلك ثلاث مأة و

خمسة عشر۔

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! انبیاء کرام کی صحیح تعداد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں تین سو پندرہ رسول ہیں۔

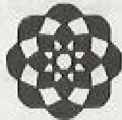
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کل انبیاء کی تعداد معلوم تھی، ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث سے تو بے شک ثابت ہوا کہ آپ کو کل انبیاء کی تعداد معلوم تھی، مگر آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کو بعض کی خبر نہ تھی، تو حدیث اور آیت میں منافات ہوئی، اس لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وهذه الآية فی قوله تعالی وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ لان المنفی وهو التفصيل والثابت هو الاجمال والنفی مقيد بالوحی الجلی والثبوت محقق بالوحی الخفی۔

حدیث مخالف آیت نہیں کیوں کہ نفی تفصیل کی ہے اور ثبوت علم اجمالا ہے یا نفی وحی جلی کی ہے اور ثبوت وحی خفی سے ہے، اب منافات جاتی رہی غرض آیت میں جو نفی ہو رہی ہے کہ بعض کا قصہ ہم نے نہیں بیان کیا تو یہ معنی کہ یا تو تفصیلا نہیں بیان کیا یا یہ کہ وحی جلی کے ساتھ نہیں بیان کیا، مگر وحی خفی سے آپ کو معلوم ہے۔

پس باوجود ایسے صریح دلائل کے اگر کوئی ضدی آدمی نہ مانے، تو وہ جانے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب



کیا شیطان لعین حضور سے زیادہ علم والا ہے

اعتراض

بعض جہلا یہ بھی کہا کرتے ہیں:

شیطان لعین کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے، کیوں کہ شیطان کا علم منصوص ہے۔

جواب

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ! شیطان مردود کی وسعت علم کو نصوص قطعیہ سے ثبت جاننا، اور عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کو شیطان کے علم سے کم کہنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی صرح توہین ہے، جو موجب کفر ہے کیوں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تمام مخلوق سے زیاہ عالم ہیں، سنیے۔

صحیح مسلم میں عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس چیز کی خبر دی جو ہو چکی اور جو ہونے والی ہے۔

مواہب لدنیہ میں مرقوم ہے:

اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ (خصائص کبری للسیوطی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک اللہ تعالی نے دنیا کو میرے سامنے کیا پس میں اس کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، مثل اپنے کف دست کے دیکھ رہا ہوں۔

تفسیر نیشاپوری میں زیر آیت فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ کے لکھا ہے:

والظاهر انها اسرار وحقائق ومعارف لا يعلم ومعارف لايعلمها الاالله ورسوله۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ما اوحی وہ اسرار حقائق ومعارف ہیں جن کو سوائے اللہ اور اس کے رسول کے کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر مدارک وخازن وغیرہ میں ہے:

وعلمك من خفيات الامور واطلعك على ضمائر القلوب۔

یعنی اے حبیب تم کو امور مخفیہ سکھا دئے اور دلوں کے بھید سے آگاہ کر دیا۔

غرض علمائے محققین ومدققین نے بشہادت قرآن وحدیث تصریح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون حاصل ہے جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا میں، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوۃ میں تصریح کی ہے کمامر۔

الحاصل جو شخص باوجود اتنے دلائل کے پھر بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو شیطان مردود سے علم میں کمتر سمجھے،، تو وہ بلاشبہ سخت غلطی کا مرتکب ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں دہد



کیا اللہ تعالی کے بتلانے سے انبیاء اولیاء غیب داں ہوں سکتے ہیں

اعتـــــــــراضـــــــــ

بعض لوگ اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ آیات ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی جس برگزیدہ رسول کو چاہتا ہے اپنا غیب بتلا دیتا ہے:

(۱) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝

وہ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرمالیا کسی رسول کو (سورہ جن رکوع ۲)۔

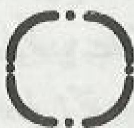
(۲) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۝

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلادے غیب کی باتیں لیکن چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے (سورہ آل عمران رکوع ۸)

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالی غیب کو بتلاتا ہے تو کیا اس کے بتلانے سے غیب کا علم بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

جـــــــواب

بیشک اللہ تعالی کے بتلانے پر غیب کا علم ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر علم غیب کا اطلاق بھی اسی معنی میں ہے، ہاں اگر اللہ تعالے کے بتلانے پر بھی غیب کا علم نہیں ہوتا تو جہل نبوی اور عجز خداوندی لازم آتا ہے، جو صریحا کفر والحاد ہے



کیا اللہ تعالے کے بتلانے سے علم غیب غیب نہیں رہتا؟

اعتــــــــراض

بعض مخالف لوگ آیات مذکورہ بالا سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ علم غیب اللہ تعالی کے بتلانے کے بعد غیب نہیں رہتا، بلکہ وہ غیب ظاہر ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کو علم ظاہر کہنا چاہیے، نہ کہ علم غیب۔

جــــــواب

یہ کیسی غلط فہمی اور مغالطہ ہے کہ جس غیب کو اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ بندوں پر ظاہر فرمادیا، وہ علم غیب غیب ہی نہ رہا، بلکہ وہ علم ظاہر ہو گیا، لہٰذا وہ لوگ غیب داں نہیں کہلا سکتے، بلکہ ہماری طرح ظاہر داں ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ان لوگوں کے اس بیہودہ استدلال سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معاذ اللہ خداءِ تعالی کو بھی عالم الغیب نہ کہنا چاہیے، کیوں کہ اس کے علم سے کوئی ذرہ چھوٹا ہو یا بڑا زمین میں ہو یا آسمان میں پوشیدہ نہیں ہے سب ظاہر ہے۔

چنانچہ سورہ سبا میں ارشاد ہوتا ہے:

عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ○ سورہ سبا آیت ۳

اس آیت سے لوح محفوظ بھی غیب داں ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے کتاب مبین میں چھوٹا بڑا سب کچھ لکھ دیا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی بھی معاذ اللہ غیب داں نہ رہا، اور لوح محفوظ بھی نہ رہی، افسوس ہے ان لوگوں کی

سمجھ پر کہ قرآن مجید کی تحریف کرنے سے باز نہیں رہتے، اور اپنے من گھڑت معنی کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔

غرض اس آیت سے کیسا اچھا سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے اپنی صفت علم غیب کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہم پر سب کچھ ظاہر ہے معلوم ہوا کہ ہمارے اعتبار سے وہ عالم الغیب ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اپنے اعتبار سے غیب داں کہتے ہیں، پس اس استدلال سے کسی طرح کا اشکال نہ رہا۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غیب کی باتیں تو کھلم کھلا صحابہ کو بتلادیں لیکن بعض باتیں صرف خواص پر ہی ظاہر فرمائیں، اور بعض باتوں کا اظہار نہیں فرمایا:

بعض غیب کا خاص پر ظاہر فرمانا اور عوام سے پوشیدہ رکھنا

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ قال: حَفِظْتُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَبَثَثْتُہٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُہٗ قُطِعَ ھٰذَا الْبُلْعُوْمُ (رواہ البخاری)

''صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علمی ظروف محفوظ کیے تھے، جن میں سے ایک کو تو پھیلا چکا اور دوسرے کو اگر بیان کروں تو یہ حلق کاٹ دیا جائے''۔

اس راز کو اہل عرفان ہی سمجھتے ہیں۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا　　دامن رہبر بگیر و پس بیا

کیا ہم بھی رسول کی مثل غیب داں ہیں

اعتراض

بعض جہلا یہ بھی کہا کرتے ہیں، کہ جن آیات سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں کہا جاتا ہے، ان آیات کی رو سے ہم بھی غیب داں ہیں چنانچہ بہت سی غیب کی باتیں ہم بھی جانتے ہیں، مثلا امام مہدی کا آنا، نزول مسیح، اور دجال کا آنا اور دیگر بہت سی چیزیں جو بہشت اور دوزخ میں ہوں گی، ہمیں قرآن مجید اور احادیث شریف میں حضرت کے وسیلہ سے معلوم ہوتی ہیں۔

جواب

معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہم بھی غیب داں ہو جائیں، کیوں کہ بالواسطہ ہمیں بھی بہت سی چیزوں کی خبر ہے، پس جب ہم اپنے آپ کو غیب داں نہیں کہلا سکتے ہیں، تو بھلا حضرت کو کس طرح غیب داں کہہ سکتے ہیں۔

مطلب یہ کہ بالواسطہ غیب دانی سے غیب دان نہیں ہو سکتا، نعوذ باللہ من الحور بعد الکور ، افسوس صد افسوس ان عقل کے اندھوں پر اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض لوگ اپنا بھائی کہتے ہیں، اور نیز یہ کہ ان میں اور ہم میں بہت تھوڑا سا فرق ہے، کہ آپ کو تو اللہ تعالی نے بتلا دیا اور ہمیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اطلاع دی، پس نہ آپ کو علم غیب تھا اور نہ ہمیں علم غیب ہے، علی ہذا القیاس نہ اللہ تعالی کو علم غیب ہے (نعوذ باللہ) کیوں کہ اس نے انبیاء واولیاء کو سب کچھ بتلا دیا اور لوح محفوظ پر لکھ دیا۔[1]

---

[1] تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمعیل۔

مسلمانو! انصاف سے کہیے کہ کیا ان باتوں سے ایمان رہتا ہے یا جاتا رہتا کیا ایمان داری اسی کا نام ہے، جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معجزہ ہو اور جس کے باعث اعزاز شان مصطفوی ہو وہ آپ کے نزدیک کچھ نہیں، اللہ تعالی ان عقل کے اندھوں کو نور بصیرت عطا کرے۔

مسلمانو! علم وہ شئے ہے جس کے باعث آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ملائکہ پر فخر حاصل ہوا، جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ......الخ

تفسیر کبیر جلد اول میں ہے کہ یہ آیت فضیلت علم پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ کمال خلقت آدم کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالی نے علم عنایت کیا، اگر علم سے بڑھ کر کوئی شئے ہوتی تو اظہار فضل میں وہی وجو باپیش ہوتی، معلوم ہوا کہ علم ایک بڑی نعمت ہے، کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو ملائکہ کا مسجود بنایا گیا، اور فرشتوں نے بسبب قصور علم کے کہا: سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا یعنی پاک ہے تو نہیں علم ہم کو مگر جتنا تو نے سکھلایا۔

تفسیر خازن میں زیر آیت اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے مرقوم ہے:

مگر جس کو رسالت و نبوت کے لئے برگزیدہ کرتا ہے پس ظاہر کرتا ہے اوپر اس کے اس چیز سے کہ چاہتا ہے اسے یہاں تک کہ اس کی نبوت کے دلیل ہو جائے ساتھ اس کے جو غیب سے خبر کرتا ہے پس یہ غیب دانی اس رسول کے واسطے معجزہ اور نشانی ہوتی ہے نبوت پر۔

معلوم ہوا کہ یہ غیب دانی باعلام الٰہی انبیاء کے لئے معجزہ اور علامت و نشانی نبوت ہے۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جو شئے باعث افتخار نبی کریم علیہ الصلاۃ و

السلام اور معجزہ ونشانی نبوۃ کی ہواس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ہم بھی بہت سی چیزیں جانتے ہیں، اللہ تعالی ان عقل کے مدعیوں کو رشد وہدایت بخشے، تا کہ وہ آخرت میں عتاب الٰہی سے بچ جائیں۔

علاہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت اور دوزخ اوران کے عذاب وثواب اور ملائکہ اوران کی شکل وشباہت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، جواب تک عوام کیا خواص کے نزدیک بھی غیب ہے، گویا ہزاروں قسم کی غیب کی باتیں آپ کو معلوم تھیں، جن میں سے بعض کو تو آپ نے عوام الناس کو بتلا دیا، بعض صرف خواص ہی کو بتائیں، اور بعض کو کسی پر ظاہر نہیں فرمایا جس کا ذکر ہم اس رسالہ میں کر چکے ہیں، غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نسبت غیب داں ہیں اور اللہ تعالی علام الغیوب۔

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضرت کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی

اعتراض

بعض لوگ عموما یہ کہا کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو زندگی میں اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی، چنانچہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خود ہی علم غیب کی نفی کو یوں اقرار کرتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (صحیح بخاری)

خدا کی قسم مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، اور تمہارے ساتھ کیا، حالانکہ میں رسول اللہ ہوں،

علاوہ ازیں قرآن مجید میں بھی یہی مضمون ہے:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (سورہ احقاف رکوع ۱)

کہہ دو! کہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا، اور میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے گا، میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔

تو پھر اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا۔

جـــــــواب

آیت اور حدیث دونوں میں لفظ ادری ہے جو درایت سے مشتق ہے، اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں۔

چنانچہ ردالمختار میں ہے:

(والراجح الدراية) بالرفع عطفا عن الاشبه اى الراجح من جهة الدراية اى ادراك العقل بالقياس على غيره۔

تو اب معنی یہ ہوئے کہ میں اپنی عقل سے نہیں جانتا اور بتعلیم الٰہی جاننے کا انکار آیت وحدیث کے کسی لفظ سے نہیں نکلتا، مگر معترض نے اتنا نہیں سمجھا کہ اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ تعالی کی رضا جوئی دنیا میں ہی آیت قرآن سے ثابت ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا کہ اگر میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوں گا، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور معلوم تھا کہ آپ کیساتھ کیا معاملہ ہوگا۔

علاوہ ازیں آیت زیر بحث منسوخ ہے، چنانچہ ملا عبد الرحمٰن بن محمد دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ رسالہ ناسخ منسوخ میں ارقام فرماتے ہیں: قولہ تعالیٰ:

مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ...... الآیۃ نسخ بقولہ تعالی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ...... الآیۃ

آگے چل کر لکھتے ہیں:

سورۃ الفتح وفیھا ناسخ ولیس فیھا منسوخ فالناسخ قولہ تعالی لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ...... الآیۃ والمنسوخ قولہ تعالی مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ...... الآیۃ

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا، کہ آیت مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ...... الآیۃ منسوخ ہے، اور اس کا ناسخ انا فتحنا لک فتحا مبینۃ الآیۃ جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا پروردگار دنیا اور آخرت میں کیا کرے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری

لِّیَغْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ تو صحابہ نے عرض کیا ھَنِیْئًا لَّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ بَیَّنَ اللّٰهُ مَاذَا یُفْعَلُ بِكَ۔

یعنی حضور کو مبارک ہو کہ البتہ تحقیق اللہ تعالے نے بیان کر دیا کہ حضور آپ کے ساتھ کیا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سورہ والضحی میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ○

یعنی اور البتہ آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

سورۃ والضحی میں ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

یعنی عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

سورۃ تحریم میں ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ○

یعنی جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے، ان کا نور دوڑ رہا ہوگا، ان کے آگے اور ان کے دائیں۔

اللہ تعالی سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸ میں ارشاد فرماتا ہے:

عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ○

یعنی عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب آپ کی حمد کریں گے۔

صحیح ترمذی میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگوں کا حشر ہوگا تو

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا يَئِسُوا، الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّي يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ۔

سب سے پہلے میں قبر سے باہر آؤں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور جب وہ سب روانہ ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ چپ ہوں گے اور میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روکے جائیں گے، میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا جب وہ نہ امید ہوں گے، کرامت (عزت دینا) اور

چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہو، بارگاہ رب میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زیادہ ہے، ایک ہزار خدمت گار میرے اردگرد طواف کریں گے گویا وہ گردوغبار سے پاکیزہ انڈے محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

منکرین اگر ذرا عقل سلیم سے آیات اور احادیث مذکورہ پر غور کریں تو ان کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ حدیث زیر بحث واقعی منسوخ ہے، اور ہمارا اعتراض اور شک محض جہالت کی وجہ سے ہے اللہ تعالی حقیقی سمجھ عطا فرمائے!

اب رہا یہ اعتراض کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ تو سنو! اللہ تعالی اس بارے کیا ارشاد فرماتا ہے:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا۝ سورہ فتح/۵۔

یعنی تاکہ اللہ تعالی ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور تاکہ ان سے ان کے گناہ مٹا دے، اور یہ اللہ تعالی کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت سے صراحۃً ثابت ہوا کہ اللہ تعالی مومنین کو بہشت میں داخل کرے گا۔ کیا ایسے صریح اور بیّن دلائل کے باوجود کوئی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت یہ کہنے کی جرءت کرسکتا ہے کہ آپ کو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا

اعتراض

بعض منکرین یہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں:

کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے، یعنی میں خوبخود نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہو رہا ہے، تو پھر کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو علم غیب تھا؟

جواب

یہ اعتراض محض جہالت پر مبنی ہے، اس کا جواب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں درج فرماتے ہیں:

اینجا اشکال می آرند کہ در بعضِ روایات آوردہ است کہ گفت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام نمی دانم آنچہ در پسِ ایں دیوار است۔

جوابش آنست: کہ ایں سخن اصلے نہ دارد، و روایت بداں صحیح نہ شدہ است۔

یعنی اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں بندہ ہوں دیوار کے پیچھے کی بات کو نہیں جانتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

دیکھئے شیخ صاحب اس روایت کی تردید کرتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہی نہیں، نہ صرف ضعیف بلکہ موضوع ہے، افسوس ہے کہ مخالفین ایسی باتیں کرید کرید کر پیش کرتے ہیں، جن میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی کسر شان ہو، نہ معلوم ان لوگوں کو

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کس قسم کا اعتقاد ہے کہ ایسی ایسی غیر معتبر اور موضوع روایات پیش کر کے عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں اللہ تعالی ان بھلے مانسوں کو چشم حق بیں عطا فرمائے تا کہ وہ مبتلائے عتاب ہونے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا قیامت کے روز حضرت کو امت کے نیک وبد اعمال کی خبر نہ ہوگی؟

اعتراض

سھل بن سعد قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الفتن فی الحوض)

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہارے لئے حوض پر خوشی (کا باعث) ہوں جو شخص مجھ پر گزرا تو وہ سیر اب ہوا، اور جو سیر اب ہوا تو وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، مجھ پر کچھ قوم پیش کی جائیں گی، میں ان کو پہچانوں گا، اور وہ مجھ کو پہچانیں گے، پھر پردہ واقع ہوگا، میرے ان کے درمیان پس میں کہوں گا، بیشک وہ مجھ سے ہیں، تو کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے ،انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں (بدعات) پیدا کر دی ہیں، پس میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس شخص کے لئے جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

اس حدیث میں معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو علم غیب ہوتا تو اول میرے لوگ فرماکر بعد عرض دوری کیوں![1] فرماتے

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ رکوع ۱۴ میں بھی ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَاعِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ○

جس دن اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو جمع کرے گا، پھر فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب ملا، وہ کہیں گے، کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں، تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا۔

جـــــــواب

اس کا جواب بھی علماء وفضلائے اسلام نہایت تحقیق، تدقیق سے ارقام کر چکے ہیں، چنانچہ جمل کے جزو اول میں مرقوم ہے:

واجابوا عنه بوجوه، الاول: انه ليس لنفى العلم بل كناية عن اظهار التشكى والالتجاء الى الله بتفويض الامر كله اليه۔

الثانى: انه لنفى العلم فى اول الامر لما [illegible] هم من الخوف ثم يجيبون فى ثانى الحال وبعد رجوع العقل وهو فى حال شهادتهم على الامم فلا يكون قولهم لا علم لنا منافيا لما اثبت الله تعالى لهم من الشهادة على الامم۔

---

[1] اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا، بلکہ اس سے تو علم غیب کا ہونا اور روز قیامت جو معاملہ گذرے گا اس سے مطلع ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ حضور فرما رہے ہیں، کہ قیامت کو یہ واقعہ گزرے گا اور میں یہ فرماؤں گا، تو یہ علم غیب ہوا، یا علم غیب کی نفی ہوئی مگر اصل یہ ہے کہ ۔

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید در نظرش ہنر

تفسیر جلالین میں تحت آیت انك انت علام الغیوب کے ہے:

ذهب عنهم علمه لشدة هول القيامة وفزعهم ثم يشهدون كما يسكتون۔

جمل میں تحت ذهب عنهم علمه کے ہے:

فلا يرد كيف قالوا ذالك مع انهم عالمون ماذا اجيبوا به فيلزم الاخبار بخلاف الواقع۔

مذکورہ بالا عبارات کا خلاصہ جو جمل اور جلالین سے نقل کیا گیا ہے، یہ ہے کہ انبیاء کہہ دیں گے کہ ہمیں علم نہیں، تو علام الغیوب ہے، حالانکہ انبیاءِ عظام کو علم ہے اس امر کا کہ کیا جواب دیں گے اور ان کی شہادت اپنی امت پر ہوگی، پس ظاہر منافات معلوم ہوتی ہے کہ درصورت علم لا علم لنا کیوں کر کہیں گے تو جلالین کی عبارتوں سے منافات رفع ہوگئی، کہ مقصود لا علم لنا سے یہ نہیں ہے کہ ہمیں علم ہی نہیں بلکہ اظهار التشكى والالتجاء الى الله وتفويض الامور الى الله مقصود ہے یعنی کل امور یا اللہ تیری طرف سونپ دے ہیں، اور التجاو تشکی سب تیری طرف ہے، اس سے نفی مقصود نہیں پس منافات نہ ہوئی۔

دوسری توجیہ یہ ہے اگرچہ انبیاء کو علم جواب ہوگا مگر بسبب شدت ہول قیامت وفکر امت ذہول علم ہو جائے گا، پھر رفع ہول کے بعد علم آجائے گا، تو وہ برابر جواب دیں گے پس منافات جاتی رہی۔

پس اسی پر خیال کر لینا چاہئے کہ آپ پہچان کر فر[illegible]ے، کہ میرے لوگ اور بسبب فکر امت علم ان کے امر محدث کا جاتا رہے گا، اس کے بعد فرشتے اطلاع دیں گے، کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد یہ امر محدث کیا، پس آپ کو خیال آجائے گا کہ واقعی ان لوگوں نے فلاں فلاں امر محدث کیا ہے، تو فرمائیں گے،

سحقا سحقا یعنی دور ہو دور ہو، اور یہ اس لئے کہ امت کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کئے جاتے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ کس نے امر حسن کیا اور کس نے امر محدث کیا، چنانچہ باقوال فقہاء وحدیث شریف عرض اعمال امت ثابت ومتفق ہے، اور ذہول علم بسبب فکر امت متصور لہذا صورت تطبیق اسی طرح کی جائے گی، جس طرح صاحب جلالین اور جمل نے تحریر کی لہذا آیت مذکورہ اور حدیث شریف عدم علم غیب کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

دیکھئے! ایک مرتبہ آپ کو لیلۃ القدر معلوم کرائی گئی، پھر آپ بھول گئے، یا نماز میں کبھی سہو ہو گیا، تو سہو ونسیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو علم نہ تھا، بیشک علم ہے مگر کسی عارضہ توجہ الی اللہ) کے باعث خیال نہ رہا، پس اب خیال نہ رہنے کے باعث کوئی صاحب عقل سلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ کو علم ہی نہ تھا، ہرگز نہیں۔

علاوہ ازیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی روح مبارک بسبب جملہ ارواح کے اقوی ہے کہ اس سے عالم میں کوئی شئے محجوب نہیں ہوءی، پس وہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہے عرش وعلوی عرش پر اور تحت العرش دنیا وآخرت اور نار وجنت جملہ اشیاء پر کیوں کہ یہ تمام عالم تو آپ ہی کے باعث پیدا ہوا ہے، یہ انکشاف عوالم اس وقت ہے جبکہ روح مبارک اس طرف متوجہ ہو اور درصورت عدم توجہ اس سے ذہول ہو جاتی ہے، اس لئے صحیح بخاری شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں بشر ہوں ذہول کرتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو، پس جب میں ذہول کروں تو مجھ کو یاد دلاؤ۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی وقت کوئی معاملہ آپ پر پوشیدہ رہا، جیسا کتے کا بچہ مکان میں تھا، اس کے باعث وحی نہ آئی یا جو حضرت عثمان رضی اللہ

تعالی عنہ کے متعلق غلط خبر شہادت کی اڑائی گئی تھی، یا وہ واقعہ کہ نعلین مبارک میں نجاست لگی تھی' آپ نے عین نماز میں باعلام جبرئیل پاؤں سے علیحدہ کیا اس کی مثل اور جو کوئی واقعہ ہو، اس کے یہی معنی ہیں، کہ اس وقت روح مبارک کو اس طرف توجہ ہی نہ تھی بلکہ اور سمت توجہ تھی مثلاً مشاہدہ ذات استغراق فی الصفات ہوں، جس کے باعث اس طرف سے ذہول ہو گیا، یہ تو عین وصف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان واقعات کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر جہالت اور گمراہی اور نادانی ہے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالی مثنوی معنوی میں ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں اور اس کے تحت میں مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی رحمہ اللہ تعالی ارقام فرماتے ہیں:۔

اندریں بودند کآواز صلا مصطفیٰ بشنید از سوئے علا
خواست آبے تا وضو تازہ کرد دست در ور اشست اوزاں آب سرد
دست سوئے موزہ برد آں خوش خطاب موزہ را بر بود از دستش عقاب
در فتاد از موزہ یک مارے سیاہ زاں عنایت شد عقابش نیک خواہ
پس رسولش شکر کرد و گفت ما ایں جفا دیدیم خود بد آں وفا
گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود دل در آں لحظہ بخود مشغول بود
مار در موزہ بہ بینم در ہوا نیست از من تست ایں اے مصطفیٰ

مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں:

پس معنی بیتے ایں چنین است کہ دل بخود مشغول بود کہ نفس دل را مشاہدہ میکرد ذات باحدیت با جمیع اسماء در دل است پس بسبب استغراق دریں مشاہدات توجہ بسوئے اکوان نہ بود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماندند و ایں وجہ وجیہ است الخ۔

مقصود آنست کہ باوصف نزول بشریت دل در تماشائے نفس خود بود ،التفات بسوئے اکوان غائب از حس بودند نبود بہ ایں تماشا و التفات بآں چوں بروں

عقاب دیدہ مزاج بر عقاب برہم شد، وایں منافی آں تماشا نیست ونیست مراد از استغراق محویت یا فنا تا درہم بودن صورت نہ بندد۔

یعنی بسبب استغراق اکوان کی سمت توجہ نہ تھی، اس لئے بعض اکوان مغفول عنہ رہے، موزہ سانپ تھا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی، عقاب اوپر اڑا لے گیا، اس میں سے سانپ گرا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چہ ہر غیب اللہ تعالی نے مجھ کو عنایت کیا لیکن دل اور سمت مشغول تھا جس کے باعث یہ محجوب رہا۔

پس معلوم ہوا کہ گاہے یہ حالت ہے کہ عرش سے فرش تک کل اشیاء پیش نظر ، اور گاہے بوجہ کمال استغراق پیشِ پا کی اشیاء محجوب۔

چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

گہے بر طارم اعلی نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کیا آپ بغیر جبرائیل کے بتلانے کے خود کچھ نہ کرسکتے تھے؟

اعتراض

علم غیبے کس نمی داند بجز پروردگار — گر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار
مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتی جبرائیل — جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

اس رباعی میں معترض نے یہ بات ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود کچھ نہ فرماتے جب تک حضرت جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کو خبر نہ دیتے گویا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کوئی بات غیب کی ارشاد نہ فرماتے جب تک جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نہ بتلاتے۔

جــــــــــــــواب

یہ اعتراض محض جہالت پر مبنی ہے، چنانچہ مفصلہ ذیل دلائل معترض کی جہالت کو ثابت کرتے ہیں۔

اول) احادیث قدسیہ جو کتب صحاح ستہ میں بکثرت موجود ہیں، ان میں الفاظ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں، مضمون اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے، خود اللہ تعالیٰ القاء فرماتا ہے، جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کا اس میں واسطہ نہیں ہوتا، اس امر کو ادنیٰ درجہ کا حدیث پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے، پس اگر حصر مذکور درست رکھا جائے تو تمام احادیث قدسیہ کا ابطال لازم آتا ہے، گویا اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے جب تک کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کو خبر نہ دیتے، تو لازم آتا ہے کہ احادیث قدسیہ جس میں جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کا واسطہ نہیں ہے بیکار اور غلط ہو جائیں، لازم بالبداہتہ باطل ہے، پس ملزوم یعنی حصر مذکور باطل ہو گیا، وھو المطلوب۔

دوم) خواب میں اللہ تعالیٰ نے بلا توسط جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت امور غائبہ پر اطلاع دی۔

چنانچہ مشکوۃ شریف میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَ اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي اُوْتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔

خلاصہ یہ کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھ کو دے دیں گئیں۔

صحیح ترمذی میں اس مضمون کی کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ اللہ

تعالٰی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوامور غائبہ پر حالت خواب میں اطلاع دی

سوم) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوا، تو جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام سدرۃ المنتہٰی تک رہ گئے، اور آپ بنفس نفیس ایسے مقام پر پہنچے کہ ملائکہ مقربین اور انبیاءِ عظام کو اس مقام تک رسائی محال بلکہ ناممکن ہے، وہاں خود اللہ تعالٰی بلاواسطہ آپ سے ہم کلام ہوا، اور کئی ایک امور خفیہ کی اطلاع دی۔

چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی مدارج النبوۃ جلد اول میں تحت قصہ معراج کے یہ روایت لکھتے ہیں:

جب جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام سدرۃ المنتہٰی تک پہنچ کر رہ گئے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب سے ندا آئی۔

اُدْنُ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَامُحَمَّدُ!

فرمود پس نزدیک گردانید مرا بخود پروردگار من وچناں شدم کہ فرمودہ است ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی O فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی O وپرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیانہءِ دوشانہ من بے تکیف وبے تحدید، پس یافتم برد آنرا در سینہ خود، پس داد مرا علم اولین وآخرین، وتعلم کرد انواع علم را ۱علمے بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ باہیچ کس نہ گویم وہیچ کس طاقت برداشتن آں ندارد جز من و ۲علمے بود دیگر کہ مخیر گردانید در اظہار وکتمان آں و ۳علمے بود کہ امر کرد بہ تبلیغ آں بخاص وعام از امت من، پس نزدیک شد بمن قطرہ از عرش او فتاد برزبان من، پس بچشیدم چیزے کہ نہ چشید ہیچ چشندہ ہرگز چیزے را شیریں تر ازاں وحاصل شد مرا خبر اولین وآخرین وروشن گردانید دل مرا وپوشید نور عرش بصر مرا، پس دیدم ہمہ چیز را بدل خود ودیدم از پس خود چنانکہ مے بینم از پیش۔

قریب ہوائے تمام جہان سے بہتر! قریب ہوائے احمد! قریب ہوائے

محمد! حضرت فرماتے ہیں کہ بعد میں میرے پروردگار نے خود ہی پھر مجھے اپنے نزدیک کر لیا، اور میں اس حال میں ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا مجھ اور میرے حبیب میں فقط فرق دو کمان کا یا اس سے کم رہ گیا پھر اللہ تعالی نے مجھ سے کچھ بات پوچھی میں جواب نہ دے سکا، پس اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ کو جو بے کیف اور بے تحدید تھا میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا مجھے سینے میں سردی سی معلوم ہوئی پھر مجھے اللہ تعالی نے علم اولین وآخرین عطا فرمایا اور مجھے چند اقسام علوم سکھائے۔

ایک:: تو وہ علم تھا جس کی بابت مجھ سے عہد لیا کہ کسی کو نہ بتاؤں اور بغیر میرے کوئی بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔

دوسرا:: وہ علم جس کی بابت مجھ کو اختیار دیا گیا، خواہ اسے ظاہر کروں یا پوشیدہ رکھوں۔

تیسرا:: وہ کہ جس کی تبلیغ کا مجھے خاص وعام امت کے لئے حکم ہوا پھر ایک قطرہ عرش سے میرے قریب ہوا، اور میری زبان پر پڑا میں نے ایسی چیز کو چکھا کہ دنیا میں کسی نے اس سے بہتر چیز کا ذائقہ نہ لیا ہوگا، اور مجھے اولین وآخرین کی خبر حاصل ہوگئی اور اس نے میرے دل کو روشن کر دیا، اور نور عرش نے میری نظر کو ڈھانپ لیا، پس تمام اشیاء کو میں نے اپنے دل میں دیکھ لیا اور میں نے اپنے پیچھے اس طرح دیکھ لیا جیسا کہ آگے دیکھتا تھا۔

تفسیر حسینی وغیرہ میں زیر آیت وقاب قوسین او ادنی مرقوم ہے کہ علمائے محققین نے اس آیت کو کمال محبت احمدی قریب بارگاہ سرمدی کا ایک اعلی معیار قائم کیا ہے، چنانچہ یوں روایت کرتے ہیں:

اہل عرب میں یہ دستور تھا کہ بسبب کسی دوستانہ عہد مستحکم کرنا چاہتے تو فریقین اپنی اپنی کمان لے آتے اور دونوں شخص کمانوں پر تیر چڑھا کر دونوں ایک

دوسرے کی سیدھ میں کمان ملا لیتے، ایک ہی دفعہ قبضہ پکڑتے اور ایک ہی دفعہ تیر چلا دیتے، گویا اس رواج و رسم سے یہ مقصود ہوتا اور یہ بات فیصلہ پاتی کہ اب ہم دونوں میں موافقت کلی اور مودت مستحکم ہوئی ہم دونوں میں ایک کی عزت دوسرے کی عزت ہوگی، اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوگی،

گویا اللہ تعالی نے بھی اس آیت سے اپنے پیارے نبی کو اپنے دوستانہ عہد کی کیفیت استحکام اس رسم عرب کو یاد دلا کر ظاہر فرمائی کہ میرے حبیب تمہاری عزت اور تمہاری رضا میری عزت اور میری رضا میں کچھ فرق نہیں۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی

خدا سے پوچھ لو شان محمد

غرض معراج کی رات حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بے شمار علوم بدرگاہ رب العالمین بلا واسطہ عطا ہوئے، جہاں نہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کا واسطہ تھا اور نہ کسی اور کا پس منکرین کا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام صرف جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے ہی خبر پا کر فرمایا کرتے اور بغیر اس کے کچھ نہ فرماتے تھے، سراسر غلطی اور جہالت ہے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالی مثنوی معنوی میں ارقام فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَّا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔

لی مع اللہ وقت بود آں دم مرا لایسع فیھا نبی مجتبیٰ

کیا اب بھی کوئی بحث کا شیدائی یہ کہہ سکتا ہے، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بغیر توسط جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے کچھ نہ فرماتے تھے، اللہ تعالی ان لوگوں کو چشم حق بیں عطا فرمائے، تا کہ وہ آخرت کی دادوگیر سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضور کو منافقوں کے حال کی خبر نہ تھی؟

اعتراض

اللہ تعالیٰ سورہ توبہ رکوع ۱۳ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۞

اور بعض تمہارے گرد نواح کے گنوار منافق ہیں، اور بعض اہل مدینہ بھی اڑ رہے ہیں نفاق پر، اے محمد! تم ان کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ آپ منافقوں کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں، گویا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کو علم غیب نہ تھا۔

جواب

یہ آیت سورہ توبہ کی ہے، اور اس سے پہلے آیت وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۞

''اور اگر چاہیں ہم تجھ کو دکھادیں ان کو پس البتہ پہچان چکا ہے تو، ان کو ساتھ چہرے ان کے سے اور آگے تو پہچان لے گا ان کو بات کے ڈھب سے،،

جو سورہ محمد میں نازل ہوئی، چنانچہ تفسیر اتقان بحث ترتیب نزول سورہ میں یہ امر ہے کہ سورہ محمد جس کو سورہ قتال بھی کہتے ہیں، پہلے نازل ہوئی، اور سورہ توبہ (براءت) بعد نازل ہوئی، اور جب یہ متحقق ہو چکا کہ آیت لتعرفنھم پہلے ہے، آیت لا

تعلمھم ونحن نعلمھم سے تو معترض کے استدلال کا بطلان واضح ہو گیا۔

تفسیر جلالین کے حاشیہ جمل کی جلد ۴ میں ہے:

وانك يا محمد لتعرض المنافقين فيما يعرضون به من القول من تهجين امرك وامر المسلمين وتقبيحه والاستهزاء به فكان بعد هذا لا يتكلم منافق عند النبى صلى الله عليه وسلم الا عرفه بقوله ويستدل بفحوى كلامه على فساد باطنه ونفاقه۔

تحقیق اے محمد تم منافقوں کو ان کے کلام سے معلوم کر لیتے ہو جو تمہاری اور مسلمانوں کے معاملات کی توہین اور مذمت اور استہزاء میں کہتے ہیں پس بعد اس کے کوئی منافق نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے کلام نہیں کرتا تھا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کلام کو سمجھ لیتے تھے، اور دلیل پکڑتے تھے نبی علیہ الصلاۃ والسلام ساتھ انداز کلام منافق کے اس کے اندرونی فساد اور نفاق پر۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

اے محمد تم منافقین کا اصول باطنی ان کے فحوائے کلام وغیرہ سے پہچان لیتے ہو

دیکھئے! آیت لَا تَعْلَمُھُمْ نحن نعلمھم کے نازل ہونے کے پیشتر ہی خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان کے لحن قول اور مقتضائے کلام استہزاء وغیرہ سے حال منافق جانتے ہو اس سے معلوم ہوا کہ آیت لَا تَعْلَمُھُمْ کے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم منافقین تھا، اس کے بعد آیت لَا تَعْلَمُھُمْ نازل ہوئی۔

رہی یہ بات کہ باوجود علم لَا تَعْلَمُھُمْ کیپھر کیوں اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا، تو اس میں تطبیق اس طرح پر ہے کہ پہلے آپ کو علم منافقین ان کے فحوائے کلام ولحن قول سے تھا، کہ آپ ان کے انداز کلام اور طرز مرام سے پہچان لیا کرتے تھے، گویا اس

طریق سے علم حاصل تھا، اور طریقِ آخر وحیِ الٰہی سے نہ تھا پس ثبوت علم من وجہ اور عدم اس کا بطریق آخر دونوں کا اجتماع ہو سکتا ہے، اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دونوں باتیں بیان کردیں کہ اے میرے حبیب آپ منافقوں کو جانتے اور ان کے فحوائے کلام وغیرہ سے پہچانتے ہیں، اور پھر نفی علم بالوحی کو آیت لَا تَعْلَمُهُمْ نحن نعلمهم سے بیان کردیا، پس آیت لَا تَعْلَمُهُمْ عدم علم غیب کی دلیل ہر گز نہ ہوئی۔

خلاصہ یہ کہ اول تو اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اے میرے حبیب تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے۔

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے:

خفی علیك حالهم مع كمال فطانتك وصدق فراستك۔

مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو منافقوں کے حال کی برابر خبریں تھیں۔

چنانچہ شرح بخاری جلد۴ صفحہ ۲۲۱ میں ہے:

عن ابن مسعود قال: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: اُخْرُجْ يَافُلَانُ! اِنَّكَ مُنَافِقٌ، اُخْرُجْ يَافُلَانُ اِنَّكَ مُنَافِقٌ فَاَخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ نَاسًا مِنْهُمْ فَضَحَهُمْ۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا، پھر فرمایا: اے فلاں نکل جا، تحقیق تو منافق ہے۔ نکل جا اے فلاں تحقیق تو منافق ہے، پس ہماری مسجد سے نکل جا، پس نکالا مسجد سے چند آدمیوں کو ان کی رسوائی نے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ شرح شفا جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں ارقام فرماتے ہیں:

قال ابن عباس رضی الله تعالی عنه: كَانَ الْمُنَافِقُوْنَ مِنَ الرِّجَالِ

ثَلٰثُ مِائَةٍ وَمِنَ النِّسَاءِ مِائَةٌ وَّسَبْعُونَ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مردوں میں سے منافق تین سو تھے اور عورتیں ایک سو ستر تھیں۔

عینی شرح صحیح بخاری میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو احوال منافقین کی خبر دی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ اگر حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو آپ اس کا اتباع کرتے، اگر وہ نہ پڑھتے تو آپ بھی نہ پڑھتے۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات شرح مشکوۃ کی جلد ۵ صفحہ ۶۱۸ میں فرماتے ہیں:

(اولیس فیکم صاحب السر) ای صاحب السر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الذی لا یعلمہ) ای ذالک السر (غیرہ) ای غیر حذیفۃ من تلک الاسرار اسرار المنافقین وانسابھم اسربھا اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما دل حدیثہ......الخ

کیا نہیں ہے تم میں کوئی صاحب راز نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ وہ بھید نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے حذیفہ کے بعض ان کے اسراروں میں سے اسرار ہیں منافقین کے اور نسبیں ان کی خفیہ طور پر بتلا دیئے اللہ نے وہ اسرار نبی علیہ الصلاۃ و السلام کو جیسا کہ حدیث اس پر دال ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بعض صحابہ کو علم احوال منافقین تھا، پس تعرفھم میں معرفت احوال منافقین اور وجہ سے ہے اور لَا تَعْلَمُھُمْ میں نفی دوسری طرح سے بیان کرنا ضروری ہوا۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آیت لَا تَعْلَمُھُمْ نحن نعلمھم پہلے نازل ہوئی

اور آیت لتعرفنهم اس کے بعد نازل ہوئی جیسا کہ بعض تفاسیر سے مفہوم ہوتا ہے، تب بھی ہمارے لئے مفید ہے، کیوں کہ آپ پہلے ذریعہ حصول علم، ماکان وما یکون احوال منافقین اجمالا معلوم کرہی چکے تھے اور بذریعہ لحن قول وفحوائے کلام بھی جان لیا کرتے تھے، پس اس طریق سے حصول علم احوال منافقین تھا، پس آیت لا تعلمھم سے نفی علم تفصیلی بہ تعلیمِ الٰہی کی ہے نہ کہ نفی علم من کل الوجوہ ہے، پھر آیت لتعرفنهم سے اللہ تعالی نے اسی علم احوال منافقین کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشتر حاصل تھا بیان کر دیا، کہ آپ تو فحوائے کلام وطرز لحن سے منافقین کو پہچانتے ہیں، پس اس صورت میں بھی ثبوت علم ایک طریقہ سے ہے، اور نفی علم بطریق آخر ہے، لہذا آیت مذکورہ عدم علم غیب کی دلیل کسی طرح نہیں ہوسکتی۔

کیا اب بھی کسی صاحب کے دل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ ہوسکتا ہے اللہ تعالی ان مدعیان علم کو چشم حق بین عطا فرمائے، تا کہ وہ آخرت کی مشکلات سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضرت کو عائشہ صدیقہ کے گم شدہ ہار کی پہلے خبر نہ تھی؟

اعتراض

: حدیث شریف میں ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا تھیں ان کا ہار گم ہوگیا، آپ وہاں ٹھہر گئے، صحابہ کرام نے ہار ڈھونڈا اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے، کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی معلوم ہوتا، تو آپ کیوں نہ بتلا دیتے؟

جــــــــــواب

مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل اور غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے، سنئے! اس سوال کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے کیوں نہ بتایا۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے:

فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَھَا۔

امام نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یحتمل ان یکون فاعل وجدها النبی صلی الله علیه وسلم

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خود اس کے واجد ہیں، یعنی ہار خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے پایا، نہ بتانے کے کیا معنی؟ فرض کیجئے! کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم ہے یہ کہاں کی منطق ہے؟ اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے، کہیں آپ علمِ الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں، کہ کفار نے وقت قیام قیامت کو کئی بار دریافت کیا، اور اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ بتایا، اگر خدا کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا، معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ یہ کہ اس کے لئے عدم علم ضروری ہو، اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں، وہ آپ کو تو کیا نظر آئیں گی آنکھوں والوں سے پوچھئے۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول میں اس کی حکمت یوں ارقام فرماتے ہیں:

واستدل بذلك علی جواز الاقامة فی المکان الذی لا ماء فیها،

یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

ٹھہرنے کا جواز معلوم ہوا، اگر حضور فوراً بتا دیتے تو یہ مسائل کیوں کر معلوم ہو سکتے تھے، مع ہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا لحاظ کرنا چاہیے، (فتح الباری)

یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا، اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے اور کس جگہ وضو کیا جائے گا، تو وہ بے چین ہوئے، لا محالہ ان کو سوال کرنا پڑا، چنانچہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کی جرءت نہ ہوئی، اور کسی نے گوارہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

انما شکوالی ابی بکر لکوْن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائما و کانوا لا یوقظونہ (فتح الباری)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کمر میں انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے، چونکہ حضور ان کے زانوں پر آرام فرماتے تھے، مگر اس وجہ سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ادب اس درجہ ہونا چاہیے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنے کا اندیشہ ہو

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے، قیامت تک کے

مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین بار فرمایا: اِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو، ایمان والوں کو تو نظر آتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنی پڑی اور جب پانی نہ ملا تو ان کی برکت سے اللہ تعالی نے تیمم کو جائز فرمایا اور مٹی کو پاک کر دیا، لیکن جہاں حق وانصاف سے چشم پوشی روا رکھی گئی ہو اور ضد و تعصب پر عمل ہو وہاں اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم نہ تھا۔

چشم بداندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

کیا حضرت عائشہ صدیقہ کے بہتان کی پہلے سے خبر تھی؟

اعتراض

بعض منکران علم غیب رسول نے لکھا ہے کہ جب کافروں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر تہمت باندھی تھی تو اس پر حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا لیکن بہت دنوں کے بعد اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا: کہ عائشہ صدیقہ پاک ہے، اور کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی، اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ کو کیوں غم ہوتا۔

جواب

ہر ایک شخص جو عقل سلیم رکھتا ہے، وہ سمجھ سکتا ہے کہ بدنامی ہر شخص کو باعث غم ہوتی ہے، اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے، تو کیا حیادار

کو اس کا رنج نہ ہوگا، اور اگر ہوگا تو کیا وہ ان کی بدگمانی کی دلیل ہو جائے گی، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی، پھر غم کیوں تھا صرف اس وجہ سے کہ منافقوں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہوگئی تھی، یہ وجہ غم کی تھی، نہ اصل واقعہ کی واقفیت جیسا کہ جہلاء بے ادبوں کا خیال خام ہے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۶ میں مرقوم ہے:

''اگر کہا جائے کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویاں کافر تو ہوں، جیسے حضرت لوط اور نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویاں مگر فاجرہ اور بدکار نہ ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا، اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیویاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو آپ تنگ دل نہ ہوتے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بیوی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانے والی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویاں فاجرہ ہوں، دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضرت کو یہ معلوم تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ○ سورہ حجر رکوع ۶

یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں۔

تو یہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے، حضور کا تنگ دل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ دل ہوتے تھے جس کو خود اللہ تعالی فرماتا: ہے ولقد نعلم انک یضیق الایۃ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے، اسی طرح اس موقعہ پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے، اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔

غرض ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اور اسی کا ذکر ہو، تو وہ شخص اور نیز اس کے خویش واقارب باوجود اس کی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہوں گے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر فریق ثانی اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا جب تک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ لگائے، ایک تو عدم علم کا دوسرا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی (جو شرعا نا جائز ہے) مگر افسوس ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے تقوے اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ کی، چاہئے تھا گمان نیک مگر کی بدگمانی۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

(۲): تفسیر کبیر جلد ۶ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ وہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو کوئی ایسا ہو تو کیا اس کیساتھ بدگمانی رکھنی چاہئے نہیں بلکہ اس کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہئے

(۳) تہمت لگانے والے منافق لوگ تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری کی بات ایک ہذیان ہے، بنابریں جمیع قرائن کے یہ قول نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا

الغرض تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سراسر جہالت ہے، کیوں کہ حضرت کو قبل از نزول وحی یہ علم تھا، کہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پاک ہیں، لیکن

حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق تھا، اس لئے کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کو خود فیصلہ نہیں کیا کرتا دوسرے وحی کا انتظار تھا کہ قرآن مجید سے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برائت اور فضیلت ثابت ہو، تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو تو مسرت اور خوشی وخرمی حاصل ہو۔

(۴) حدیث افک جو صحیح بخاری کی کتاب الشھادات باب تعدیل النساء بعضھن عن بعض میں ہے:

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعذرني من رجل بلغني اذاه في اهلي فوالله ما علمت على اهلي الا خيرا وقد ذكروا رجلا ماعلمت عليه الاخيرا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کون شخص مجھ کو معذرت کرے گا، ایسے شخص کے لئے جس نے ہمارے اہل کو ایذا پہنچائی، پس قسم اللہ تعالیٰ کی نہیں جانتا ہوں میں اپنے اہل پر مگر خیر، اور جس مرد کی نسبت انہوں نے ذکر کیا نہیں جانتا ہوں مگر خیر۔

اس سے ظاہر ہوا ہے کہ آپ کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت شک و شبہ نہ تھا، ان کی پاک دامنی وعصمت پر کلی یقین تھا، اسی واسطے آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہل پر بجز خیر کے اور کچھ خیال نہیں کرتا، مجھ کو ان کی عصمت کا یقین ہے، ہاں البتہ منافقوں کی افواہ اور جھوٹی خبر دینے سے آپ کو ایذاء پہنچی، اور اسی وجہ سے آپ رنجیدہ تھے، پس رنج کی یہ وجہ تھی نہ یہ کہ آپ کو شک تھا، اور علم برائت حاصل نہ تھا، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمایا تو صاف طور پر نمایاں ہو گیا، کہ آپ کو علم برائت تھا، رہا تفتیش فرمانا اور تحقیقات کرنی، اس میں محض تشریع منظور تھی آپ برائت وحی سے چاہتے تھے، تاکہ منافقوں کی زبان طعن

بند ہو، اگر آپ بطور خود برائت فرما لیتے تو منافقین اور مخالفین کہتے کہ دیکھو غیروں کے معاملات میں کس طرح تحقیقات کی جاتی ہے، اور خود اپنے معاملہ میں تحقیقات نہیں کرتے، پس بدونِ وحی کے مقتضائے مصلحت وقت نہ تھا، کہ آپ بذاتہ اپنی طرف سے برائت فرماتے، نیز مقصود یہ تھا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برائت منصوص بنص قرآنی ہو، تا کہ پھر اگر کوئی بد باطن زبان طعن کھولے تو مرتد بے دین ہو جائے، چنانچہ آپ کی پاک دامنی کے بارے میں اٹھارہ آیات کریمہ نازل ہوئیں اور اب بالاتفاق آپ کو متہم بزنا کرنے والا مرتد و بے دین ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے ضد پر اڑنے والوں کو!

(۵) مختصر حاشیہ علامہ جلال الدین سیوطی علی البخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۲ میں ہے:

سید الوجود صلى الله عليه وسلم لا يخفى عليه شيء وانما خفي على من رأوا صورة لا تخلوا غالبا عما قالوه فانظر ما علمه من الوحي وآدم بين الماء والطين فتكون تلون الشاك بالامر تعليما لورثة الدين بعده الى يوم القيامة كيف يفعلون بالاسرار كتما حتى جاء علمه برفع ماخفي عن اولئك فلم يطلق كما قيل ـ

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی شے مخفی نہیں ہے انہیں لوگوں پر پوشیدہ رہا جنہوں نے یہ جانا کہ ایسی صورت (تہمت جیسی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگائی تھی) غالبا اس امر سے خالی نہیں ہوتی ہے کہ جس امر کی تہمت لگاتے ہیں، یعنی ایسے بدگمان لوگوں پر پوشیدگی رہی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی ذات ایسی بدگمانیوں سے بلند وبالا اور پاک ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ایسی حالت میں ہو چکا تھا کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ و

السلام کے پتلے کا خمیر پانی اور مٹی کے درمیان تھا پس یہ تلون (تفتیش وسوال ومشورہ) ومعاملہ شاک وبالا مرکا سا، اس واسطے حضرت نے کہا کہ تعلم کریں اپنی امت وارثین علم نبوی کو جو بعد آپ کے قیامت تک ہونے والے ہیں، کہ وہ بھی اسرار کو اسی طرح پوشیدہ کریں، یہ معاملہ شاک بالا مرکا سا آپ نے اس وقت تک کیا کہ جب تک علم برائت ان لوگوں کو نہ آ گیا جن پر یہ معاملہ پوشیدہ تھا، خلاصہ یہ ہوا کہ آپ کی برائت کا علم تھا، مگر مصلحت تعلیم امت کے باعث معاملہ مذکورہ ایک حد تک کیا گیا، پس حدیث افک کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر نادانی اور جہالت ہے، اللہ تعالی ان شائقین بحث وتکرار کو چشم حق بیں عطا فرمائے، تا کہ وہ ناحق موجب فتنہ بننے سے بچ جائیں۔

(۶) تفسیر مدارک میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے، پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ میں مشورہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کے جھوٹ پر یقین کرتا ہوں، اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالی نے آپ کے جسم مبارک پر مکھیوں کو بیٹھنے سے روک رکھا ہے، کیوں کہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں، اور اس میں لتھڑ جاتی ہیں پس جبکہ اللہ تعالی نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیوں آپ کو ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو محفوظ نہ رکھے گا،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اللہ تعالی نے آپ کا سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا، اس لحاظ سے کہ

شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھ دے یا کہیں زمین ناپاک ہو پس جب اللہ تعالی نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایہ مبارکہ پر قدم رکھے، تو وہ کیوں کر اس شخص کو جو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوئے ظن کرے قدرت دے سکتا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپ نے اچانک نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا: تو ہم نے جواب میں عرض کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اتباع میں ایسا کیا گیا، یعنی جب آپ نے نعلین مبارک اتاری تو ہم نے بھی آپ کی اتباع کے لئے اتار دی یہ سن کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مجھ کو جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے اتارنے کے لئے کہا کہ ان میں کمال نظافت نہیں قدرے گھن کی چیز لگی ہوئی ہے، پس جب اللہ تعالی نے اس امر پر آپ کو خبردار کیا، کہ آپ کی نعلین مبارک پر کچھ گھن کی چیز ہے اس لئے ان دونوں کی آلودگی کی وجہ سے ان کو اتار دینے کا حکم دیا، تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دے گا کہ وہ برائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔

بہتان عائشہ کے بارے میں شیخ عبدالحق کا دندان شکن جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی مدارج النبوۃ جلد دوم میں اس واقعہ کے متعلق یوں ارقام فرماتے ہیں:

آنچہ مرقوم است در صحیح بخاری ہمیں است کہ از علی واسامہ وبریرہ پرسید و ایشاں ایں جواب گفتند، اما بعض علماءِ سیر قصہ عمر بن خطاب وعثمان بن عفان رضی اللہ

تعالیٰ عنہما و مشاورت آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام باایشاں و جواب دادن ایشاں ذکر کردہ اند و در آنجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق ایشاں گفتہ،

اما عمر رضی اللہ عنہ گفت یارسول اللہ مگس براندم تو نمی نشیند، بجہت آنکہ مگس برنجاست و مستقذرات مے افتد و پائہائے او آلودہ بآں میگردد و خدائے تعالیٰ ازاں نگاہ می دارد پس چگونہ تراکسی کہ بہ بدترین چیزہا آلودہ باشد نگاہ نہ دارد،

وعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبادا بر زمین نجس افتد وحق تعالیٰ چوں صیانت سایہ تو بدیں شابہ می کند چگونہ صیانتِ حرم محترم تو از ناشائستہ نکند۔

وعلی مرتضی رضی اللہ عنہ گفت حق تعالیٰ روانداشت کہ نعلین ملوث در نماز در پائے مبارک تو باشد، وخبر کرد ترا تا بکشی آنرا از پائے مبارک خود، اگر ایں امر واقع بودے خبر کردے ترا بداں خاطر جمع دار کہ بحقیقتِ حال ترا خبر خواہند کرد بمسجد رفت، و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت دہد مرا انتقام کشد۔

جو کچھ صحیح بخاری میں مذکورہ یہ ہے کہ علی و اسامہ و بریرہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا، اور انہوں نے یہ جواب دیا: لیکن بعض علماء سیر نے قصہ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے مشورہ کرنا اور ان کا جواد دینا ذکر کیا ہے، اس جگہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کے موافق کہا۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکھی آپ کے جسم پر نہیں بیٹھتی اس لئے کہ مکھی نجاست اور پلیدی پر عموماً بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں اس سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھتا ہے پس کس طرح آپ کو اس چیز سے جو بری چیزوں سے آلودہ ہو محفوظ نہ رکھے گا،

اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا:

آپ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا کہ مبادا زمین ناپاک پر پڑے اور اللہ تعالی جب آپ کے سایہ مبارک کی حفاظت کرتا ہے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ کے کسی حرم محترم کی حفاظت برے کاموں سے نہ کرے،

علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے آپ کے نعلین مبارک جو پلیدی سے آلودہ تھی نماز میں آپ کے پاؤں مبارک میں پہنے رکھنا روا نہ رکھا، اور آپ کو آگاہ کردیا تا کہ آپ اس کو پاؤں مبارک سے دور کردیں، اگر یہ امر واقع ہوتا تو آپ کو اللہ تعالی مطلع کردیتا، لہذا اس سے خاطر جمع رکھو کہ آپ کو حقیقت حال سے مطلع کرے گا،

جب حضرت نے یہ باتیں سنیں تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے، اور خطبہ پڑھ کر کہا:

کون ہے جو میری مدد کرے اور بدلہ لے؟

باوجود اتنے دلائل عقلیہ ونقلیہ کے اب بھی اگر کوئی ضدی طبع یہ کہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا، تو اس کا کیا علاج؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمایا:

میں خیر جانتا ہوں۔

اور یہ اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے، تو یہ لاعلاج مرض ہے، مومن کامل کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا، کہ جب بدگمانی شرعا جائز نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا، اس لئے کہ آپ معصوم ہیں، یہ ممکن نہیں کہ آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر یا کسی اور پر بدگمانی کریں۔

مگر اب تو منکر کے لئے بھی حدیث صحیح تفسیر معتبرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت

کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی، نہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پرتو فیض سے جو صحابہ کرام کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے، اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا، بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا، حالت غم کا منشا بے التفاتی ہے، اور اگر اللہ تعالی حق بین آنکھ عطا فرمائے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا، وحی دیر میں آئی، اگر فورا آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی، عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا، اور امتحان بھی ہو گیا، کہ کیسی صابرہ ہیں ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا واقعہ سامنے کر دیا، جملہ حالات اللہ تعالی نے حضرت کے پیش نظر فرما دئے ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی اب دیکھنا یہ کہ محبوب رب اپنی محبوبہ کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ تعالی کی طرف معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل ہے، یا کفار کے طعن سے بے قرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں، شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں ،اس لئے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں، ان کی تسکین فرماتے ہیں، یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بے قرار ہوئے جاتے ہیں، اگر حضرت کے معاملہ کو ظاہر فرمانے یا ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برائت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یقین ہونا صراحتا ثابت ہو گیا، لیکن ان لوگوں پر افسوس ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر بدگمانیاں کیں، ایک تو یہ کہ ان کو صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی، دوسری یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم تھا۔

عینی شرح صحیح بخاری جلد ۵ میں ہے،

فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر۔

یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے۔

تو بھلا جس نے دو بدگمانیاں کیں، اس کا کیا حال ہوگا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت بخشے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضرت کا تلقیح تمر دلیل عدم علم غیب ہے

اعتراض

بعض منکرین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی میں ذیل کی حدیث پیش کرتے ہیں۔

عن موسی بن طلحۃ عن ابیہ قال: مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ عَلٰی رُءُوْسِ النَّخْلِ فَقَالَ:

مَا یَصْنَعُ ھٰؤُلَاءِ؟

فَقَالُوْا: یلقحونہ یجعلون الذکر فی الانثی فتلقح۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَا اَظُنُّ یُغْنِیْ ذٰلِکَ شَیْئًا قَالَ: فَاُخْبِرُوْا بِذٰلِکَ فَتَرَکُوْہُ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ فَقَالَ:

اِنْ کَانَ یَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْهُ فَاِنِّیْ اِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُوْنِیْ بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوْا بِهٖ فَاِنِّیْ لَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (رواه المسلم جلد الثانی فی باب وجوب امتثال ماقاله شرعا)

صحیح مسلم میں موسیٰ بن طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک قوم پر نخلستان سے گذرا، آپ نے فرمایا:

یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

لوگوں نے کہا: اس کو پیوند کرتے ہیں، یعنی نر کو مادہ کے ساتھ ملا رہے ہیں، تا کہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے، پس پیوند کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ یہ فعل کچھ فائدہ دے، یعنی آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

راوی نے کہا: اس قوم کو اس امر کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس فعل کو چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی آپ نے فرمایا: کہ اگر تم کو یہ فعل نفع دیتا ہے تو اس کو کرو، میں نے گمان کیا تھا پس تم گمان پر مجھ سے زیادہ مواخذہ نہ کرو لیکن جب میں تم سے خدا کی بارگاہ میں کچھ بات کروں تو اس کو اختیار کر لو کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو تلقیح نخل کا علم نہیں تھا، اسی لئے آپ نے بعد تجربہ کے انکار کیا بنا بریں اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ ایسا حکم کبھی نہ فرماتے؟

جـــــــواب

اس کا جواب بھی علماءِ سلف نہایت تحقیق وتدوین سے ارقام کر چکے ہیں جو عقل سلیم والوں کی تسلی کے لئے لکھا جاتا ہے، چنانچہ علامہ قاضی عیاض رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اپنی مشہور ومعروف کتاب شفاء میں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی شرح شفا جلد اول میں یوں ارقام کرتے ہیں:

(خصّه من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين) اى ما يتم به اصلاح الامور الدنيوية والاخروية واستشكل بانه صلى الله عليه وآله وسلم وجد الانصار يلقحون النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا واخرج شيصا فقال انتم اعلم بامر دنياكم واجيب بانه انما كان ظنا منه لا وحيا قال الشيخ السيدى محمد السنوسى اراد انه يحملهم على خرق العوائد فى ذالك الى باب التوكل وما هنالك فلم يتمثلوا فقال: انتم اعرف بدنياكم ولو امتثلوا وتحملوا فى سنة وسنتين لكفوا امر هذا المحنة

یعنی ماتن نے یہ کہا کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع جمیع مصالح دنیا ودین کے ساتھ خاص کیا کہ شارح نے ایک اشکال تلقیح تمر کا پیش کر کے جواب اس کا شیخ سنوسی سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرق وخلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے کا اور باب توکل کی طرف منتہی ہونے کا ارادہ کیا تھا، انہوں نے فرماں برداری نہ کی اور جلدی کی تو آپ نے فرمایا:

اپنی دنیا کے کام کو تم بخوبی جانتے ہو اگر وہ سال دو سال تلقیح نہ کرتے اور ترک تلقیح میں آپ کی پیروی کرتے تو اس محنت تلقیح سے چھوٹ جاتے، اس کے بعد شارح فرماتے ہیں: وهو فى غاية اللطافة اور یہ جواب نہایت ہی لطیف ہے، ملا علی

قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔

اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح شفا جلد دوم میں ارقام کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تلقیح تمر سے جو آپ نے منع فرمایا تھا اس میں آپ مصیب تھے یعنی آپ سے غلطی نہیں ہوئی تھی، مگر صحابہ کرام نے جلدی کی اگر سال دو سال نقصانِ تمر پر صبر کرتے تو پھل بکثرت آتے جس طرح بوقت تلقیح تمر بکثرت ہوتے تھے، پس حدیث مذکور سے عدم علم غیب ثابت کرنا سراسر جہالت اور حماقت ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو چشمِ بصیرت عطا فرمائے تا کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تنقیص شان سے باز آ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

کیا حضرت سے کفار کا بیت المقدس کے بارے میں پوچھنا

اور آپ کا تردد میں پڑنا آپ کے عدم علم غیب کی دلیل ہے

اعتراض

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپس آ کر وہاں کے حالات بیان کیے تو کفار نے بیت المقدس کی بابت آپ سے سوالات کرنے شروع کیے، کیوں کہ ان کو معلوم تھا کہ آپ کبھی بیت المقدس نہیں گئے آپ اس بات میں متردد ہوئے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اس کا حال بتایا، اب اس واقعہ پر بعض جہلاء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد میں نہ پڑتے اور فوراً بتا دیتے، لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا؟

جـــــــــــواب

جس شخص میں ذرہ بھر بھی عقل سلیم ہے، وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کی تھیں، وہ ضرور آپ کو معلوم تھیں اس لئے اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا اقرار آپ نے نہ کیا ہوتا، تو آپ ہر گز متردد و غمگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہم نے اس کے جاننے کا دعوی نہیں کیا، پھر تم ہم سے کیوں دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل آپ نے یہ نہ فرمایا، بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے صراحۃً یا اشارۃً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور آپ کا فرمان سراسر حق و بجا تھا آپ کو ضرور بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں، پھر ان کا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات نہ ہونے سے ناشی۔

دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں آپ نے دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے، پھر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک برتن شراب طہور کا اور ایک برتن دودھ کا لائے۔ آپ نے دودھ کو پسند فرمایا اس پر جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا (مشکوۃ المصابیح)

پس اس حدیث سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب داں ہونا صراحۃً ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت کی سیر و بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا، سواری سے اترنا براق کو باندھنا بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی، پھر اگر

حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس طرف التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اس پر دلالت کرتے ہیں اور وہ حدیث شریف یہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَ قُرَيْشٌ تَسْئَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرْبًا الحدیث (مشکوۃ المصابیح)

بلکہ ایک روایت میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت کئے اور آپ نے سب بتا دئے اس حدیث میں تردد وتفکر کا نام تک نہیں ہے، چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول میں مرقوم ہے:

پس آمد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وگفت یا رسول اللہ! وصف کن آنرا بمن کہ من رفتہ ام آنجا ودیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ابوبکر اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ...... الخ

کیا حضرت کو اپنی جوتی کی نجاست کی خبر نہ تھی

اعتراض

بعض جہلاء ذیل کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم علم غیب ثابت کرتے ہیں، چنانچہ وہ حدیث یہ ہے ابوداؤد میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو آپ نے پاپوش مبارک کو اتار دیا، یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار ڈالیں، آپ نے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ سے پوچھا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوشیں کو اتار دیا، عرض کیا کہ حضور کو دیکھ کر ہم نے بھی ایسا

ہی کیا، آپ نے فرمایا:

مجھے تو جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے، تو اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو آپ کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟

جـــــــواب

پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے پس جب آپ نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرائیل علیہ الصلا والسلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت اور رفعت شانِ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ہے، کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لائق ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

وقذر بفتح قاف وذال معجمہ دراصل آنچہ مکروہ پندارد آنرا طبع وظاہر نجاستے نہ بود کہ نماز باآں درست نہ باشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آں رانا خوش دارد والا نماز او از سر میگرفت کہ بعضے نماز باآں گزاردہ بود، وخبر دادن جبرئیل و برآوردن از پا جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔

ردالمحتار میں ہے:

اگر چہ حدیث شریف میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کرام کے لئے اس لئے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا، مگر اب عام طور سے جوتے پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا

مکروہ ہے کیوں کہ اس میں مسجد کی تلویث ہے اللہ تعالی نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔ جس کی تفصیل اس سلسلہ کے کسی نمبر میں کی گئی ہے۔

قیامت کے دن رسولوں کو اپنے امتیوں کے حال کی خبر ہوگی

اعتراض

اللہ تعالی سورہ مائدہ رکوع ۱۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

یعنی جس دن جمع کرے گا اللہ تعالی رسولوں کو پھر فرمائے گا کہ تم کیا جواب دیئے گئے، یعنی تمہاری امتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا، وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی علام الغیوب ہے۔

اگر رسولوں کو علم غیب ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہہ دیتے؟

جواب

ایسے اعتراض عموما جہالت سے کیے جاتے ہیں، کیوں کہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لَا عِلْمَ لَنَا فرمادیں گے۔

کیوں کہ سوال یہ ہے کہ تمہارے امتیوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہئے جو ان کو ان کی امت نے دیا تھا، بجائے اس کے یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود علام الغیوب ہے صاف اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق تعالی کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں، اور

یہی متقضائے ادب بھی ہے، اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ میں ہیچ اور لاشئے ہے (تفسیر خازن جلد اول و تفسیر کبیر)

ایک نکتہ اور سنئے!

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ اللہ تعالی کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استادوں کے سامنے کہا کرتا ہے، اللہ تعالی ان لوگوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے آمین۔

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

درود وسلام بواسطہ ملائکہ پہنچنے سے عدم علم غیب کی دلیل ہوہے؟

اعتـــــراضـــــ

صحیح بخاری میں ہے:

درود وسلام حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے پس اگر حضرت غائب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جـــــواب

اگر عقل سلیم سے اس پر غور کریں تو صاف معلوم ہوگا کہ اس سے حضرت کی رفعت شان ثابت ہوتی ہے آپ کے لئے عدم علم غیب ثابت کرنا سراسر جہالت اور گمراہی ہے، اگر یہی ذہن رسا ہے تو کیا تعجب ہے اللہ تعالی پر بھی اعتراض کردیں کہ ذکر اللہ فرشتے لے جاتے ہیں اور اعمال خلق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں تو یہ بھی کہہ

دیجئے کہ اللہ تعالی اگر علم الغیب ہوتا تو فرشتے کیوں عمل لے جاتے؟ ایسے واہی شبہات سے اللہ تعالی محفوظ رکھے، اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے مگر یہ امور انتظام وحکمت پر مبنی ہیں علی ہذا القیاس حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہر درود خوان کا درود شریف بلا واسطہ خود بھی سنتے ہیں اور بالواسطہ بھی آپ کو پہنچتا ہے (اس کی تفصیل رسالہ فضائل درود وسلام میں لکھی گئی ہے جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں شائع ہوگا اس کتاب میں مفصلہ ذیل مضامین کو وضاحت سے ارقام کیا ہے، فضائل درود شریف، قرآن مجید، احایث نبویہ اور حکایات صالحین سے، درود شریف کی ڈاک کے پہنچنے کا حیرت انگیز خدائی انتظام بالواسطہ اور بلا واسطہ، اور درود شریف کے چند شبہات اور اعتراضات کے دندان شکن جواب (زیرطبع)

اپنی امت کو آثار وضو سے شناخت کرنا عدم علم غیب کی دلیل ہے؟

اعتراض

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور آپ قیامت کے روز اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے، فرمایا کہ آثار وضو سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے، پس اس حدیث سے جہلاء یہ ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو آپ شناخت کے لئے یہ کیوں فرماتے؟

جواب

یہ بھی ویسا ہی اعتراض ہے کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہوں گے حضور علیہ الصلاۃ والسلام انہیں اپنے صحابی کہہ کر پکاریں گے اور بلائیں گے تب حضرت سے عرض کیا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے آپ کو ان کا حال معلوم نہیں، تو کیا

ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پاؤں اور پیشانیاں چمکتی ہوں گی جو حضور یہ فرمائیں گے کہ میرے صحابی ہیں اور اگر نہ چمکتی ہوں گی تو کیسے بلائیں گے، جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ حضور کو وہاں آثار وضو معرفت کا ذریعہ ہے، افسوس ہے ایسی عقل وسمجھ پر،

لو سنئے! اس اعتراض کا جواب، چونکہ اس موقع پر حضرت کو وضو کی فضیلت بیان کرنا مقصود تھا اس لئے یہ فرمایا کہ میری امت پر خاص فضلِ الٰہی ہے کہ اس روز وہ سب امتوں سے ممتاز ہوگی۔

دیکھئے مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر عزیزی پارہ اول میں ارقام فرماتے ہیں۔

دیلمی از ابو نافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند مُثِّلَتْ لِیْ اُمَّتِیْ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ یعنی تصویرات امت من در آب وگل ساختہ بمن نمودند

دیلمی نے ابو نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیفرمایا:

مجھے میری امت کی تصویر پانی میں مٹی میں بنا کر مجھے دکھائی گئی۔

بعض روایات میں ہے:

فَعَرَفْتُ حُسْنَهَا وَسَيِّئَهَا میں نے ان کے نیک وبد کو پہچان لیا۔

کیا اب بھی کسی کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب داں ہونے میں شک وشبہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ بے ادبوں کو ہدایت بخشے

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

کسی سے پوچھنا کہ تم کون ہو عدم علم غیب کا ثبوت ہے؟

اعتـــــــراضـــــــــــ

صحیح بخاری میں مروی ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضور نے فرمایا کون ہے انہوں نے عرض کیا کہ میں،

آپ نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں، گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا،

اس پر بعض جہلا یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت غیب داں ہوتے تو آپ کیوں پوچھتے کہ تم کون ہو؟ کیوں کہ آپ کو تو پہلے سے ہی معلوم تھا۔

جـــــــــواب

حضرت کا مَنْ ذَا (یہ کون ہے) فرمانا، حضرت کے عدم علم غیب کی دلیل نہیں ہوسکتی، کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى کے جوب میں فرماتا ہے:

اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تم ایمان نہیں لائے،

تو معترض یہاں بھی کہہ دے گا کہ معاذ اللہ اگر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا: کیا تم ایمان نہیں لائے،

یاد رہے کہ ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوا کرتی، بلکہ اس میں حکمت ہوتی ہے۔ علی ہذا الحدیث میں بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتا ہے میرے بندے کیا کرتے ہیں، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں

چھوڑا ہے؟

غرض یہاں تو حضرت کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے، وہ اہل ایمان پر بخوبی روشن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب کی تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ جب تم کسی کے مکان پر آؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو ''میں،، نہ کہہ دیا کرو! بلکہ نام بتلایا کرو، اور ایک لفظ ''میں،، کہہ دینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسندیدہ ہے، افسوس ہے کہ معترض کو اس میں شبہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے، حالاں کہ ان کے اصحاب کو ان کے آل اطہار کو، ان کے اولیاء امت کو یہ سب علوم روشن ہیں، اللہ تعالی اس قسم کے معترضین کو چشم بصیرت عطا فرمائے، تا کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بے ادبی کرنے سے بچ بچا کر جنت میں داخل ہوں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

مقدمہ میں خلاف فیصلہ کرنے کا خوف عدم علم غیب نہیں

اعتـــــــراض

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے والوں کو سنا آپ نے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں، میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں، شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو، اس کی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں، اور اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں، وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں،

اس حدیث سے بعض جہلاء حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب داں نہ ہونا اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب داں ہوتے تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا۔

جـــــــــواب

اس کلام سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مقصود محض تہدید ہے، کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لئے زبان قوتیں خرچ کریں، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِّنْكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ (ترمذی)

یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلا دوں، تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہے۔

مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ، تو اس سے حاصل کیا، بفرض محال اگر میں تمہاری تیز بیانی اور شیریں بیانی سن کر تمہیں دوسرے کا حق دلا دوں تو بھی فائدہ کیا، وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو، مقصود تو اس حدیث سے یہ تھا مگر معترض نے اس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے عدم علم غیب پر استدلال کیا، اگر حضرت کسی کا حق کسی دوسرے کو دلا دیتے، تو بھی کچھ جائے عذر تھی، کہ اب تو کچھ شبہ کا موقع ہے، کہ حضرت نے کسی کا حق کسی اور کو دلا دیا۔

مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی دخل نہیں کہ حضور نے ایک کا حق دوسرے کو کیوں دلا دیا، بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیہ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے، اگر بالفرض ایسا ہو

تو بھی کچھ فائدہ نہیں، دیکھئے! ایسا ہی شرطیہ قرآن مجید میں بھی وارد ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ○

اے میرے حبیب لوگوں کو فرمادیجئے! اگر رحمٰن کے لئے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں۔

کیا یہاں پر بھی معترض صاحب یہ کہہ دیں گے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے بیٹا ہونے کا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ)

خوب یاد رکھو! کہ یہ کلام شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے، بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے، چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے، اور علیٰ ہذا حدیث زیر بحث میں بھی مقدم میں فرض محال ہے، یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے ایسا نہ ہو کہ باعث بے ادبی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضل ربانی سے محروم رہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا شہد چھوڑنا عدم علم غیب پر دلیل ہے؟

اعتراض

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو شہد بہت پسند تھا اور آپ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اکثر تشریف فرما ہو کر شہد نوش کیا کرتے تھے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشورہ دیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول حضرت تشریف لائیں، وہ آپ سے یہ کہہ دے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، آپ

فرمائیں گے کہ میں تو شہد پیا ہے، تو اس کے جواب میں آپ یوں عرض کریں کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہوگی، چونکہ آپ کو بد بو سے نفرت ہے اس لئے آپ شہد پینا چھوڑ دیں گے اور اس طریق سے ان کی نشست زنیب رضی اللہ عنہا کے پاس کم ہو جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلا نے قسم کھائی کہ اب میں کبھی شہد نہ پیوں گا، تو اس پر یہ آیت اتری:

يَآاَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ؕ

اے پیغمبر تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کر دیا ہے تیرے لئے۔

بعض جہلاء اس حدیث سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب دان نہ ہونا اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلاۃ :السلام غیب داں ہوتے، تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے پر قسم کھالیتے؟

جـــــــــواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر شہد چھوڑ دیا، تو اس کو علم غیب سے کیا تعلق سنئے! قرآن مجید کے مبارک الفاظ یہ ہیں:

تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۝

جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا، بھلا اس کو علم غیب سے کیا واسطہ، حضور علیہ الصلاۃ والسلام اچھی طرح جانتے تھے کہ اس میں بد بو نہیں ہوتی مگر چونکہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے، کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔

بنابریں اس وقت ازواج مطہرہ سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی، اور ان کی

رضامندی کے لئے انہیں شہد چھوڑنے کے اطمینان دلادیا پھر اس پر یہ بھی فرمایا کہ اس کا کہیں ذکر نہ کیا جائے، مدعا یہ تھا کہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا جن کے پاس شہد پیا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی اطلاع نہ دی جائے، کیوں کہ اس سے ان کو ملال ہوگا، لیکن آپ کسی کی دل شکنی کرنا نہیں چاہتے تھے، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری اور مسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کئے ہیں:

فَدَخَلَ عَلٰی اَحَدِهِمَا فَقَالَتْ: لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ، لَاتُخْبِرِىْ بِذٰلِكَ اَحَادًا يَبْتَغِىْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِهٖ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا وحفصہ رضی اللہ عنہما میں سے کسی کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور انہوں نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے منہ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں، تو حضور نے فرمایا:

کچھ مضائقہ نہیں کیوں کہ ہم نے تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پیا ہے۔

الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ میرے منہ سے مغافیر کی بو کا کوئی تعلق نہیں، اور نیز یہ بھی کہ ان کا منشایہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں، اس لئے محض ان کی رضامندی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم ان کی طرف پھر عود نہ کریں گے، بلکہ قسم کھاتے ہیں، کہ پھر شہد نہ پئیں گے، مگر تم کسی کو اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا، یہ اس لئے فرمایا: کہ اگر زینب رضی اللہ تعالی عنہا کو اس کی خبر پہنچی تو ان کی دل شکنی ہوگی۔

افسوس ہے! ان لوگوں کے سمجھ پر کہ وہ اندھا اعتراض کئے جاتے ہیں، مگر ان واقعات کے اسرار اور موز کو نہیں سمجھتے، اللہ تعالی ایسے لوگوں کو چشم حق بیں عطا

فرمائے، تاکہ ایسے خیالات سے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان اور بے ادبی پر دال ہیں بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ملا علی قاری...... انبیاء واولیاء کو عالم الغیب جاننے والا

اعتراض

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم الله تعالی احیانا و ذکر الحنفیة بمعارضة قوله تعالی:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۝

پس جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نہیں جانتے مگر وہ جو اللہ تعالی نے ان کو بتایا اور حنفیوں نے تبصریح کفر کا فتوی دیا، اس اعتقاد کے رکھنے پر کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام غیب جانتے ہیں بمقابلہ اس قول اللہ تعالی کے کہو، اے محمد ﷺ نہیں جانتا غیب کو کوئی بھی جو زمین وآسمان میں رہتا ہے، مگر اللہ تعالی؟

جواب

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی اس غیب پر حکم تکفیر فرماتے ہیں جس پر دلیل نہ ہو، اور اس سے ہم بھی قائل ہیں، کہ جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہے، جس کو ہم رسالہ میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں، رہا وہ جس پر دلیل ہے، وہ علم اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلاۃ والسلام کو مرحمت فرمایا ہے، دیکھئے یہی ملا علی قاری

رحمہ اللہ تعالی شرح شفا قاضی عیاض کی جلد اول میں ارقام فرماتے ہیں:

مااطلع علیه من الغیوب ای الامور الغیبة فی الحال وما یکون ای سیکون فی الاستقبال۔

مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو امور غیبیہ حال واستقبال پر مطلع فرمایا ہے۔

پھر یہی علامہ مرقات شرح مشکوۃ شریف جلد ۵ میں ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی سے نقل فرماتے ہیں:

دل ذلک علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدء والمعاد والمعاش وایراد ذلک کله فی مجلس واحد من خوراق العادة امر عظیم۔

یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں مبدء و معاد دنیا وآخرت سب کی خبر دی اور یہ خوراق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے۔

الحاصل ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اس میں منحصر ہے، بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے، اس سے وہی ذات پروردگار ہی واقف ہے جس نے یہ نعمت غیر مترقبہ عطا فرمائی۔

پھر یہی علامہ شرح بردہ میں ارقام فرماتے ہیں:

ویکون علو مهمامن علومه صلی الله علیه وسلم ان علومه تنوع الخ۔

لوح وقلم کا علم آپ کے علوم میں سے ہونا اس طرح ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں، کلیات جزئیات، حقائق، عوارف ومعارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک

نہر آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہے (ایسا ہی شرح شفا جلد اول میں ہے)

اب بتلایئے کہ یہی امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں، اور اس وضاحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کے سب امور سے واقف تھے، بلکہ اس کی اطلاع بھی دی، کیا یہی علامہ اس اعتقاد والے کو کافر کہتے ہیں، مخالفین کہ سمجھ پر تعجب آتا ہے، کہ وہ کس قسم کے ہیں، جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ بھلا یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ علامہ موصوف اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتوی دیں۔ غرض عبارت زیر بحث میں اسی غیب کے اعتقاد کی تکفیر کی گئی ہے جس پر دلیل نہیں، یعنی علامہ موصوف نے کسی مخلوق کے بالذات اور بے تعلیمِ الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے اور اسی پر ہمارا بھی اعتقاد ہے۔

راس المحد ثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی ہمعات میں ارقام فرماتے ہیں:

سنت اللہ براں جاری شدہ کہ چوں نفس بناطقہ کسبا وحیلۃ بمرتبہ رسد اورا امور غائبہ منکشف شوند۔

یعنی سنت اللہ اس پر جاری ہے، کہ جب نفس ناطقہ کسب اور حیلہ سے اس مرتبہ تک پہنچ جائے، تو اس پر امور غائب منکشف ہو جاتے ہیں۔

کیا ماسوی اللہ کسی کو عالم الغیب جاننا نص قرآنی کے خلاف ہے؟

اعتــــــــراض

شامی جلد ۳ میں مرقوم ہے کہ غیب کا دعوی نص قرآن کے معارض ہے، پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحا یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کر

لی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔

جـــــــــواب

درمختار میں مرقوم ہے:

وفیھا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد الله تعالی له وبه لان ارادته تعالی غیب الا الفقهاء فانهم علموا ارادته تعالی بهم لحدیث الصادق المصدوق: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جانتا نہیں کہ اللہ تعالی کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ دارین، میں اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارادہ غیب ہے، مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں، اس لئے کہ وہ جان گئے ہیں اللہ تعالی کے ارادے کو جو ان کے ساتھ ہے، رسول صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالی خیر کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر و ثابت ہو گیا کہ فقہ میں جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بغیر تعلیمِ الٰہی کے کسی کو عالم الغیب کہنا کفر ہے، مگر تعلیمِ الٰہی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور اولیاء اللہ کا عالم الغیب ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

کیا اب بھی کوئی معترض حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے جبکہ ان کے ہر ایک اعتراض اور شک کا ایسا تسلی بخش جواب دیا ہے اگر وہ عقل سلیم رکھتے ہوں، تو ان کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں، اللہ تعالی چشم بصیرت عطا فرمائے، تاکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بے ادبی سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

علم غیب الرسل کے متعلق ایک زبردست مناظرہ

اعنی فیمابین مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد اپنے اخبار اہلحدیث میں ارقام فرما ہے:
کہ جب میں آرہ ضلع پٹنہ کے مباحثہ آریہ سے واپس آرہا تھا، تو راستہ میں خیال آیا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ تعالی کی ملاقات کرنی چاہیے، چنانچہ میں بریلی اسٹیشن پر اتر کر سیدھا مولانا صاحب کی قیام گاہ میں جا پہنچا، اور موقعہ پاکر میں نے مولانا صاحب سے علم غیب کے متعلق بحیثیت طالب علم چند سوالات کیے جن کا جواب انہوں نے بتفصیل ذیل دیا، اس میں کچھ شک نہیں ہے، کہ مولانا صاحب بڑے متبحر عالم اور فاضل اجل ہیں، لیکن نہ معلوم انہوں نے خلاف سلف صالحین اپنا عقیدہ بعض مسائل میں کیوں اختیار کیا ہوا ہے (مناظرہ مفصلہ ذیل

لے معلوم نہیں ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے اس مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا خاطر کی ہوگی، اور کیسے کیسے دندان شکن جواب دیئے ہوں گے لیکن جو کچھ انہوں نے اپنی ایمانداری سے اس مناظرہ کو ارقام کیا ہے، اس کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے، لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے مولانا صاحب کے آخری جواب کو ادھورا چھوڑ دیا ہے نہ معلوم اس میں کیا چالاکی اور راز مخفی ہے، لیکن راقم الحروف نے اولیائے عظام کی روحانی قوت سے سلف صالحین کی معتبرہ کتب سے منہ توڑ دلائل اخذ کر کے اس جواب کو مکمل کر دیا ہے، امید کہ مولانا مرحوم کی روح مبارک میرے اس جواب سے نہ صرف خوش وخرم ہوگی بلکہ دل وجان سے دعا کرے گی کہ اللہ مجھے اور میری اولاد کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور جمیع حوادث سے محفوظ رکھے (مصنف)

ہے)

مولوی ثناء اللہ غیر مقلد:

کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانتے ہیں؟

مولانا احمد رضا صاحب مقلد:

ہاں میں مانتا ہوں! کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون، یعنی گذشتہ اور آئندہ کا علم عطا فرمایا تھا۔

غیر مقلد:

کیا آپ اپنے دعوی کے ثبوت میں کوئی منقول دلیل پیش کرتے ہیں؟

مقلد:

ہاں! بے شمار دلائل ہیں، چنانچہ من جملہ ان کے ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے کلام و معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ (سورۃ نحل رکوع ۱۲)

یعنی قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے۔

غیر مقلد:

آپ کی اس پیش کردہ دلیل سے یہ ثابت ہوا، کہ قرآن مجید میں جس قدر گذشتہ اور آئندہ کے متعلق بتلایا گیا ہے، اسی قدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔

مقلد:

بے شک اسی قدر تھا مگر قرآن دانی کے سات مراتب ہیں، ایک تو علماء کا حصہ ہے، چار اولیاء اللہ کا اور دو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں میں سب کچھ ہے (جیسا کہ اس کتاب میں اپنے محل پر احادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے، مصنف)

غیر مقلد:

قرآن[2] مجید میں تو متعدد مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی ہے، چنانچہ من جملہ ان کے ایک دلیل یہ ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (سورۃ نحل رکوع ۵)

یعنی اے میرے حبیب کہہ دیجئے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مقلد:

ایسی آیات کی صحیح تفسیر تو یہ ہے کہ اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہے اگر آپ اس کو نہ مانیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو علم غیب بعد میں عطا ہوا، چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ نحل رکوع ۱۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ○

---

[2] غیر مقلد صاحب آپ کے پیش کردہ دلائل سے لاجواب ہو کر چالا کی سے دوسری طرف چلے گئے ہیں، (مصنف)

ہم نے نازل کیا تیرے اوپر کتاب کو ہر چیز کا بیان اور رحمت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے۔

غیر مقلد:

کیا آپ بتلا سکتے ہیں، کہ یہ آیت نفی والی آیت کے بعد نازل ہوئی؟

مقلد:

بیشک یہ آیت نفی والی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے، جیسا کہ محققین مفسرین نے تصریح کی ہے (دیکھو تفسیر روح البیان وعرائس البیان وغیرہ) علاوہ ازیں یہ اعتراض آپ پر بھی وارد ہو سکتا ہے کہ کیا یہ آیت نفی والی آیت زیر بحث کے بعد نازل ہوئی ہے؟

غیر مقلد:

میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا، کہ کون سی آیت پہلے اتری ہے کیوں کہ احادیث میں اس کی تصریح نہیں ہے، لیکن یہ آگے پیچھے کا احتمال آپ کے لئے مضر ہے، کیوں کہ آپ کے دعوے کی یہ دلیل ہے، اور اصول کا قاعدہ ہے۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مقلد:

واہ صاحب آگے یا پیچھے کی کیا بات ہے جب قرآن مجید سارے کا سارا نازل ہو گیا، تو پھر آپ کا علم (غیب) بھی کامل ہو گیا کیوں کہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے جیسا کہ کل شی سے ظاہر ہوتا ہے۔

غیر مقلد:

کل شیء سے آپ کی کیا مراد ہے کیا، خاص یا عام؟

مقلد:

کل شئ عام ہے خاص نہیں ہے۔

غیر مقلد:

میری دانست میں تو عام نہیں ہے، بلکہ مذہبی احکام مراد ہیں، جیسا کہ دوسری آیت میں تصریح ہے، مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ (سورہ شوری رکوع ۵)

اے نبی اس کتاب کے نزول سے پہلے تو نہیں جانتا تھا، کہ کتاب کیا ہوتی ہے، اور ایمان کیا ہوتا ہے، علاوہ ازیں کل شیء عام ہوتا تو شرح فقہ اکبر میں یہ کیوں لکھا ہوتا۔

جزم الحنفية لكفر من اعتقد ان النبى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب۔

تمام حنفی علماء نے اس شخص کے حق میں کفر کا فتوی دیا ہے، جو یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں تھے؟

مقلد:

اس سے مراد ذاتی علم غیب کی نفی ہے، ہم تو ذاتی نہیں کہتے بلکہ عطیہ الہی کہتے ہیں۔

غیر مقلد:

اگر ذاتی کی نفی ہوتی تو فتوی قاضی خان اور بحر الرائق وغیرہ کتب فقہ میں یہ کیوں لکھا ہوتا:

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد النكاح ويكفر لاعتقاده ان النبی صلی الله عليه وسلم يعلم الغيب -

یعنی جو شخص اپنے کسی معاملہ پر خدا اور رسول کو گواہ کرے وہ کافر ہے، اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں علم غیب نہ تھا تو پھر بھلا وصال کے بعد کیسے ممکن ہوسکتا ہے، حالانکہ کسی واقعہ کا جاننا جیسا ذاتی علم سے ہوتا ہے وہبی ۔ سے بھی ہوسکتا ہے پس اگر علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہبی ہوتا تو وہ شخص کافر کیوں ہوتا؟

مقلد:

اس عبارت کے متعلق بعض محققین علماء یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ وجہ لزوم کفر شرکت ومساوات نبی علیہ الصلاۃ والسلام بحق سبحانہ بنظر ظاہر الفاظ ہے، جس سے وہم ہوتا ہے کہ جیسے خداوند تعالی عالم ہے، ویسے ہی رسول اکرم عالم ہیں لہذا اس کو بعض علماء ضرور کفر کہتے ہیں علاوہ اس کے چونکہ ابتدائے فتوی قالوا سے ۔ ہے لہذا، یہ قول صاحب فتوی قاضی خان کے نزدیک ضعیف ہے، کہ فقہاء قول ضعیف کو ..ں پر مجہول کر دیتے ہیں اور اس کی نسبت اپنی طرف ناپسند کرتے ہیں، اور قالوا لکھتے ہیں یعنی بعض لوگ یوں لکھتے ہیں، غرض قالوا غیر مستحسن اور غیر مروی عن الائمہ پر دلالت کرتا ۔ ہے، جیسا کہ شرح منیۃ المصلی میں مذکور ہے، پس مرجوح ہونا اور ضعیف ہونا ثابت ہوا

(یہاں تک تو مولوی ثناء اللہ غیر مقلد نے اپنے اخبار میں لکھا ہے، لیکن چونکہ یہ جواب نامکمل ہے، اس لئے مؤلف کتاب اس جواب کو شرح وبسط کے ساتھ لکھتا ہے)

مصنف کی توجیہ وتوضیح

درمختار میں مرقوم ہے کہ لفظ قیل قولہ بعض اور ضعیف پر دلالت کرتا ہے لیکن شامی شارح درمختار نے تو صاف طور پر اس کی تردید کر کے فرمایا:

انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب۔

کافر نہیں ہوتا کیوں کہ اشیاء حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر پیش کی جاتی ہیں، اور نیز انبیاء بعض غیب کو جانتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ O

نہیں ظاہر کرتا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس سے راضی ہو گیا رسولوں میں سے۔

طحاوی حاشیہ درمختار میں ہے:

یکفر لعل وجهه انه حلل ماحرم الله تعالی لان الله تعالي لم یجعل النکاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلك فقد خالف۔

یعنی کفر کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس شخص نے حلال وجائز سمجھ لیا اس چیز کو جسے اللہ تعالے نے حرام کیا تھا کیوں کہ اللہ تعالی نے نہیں حلال کیا نکاح مگر ہم جنس

گواہوں سے، پس جب اعتقاد کرلیا بغیر اس کے تو تحقیق اس نے اس کے خلاف کیا،

وفی شرح الملتقی:

لانه ادعی ان الرسول علیه الصلاة والسلام یعلم الغیب۔

شرح ملتقی میں ہے کہ اس نے غیب دانی رسول کا اعتقاد کرلیا۔

وقال شیخ زاده نقلا عن التاتارخانیه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم فیعرف بعض الغیب قال الله تعالی

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝

اور شیخ زادہ نے تاتارخانیہ سے نقل کرکے کہا کہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کیا جاتی ہیں، پس بعض غیب کو آپ پہچانتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا مگر جس سے وہ راضی ہوگیا رسولوں سے۔

طحاوی نے کفر کی یہ وجہ قائم کی کہ انسان کے لئے انسان گواہ چاہئے، یہی حکم خدا ہے، کہ گواہ ہم جنس ضروری ہے، اب جو اس نے غیر ہم جنس کو گواہ بنایا، تو خلاف حکمِ خدا کیا، اور اخیر میں طحاوی نے صاف بیان کردیا کہ شیخ زادہ تاتارہ خانیہ سے نقل کرکے کہتا ہے کہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ روح مبارک پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب کو جانتے ہیں اور آیت کریمہ غیب دانی کی دلیل ہے،

عقل سلیم والے غور فرمائیں کہ جہاں مخالفت میں صرف احتمال قائم ہو تو استدلال باطل ہوجاتا ہے، اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال اس پر شاہد حال ہے

اور فیما نحن فیہا طحطاوی نے ایک گواہ ہم جنس کا احتمال قائم کر دیا، جو استدلال کفر کو باطل کرتا ہے اور پھر اخیر میں جا کر صاف لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ انبیاء کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے، اور اس کو آیت سے مدلل کر دیا، پس باوجود ان باتوں کے شخص مذکور پر کیا کفر کا اطلاق آ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ جب تک دلائل قطعیہ سے ثبوت نہ ہو لے کافر نہیں کہہ سکتے۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء،

صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام جانتے ہیں غیب کو، اور ان پر اشیاء پیش ہوتی ہیں۔

خزانۃ الروایات میں ہے:

فی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا۔

صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام غیب جانتے ہیں، اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں، پس کفر نہیں ہوگا۔

مجموعہ خانی جلد ثانی میں مرقوم ہے:

"در فتاوی حجۃ می گوید، صحیح آن است کہ ایں مرد کافر نہ شود، زیرا کہ اعمال بندگاں بر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام عرض می کنند،"

فتوی حجت میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام غیب جانتے ہیں، اور اعمال امت آپ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

پس ان روایات سے ثابت ہوا کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام غیب جانتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں لفظ صحیح بمقابل فاسد مستعمل ہوتا ہے، چنانچہ عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر میں مرقوم ہے:

پس صحیح کے مقابل قول کفر فاسد ہو کر مردود ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ ہماری تقریر سے قول کفر یا تو مرجوح یا غلط ہو گیا، لہٰذا صحیح قول پر فتوی دینا چاہئے، غیر صحیح پر نہیں، جیسا کہ شامی میں مذکور ہے:

اذاریت بالصحیح او الماخوذ به اوبه یفتی او علیه الفتوی لم یفت بمخالفة،

جب مرجوح صحیح کے، ساتھ یا معمول بہا یا بہ یفتی یا علیہ الفتوی سے رد کیا جائے، تو ان کے مخالف فتوی نہیں دیا جا سکتا۔

عینی شرح صحیح بخاری جلد تاسع میں ہے:

اخرج ابن المبارك فی الزهد من طريق سعيد ابن المسيب ليس من يوم الايعرض على النبی صلی الله عليه وسلم امة غداة وعشية فيعرف بسيما هم اعمالهم فلذلك يشهد عليهم۔

نہیں ہوتا ہے کوئی دن مگر پیش کی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت صبح وشام آپ پہچان لیتے ہیں ان کو ان کی علامتوں اور اعمال کے ساتھ پس اسی لئے ان کے گواہ ہوں گے۔

الغرض ان روایات سے امت کا صبح وشام پیش کیا جانا اور حضرت کا ان کو پہچاننا اور گواہی دینا ثابت ہے، پس باوجود ایسی مستند اور صحیح روایات کے اگر کوئی معترض حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک وشبہ کرے تو اس کی

سخت غلطی اور نادانی ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا فرمائے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

خلاصہ مضمون علم غیب الرسل

خدا تعالیٰ کے نزدیک علم غیب کہتے ہیں:

ماغاب عن الحواس کو جو چیز حواس سے غیب غیب ہو، اور جو بات بذریعہ الہام، وحی و باطنی کشفی طور سے معلوم ہو جائے، اس کو علم غیب بالعرض کہتے ہیں گویا اس غیب کو بالواسطہ اور بالعرض کہا جاتا ہے اور خدا کے علم غیب کو ذاتی۔

سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا کو عالم الغیب کہنے کا کیا مطلب ہے، کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ پہلے تمام عالم خدا سے غائب تھا، پھر اس کو علم ہو گیا، اور وہ عالم الغیب بن گیا، نہیں یہ معنی غلط ہیں، کیوں کہ کل عالم ظاہری و باطنی موجود و غیر موجود کا پہلے ہی خدا کو علم ہے اور ہر ایک موجود و غیر موجود کے انجام و احوال و کوائف اس کو پہلے ہی سے معلوم ہیں، کوئی بات اس کے آگے چھپی اور پوشیدہ نہیں، تو خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب کس طرح ہوا، جب کہ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں، ہے پھر اس کو کس غیب کا علم ہوا، اس بنا پر یا تو یہ کہو کہ خدا کو عالم الغیب کہنا گناہ ہے کیوں کہ کوئی چیز اس سے غیب نہیں یا یہ کہو کہ خدا کی طرح انبیاء و اولیاء بھی عالم الغیب ہیں تو اس سے مساوات لازم آتی ہے جو شرک ہے یا کہو کہ خدا کا علم ذاتی بلا واسطہ اور مستقل ہے۔

جواب

خدا کا علم واقعی ذاتی بلاواسطہ اور مستقل ہے، گویا علم غیب خدا غیر محدود اور لا محدود ہے، اور انبیاء و اولیاء کا علم محدود اور معدود ہے، لیکن غیر محدود کا یہ معنی نہیں ہے کہ ایک شخص دانا عاقل و عالم کے فکر و عقل سے جو چیز خارج ہو وہ غیر محدود ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے علم کی انتہاء نہیں اور اس کے علم پر صرف بس یا حد یا تم آ نہیں سکتا۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہا جائے کہ آپ تمام ما کان و ما یکون کے عالم ہیں، روز ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا، یہ سب آپ کو معلوم ہے، تو یہ غلط اور نا جائز نہیں ہے، کیوں کہ علم محدود معدود ہو گیا، یا کسی ولی کو سمندر کے قطرات کی تعداد معلوم ہے، یا کسی ولی کو تمام روئے زمین کی ریت کے دانوں کی تعداد کا علم ہے، یا کسی ولی کو آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد کا علم ہے، یہ الفاظ خاصانِ حق کی نسبت کہنے شرک نہیں ہیں، بلکہ ان کو شرک کہنے والا صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود مشرک و کافر ہے۔

ہاں اگر کوئی یوں کہے کہ فلاں ولی کو خدا کی طرح علم ہے، یا خدا کے برابر علم ہے، یا ذاتی علم ہے، تو بیشک وہ شخص بالاتفاق مشرک اور کافر ہے، اور یہ کسی جاہل سے جاہل کا بھی عقیدہ نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ مؤمن کو یقین کرنا واجب ہے کہ خدا عالم الغیب بالذات اور بالاستقلال ہے، اور اس کے انبیاء و اولیاء عالم الغیب بالواسطہ غیر مستقل ہیں، اور خدا کا علم غیر منتہی اور غیر محدود ہے، اور نبیوں اور ولیوں کا علم محدود اور قلیل ہے، اب محدود اور قلیل کے یہ معنی نہیں، کہ ہر ایک انسان اپنے قیاس کر کے کہے کہ مجھے اپنے اندر کی خبر نہیں، تو انبیاء و اولیاء بھی اسی طرح ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود بگیر	گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر
ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر	ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ	ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ

غرض اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو بہت دور کے حالات دکھاتا ہے، یہاں تک کہ نبی اپنی امت کے سب حالات حیات اور بعد ممات کے یکساں جانتا ہے، علیٰ ہذا پیر کامل اپنے مریدوں کے۔

بعض جاہل کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو جو بات بذریعہ الہام معلوم ہو، وہ غیب نہیں ہے، افسوس ہے ان کی عقل و دانش پر، جبکہ معنی علم غیب ما غاب عن الحواس کے ہیں، تو اب جو بات بلا اسباب اور بلا واسطہ حواس خمسہ معلوم ہو جائے، اس کو بہر حال غیب کہا جائے گا۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (سورۃ تکویر رکوع ۱)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبریں دینے میں بخیل نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ غیب داں ہیں۔

مشکوۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَاتَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَاتَسْمَعُوْنَ وَاِنِّیْ اَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا۔

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، اور میں جانتا ہوں (جنت اور دوزخ والوں کا) آخر تک جو جنت میں داخل ہوگا یا دوزخ سے نکالا جائے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت اور بصارت عوام الناس سے لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے، کیا اب بھی کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں سمجھنے سے انکار یا شک وشبہ کرسکتا ہے یا اپنی مثل سمجھ سکتا ہے اللہ تعالی رشد وہدایت بخشے، مسلمانو! حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان وعظمت تو ایسی بے مثل اور بے نظیر ہے کہ کوئی اس کا کیا مقابلہ کرسکتا ہے، ایک صاحب کیا ہی اچھا آپ کی شان میں فرماتے ہیں۔

اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا　خالق نے شش جہت کو تیرے لئے بنایا
تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلی　سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے　تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

تمت

خاتمۃ الکتاب

راقم الحروف نے محض اللہ تعالی کے فضل وکرم اور اولیاء ئے کرام کی روحانی تاثیر سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم ماکان وما یکون من جانب اللہ ہونا ،قرآن مجید احادیث نبویہ ، آثار صحابہ اور اقوال بزرگان دین سے ثابت کر دکھایا، اور مخالفین کے ہر ایک زبردست اعتراض کا دندان شکن جواب بھی دے دیا ہے، غرض اس دعوے کے ثبوت میں بے شمار دلائل وبراہین رقم کردیئے گئے ہیں، اب بھی اگر کوئی شخص باوجود ایسے بین اور روشن دلائل کے نہ مانے تو اس میں راقم الحروف کا کوئی قصور نہیں ہے، بقول شیخ سعدی رحمہ اللہ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہء آفتاب راچہ گناہ

جب کسی شخص پر کوئی مفید چیز مضر اثر کرے تو یقیناً اس میں کوئی غرض فاسد ہوتی ہے، لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ وہ کسی طبیب سے تنقیہ کرائے اسی طرح جو لوگ کمالات باطنی کے منکر ہوتے ہیں یقیناً ان کے باطن اصلاح طلب ہوتے ہیں لہٰذا ان کو لازم ہے کہ کسی طبیب روحانی یعنی پیر کامل کی صحبت اختیار کریں، یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما کر اس کے دماغ کو درست کر دے اور یہ مسئلہ سمجھ میں آ جائے۔ اللہ یهدی من یشآء الی صراط مستقیم غرض جو لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک یا انکار کرتے ہیں یا کسی اور طرح سے اعتراض کرتے ہیں آیت کی تفسیر میں ابن ابی شیبہ ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الفتح، امام مجاہد شاگرد ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

انہ قال فی قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط (سورہ توبہ رکوع ۸)

یعنی اے رسول! اگر ان منافقین سے آپ پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ ہم تو بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے، اے رسول! ان کو کہہ دیجئے! کہ کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الفتح، امام مجاہد شاگرد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

انہ قال فی قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ ناقة فلان بوادی کذا و کذا وما

یدریه بالغیب ۔

کسی شخص کی اونٹنی غائب ہوگئی اس کی تلاش تھی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اونٹنی فلاں شخص کی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے،

اس پر ایک منافق نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں فلاں جنگل میں ہے، وہ غیب کی بات کو کیا جانیں۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی، منافقین سے ان کے استہزاء اور ٹھٹھا کرنے کی وجہ اگر پوچھو تو یوں باتیں بنائیں گے، ان سے کہیے کہ کیا تم اللہ تعالی اور اس کے رسول اور ان کے معجزات سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ اے منافقو تم واقعی ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے، یہ اس لئے کہ منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استہزاء اور ٹھٹھا کر کے یہ کہا تھا کہ وہ علم غیب یا غیب کی بات کیا جانیں، اس لئے اللہ تعالی کے حکم سے وہ مسلمان کہلا کر کافر صریح ہو گئے، یہی حال اس وقت کے منافقین کا ہے اور یہی استہزاء اور یہی انکار بصورت استہزاء کیا جاتا ہے، اللہ تعالی ان بے ادبوں اور گمراہوں کو رشد وہدایت بخشے، تا کہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

دعا بدرگاہ رب العالمین

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَارِئِهٖ وَلِكَاتِبِهٖ وَلِسَامِعِهٖ وَلِنَاظِرِهٖ وَلِحَافِظِهٖ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ مِنَ الذُّنُوْبِ الصَّغَائِرِ وَالْكَبَائِرِ كُلِّهَا بِحَقِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَبِحَقِّ

الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْکَامِلِیْنَ وَبِکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

یا الہ العالمین اپنے حبیب پاک کی طفیل سے اس کتاب کے پڑھنے والے سننے والے، مشتہر کرنے والے، تصحیح کرنے والے، ترمیم کرنے اور لکھنے والے کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما، ان کے عمل کے صدقے راقم الحروف اور اس کے والدین کی مغفرت فرما اور خاتمہ بالخیر کر (جنت میں درجات بلند فرما) نیز میرے لخت جگر فرزند ارجمند سعادت مند محمد بشیر ایم، اے ونشی فاضل کو جمیع حوادث روزگار سے محفوظ رکھ دین و دنیا میں اس کو سرسبز اور شاداں کر شرع شریف کا پابند اور سلف صالحین کا متبع کر اور گمراہ فرقوں اور بد صحبتوں سے بچائے رکھ اور اس کو اپنا مقبول بندہ بنا لے آمین ثم آمین،

علاوہ ازیں اہل علم (ہم مشرب) کی خدمت اقدس میں نہایت ادب کے ساتھ میری یہ ناچیز درخواست ہے کہ اگر وہ اس رسالہ میں کہیں غلطی ہو یا کوئی سہو پائیں تو راقم الحروف یا مشتہر کو مطلع فرمائیں تاکہ طبع ثانی میں اس کی اصلاح کی جائے کہ سہو خطا لازمہ بشریت ہے، اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کو گمراہ فرقوں کے برے عقائد سے محفوظ اور سلف صالحین کے صحیح عقیدے پر قائم رکھے! آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَ شَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

التماس بجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فریاد ہے اے شافع محشر میری فریاد

اس ناؤ کا کھیوا نہ کوئی تیرے سوا ہے

فتنوں سے بچا وقت سے فتنوں کے خدایا

تیرا ہی بھروسہ ہے سہارا ہی ترا ہے

محبوب خدا اب تو بلا لیجئے جلدی

اس ہند سے دل اب تو بہت تنگ ہوا ہے

خواہش ہے یہی دل کی تمنا بھی یہی ہے

خار مدینے کا میرے دکھ کی دوا ہے

شاہا مجھے جلدی سے بلا لیجئے اب تو

مشتاقِ در پاک یہ نرغہ میں پھنسا ہے

دیکھو نہ کبھی ہند میں مر جائے یہ شیدا

شاہا یہ ترے در کا کمینہ ہی گدا ہے

تقریظ

قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

اللہ جل جلالہ نے کائنات کو پیدا کر کے اس کی تخلیق کا مقصد بھی بیان کیا اور پھر کائنات کی ہر چیز کو ایک درجہ عطا کیا اسے فضیلت دی ہر ایک سے بڑھ کر فضیلت انسان کو عطا ہوئی اور انسانیت میں بھی سب کے سردار اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا، اور سرداریاں جو ہوتی ہیں وہ جہاں دنیاوی عقل وشعور سے ہوتی ہیں مال ودولت سے ہوتی ہیں وہاں علمی فضیلت وبرتری سرداری کا ایک اہم جزء ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی جل جلالہ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی علمی طور پر فضیلت کو فرشتوں کے سامنے واضح کیا، اور اسی علم کی وجہ سے ان کی فضیلت عالمین کے سامنے روشن کردی۔

مالک ہے جو چاہے کرے ہر چیز اس کے قبضہ واختیار میں ہے، جسے جو چاہے عطا کرے، لہذا اس نے جب ہمارے آقا ومولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر سیادت عطا کی تو ان سے بڑھ کر علم بھی عطا کیا، یہ ضابطہ واصول ہے کہ امامت کا مستحق سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے اسی لئے جب نبی کریم معراج کی رات مسجد اقصی پہنچے تو اللہ تعالی جل جلالہ نے آپ کی عظمت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی موجود تھے مگر آپ نے وہاں امامت کروائی سب پیچھے تھے کسی کو اعتراض نہ ہوا کہ میں مستحق ہوں یا فلاں مستحق ہے، بلکہ سب نے امام تسلیم کرتے ہوئے پیچھے نماز ادا فرمائی رب کریم نے اپنے خلیفہ اول سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے فرمایا:

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

تمام اشیاء کے نام سکھادئے

کوئی کسی نام کو مستثنیٰ نہیں کر سکتا کہ یہ نام نہیں سکھایا تھا کیونکہ اللہ تعالی نے کلھا کی تاکید ذکر کردی اب تو گنجائش ہو بھی سکتی تھی تو نہ رہی، دروازہ بند کر دیا گیا۔

جب حضور سید عالم امام ہوئے امام برتر و بالا ہوتا ہے تو سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے بلاشک آپ کا علم بھی برتر و بالا ہوگا، اب ہم انبیاء کے علوم کی کوئی حد بندی نہیں کرسکتے کہ انہیں یہ معلوم تھا اور یہ معلوم نہیں تھا، ایسا کرنا بے ادبی سے باہر نہیں ہوسکتا اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ان کے فضائل و کمالات کو تسلیم کیا جائے اور ادب کے دامن کو نہ چھوڑا جائے کہ اس سے ایمان ضائع ہوتا ہے اور بندہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے

اس موضوع پر دلائل کا اندازہ کرنا مشکل ہے، البتہ حضرت علامہ مولانا ابو البشیر مولوی محمد صالح سجادہ نشین بن مولوی مست علی نقشبندی میتر انوالی سیالکوٹ رحمہ اللہ تعالی نے بے مثال کتاب مرتب کی ہے، یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے دلائل کا ایک وافر ذخیرہ ہے اس سے فیضیاب ہونا اور ہر طرح سے ادب کو اپنانا ہر سلمان کا اولیں فریضہ ہے، کہ

از خدا خواہیم توفیقِ ادب

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

یہ بے ادبی ہی تھی جس کا خیال شیطان لعین کو نہ آیا اور اس نے برملا خالق کائنات کے سامنے کہہ دیا:

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

کہ میں اس سے بہتر ہوں کہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔

اس بات میں اس نے کم از کم دو بے ادبی کی باتیں کی ہیں۔

ایک تو اس نے حکم خداوند کے خلاف کیا۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے جسے فضیلت دی اس کی فضیلت کو ماننے سے انکار کر کے اس کی توہین و بے ادبی کی۔

تیسری ایک بات جس کا وجود اس کے اندر تھا اس سے ظاہر ہوئی کہ وہ متکبر تھا معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے گستاخ میں یہ تینوں امور بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے، جیسا کہ شیطان کے اس عمل کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ردِ عمل یہ ہوا کہ فرمایا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝

کہ نکل جا تو تو بیشک مردود ہے۔

اس سے بحث وغیرہ یا دلائل پوچھنے کی ضرورت ہی نہ محسوس فرمائی بلکہ رد کر کے ہمیشہ کے لئے نبی کے غلاموں پر واضح کر دیا کہ تمہیں ایسے لوگوں سے دلائل مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بہت سارے دلائل اس کتاب میں آپ کو ملیں گے ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کو دیکھ کر فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں، تو آپ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کے صحابہ نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے پیچھے نئی نئی باتیں گھڑ لیں۔

معترض کا اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول کو علم ہے تو آپ نے غیر صحابہ کو کیوں کہا کہ میرے صحابہ ہیں اور پھر کیوں ضرورت پڑی کہ آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے صحابہ نہیں وغیرہ وغیرہ؟

جواب یہ ہے کہ بھائی آپ کو کس نے بتایا ہے کہ یوں ہوگا؟

اگر آپ کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے بتایا ہے۔

تو پھر سوال یہ کہ اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ بتانے والے کو خود علم نہیں؟

یہ بات کرنا تو نری جہالت وحماقت ہے، معاذ اللہ!

حضور خبر دیں تو ہمیں پتا چلے کہ یہ کام یوں ہوگا، اور پڑھنے والا اعتراض کی ٹھان کر چل پڑے بہت بڑے افسوس کا مقام ہے۔

اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ

عاقلاں را اشارہ کافی باشد

کبھی کوئی بات ہو اور حضور صحابہ کرام سے سوال کریں تو صحابہ کا عمومی جواب یہ ہے:

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔

کسی صحابی سے یہ عقیدہ قطعاً نہیں ثابت کیا جا سکتا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا علم نہیں تھا نبی اور علم لازم وملزوم ہیں جہاں نبوت ہے وہاں علم بھی ہے اگر علم نہیں تو جہالت ثابت ہوگی جو انبیاءِ کرام کی نسبت سے محال ہے، یہ مقام بہت بلند ہے اس سے جہالت کو کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور گستاخ لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائے ادب کی توفیق بخشے اور ہدایت بھی عطا کرے! آمین؟ ثم آمین!

اور مولانا محمد صالح رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی محنت اور جدوجہد سے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم کتاب کو قبول فرمائے!

ذریعہ نجات وہدایت بنائے!

انہیں قبر میں حضور کی خصوصی عنایات سے نوازے!

اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے!

پڑھنے والوں کو عقل وشعور سے پڑھنے کی توفیق عطا کرے کہ تعصب کی پٹی ہٹا کر پڑھیں! اور لکھنے کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو یعنی عوام کی ہدایت۔

میں نے اس کتاب کو حرف بہ حرف پڑھا، تصحیح کا شرف حاصل ہوا نیز کہیں اپنے انداز سے کچھ تبدیلی بھی کی اور کہیں سمجھ یہ کہتی تھی کہ تبدیلی کر دی جائے مگر مصنف کے اندازِ سادگی کے پیش نظر اسی طرح رہنے دیا ہے، مثلاً صاحب کتاب کا ایک یہ انداز ہے کہ ہر ایک دلیل کے آخر میں دعاءِ ہدایت بھی دیتے ہیں، اور ساتھ دعا کرتے ہوئے یہ شعر درج فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

جس سے ان کا رہنمائی میں اور تحقیق میں پُر خلوص ہونا ثابت ہوتا ہے آگے ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے جسے چاہے جس کے واسطے سے چاہے ہدایت عطا فرمادے۔ نیز ان کی آخر میں دعا بھی اس کی دلیل بین ہے۔

اس کتاب کو میں نے اس موضوع پر کافی ووافی پایا اور بہترین سمجھا اس لئے مجھے شوق ہوا کہ میں اس پر اپنی رائے لکھ دوں، لہٰذا وہ آپ کی نظر ہے، استفادہ کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کا صدقہ ہمیں اپنی بندگی میں قبول فرمائے اور ادب کرنے والوں میں سے کردے! آمین بجاہ نبیہ الکریم

اس کتاب کا حصول

اس کتاب کی اشاعت ثانیہ مولانا محمد نعیم اللہ صاحب کی عظیم اور قابل تحسین

سعی ہے اکثر بتاتے رہتے ہیں کہ میں کوئی پچاس لائبریریاں پھول چکا ہوں کئی ایسے حضرات بھی ہیں جو تعاون کرتے ہیں کئی ایسے بھی ہیں جو تعاون تو کجا لائبریری کے اندر جانے کی اجازت بھی نہیں دیتے اس کے باوجود پچاس لائبریریاں چھاننے کا موقعہ پایا اور اس طرح مختلف کتابیں حاصل کر کے شائع کیں اور کر رہے ہیں کروا رہے ہیں۔

یہ کتاب اسی طرح ایک جستجو کا نتیجہ ہے کہ میرے پاس میرے حضرت قبلہ پیرومرشد شیخ الحدیث والتفسیر محرم اسرار خفی وجلی حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالضیاء محمد علی قادری شطاری ضیائی فاروقی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتب تھیں نعیم اللہ صاحب نے ایک دن پوچھا آپ کے پاس کوئی پرانی نایاب کتب ہیں میں نے کہا ہیں اس نے کہا ان میں کوئی اشاعت کے قابل کتاب ہو میں نے کہا آپ آئیں اور دیکھ لیں اس طرح انہوں کئی کتابیں چھان بین کے بعد نکالیں اور کمپوزنگ اور تصحیح کا عمل ہمارے سپرد ہوا ہم نے یہ کام اپنی ہمت کے مطابق کرنے کی کوشش کی اور کتاب چھپ کر آپ کے پاس پہنچ گئی، اللہ تعالیٰ انہیں بھی اجر جزیل سے نوازے دنیا وآخرت کو بھلا کر دے! آمین

قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

مدرس جامعہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموکی

خطیب جامع مسجد عمر چشمہ فیض محمدی عمر روڈ کاموکے

خلیفہ وجانشیں: آستانہ عالیہ قادریہ شطاریہ ضیائیہ کوٹلی پیر عبدالرحمٰن لاہور

۱۰ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

۹ دسمبر ۲۰۰۸ء

بروز منگل عیدالاضحیٰ مبارک کا یوم سعید عشا کی اذان ہو چکی ہے

عرض مرتب

الحمدللہ! بیٹھے بیٹھے ایک دن اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کے جذبہ کے تحت کام کرنے کا خیال دل میں ڈالا تو میں نے اشاعتِ کتب نادرہ کی طرف توجہ کی اس طرح اُن کتابوں کا انتخاب کیا جن کی اشاعت کو عرصہ گزر چکا تھا قریب تھا کہ وہ مصنفین کی طرح ہمیشہ کے لئے زمین کی تہہ میں دفن ہو جاتیں۔

مختلف لائبریریوں میں گیا کتب دیکھیں اور جن کو مناسب سمجھا فوٹو کاپیاں کر کر کے حاصل کیا، اس پر کم وبیش ایک لاکھ روپیہ سے زائد خرچ کر چکا ہوں بہت ساری کتب اپنے ہاتھوں لکھ کر دینی اشاعت وخدمت کے لئے مختلف حضرات کو پیش کر چکا ہوں جس پر کسی نے شکریہ بھی کرنا گوارا کم ہی کیا، کسی نے بڑی چھلانگ لگائی تو ایک دو کتب دینے پر ہی اکتفا کیا، اگر کسی نے کوئی معمولی حوصلہ افزائی کی بھی تو اسے بخیل صفت حضرات نے روک دیا کہ تم کیوں اسے خراب کرنے لگے ہو وہ تو بے لوث خدمت کرتا ہے، اس کے باوجود میں نے یہ کام نہیں چھوڑا اور اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے دین کی خدمت کا صلہ آخرت میں عطا فرمائے گا کام کو جاری رکھے ہوئے ہوں۔

علم غیب رسول بھی اسی طرح کی کاوش کا ثمرہ ہے، جسے میں نے قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی کی لائبریری سے حاصل کیا جو ان کے پاس ان کے پیر ومرشد حضرت قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر محرم اسرار خفی وجلی حضرت علامہ مولانا مفتی ابو الضیاء محمد علی قادری شطاری ضیائی فاروقی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتب کا ذخیرہ تھا یہ کتاب بھی ان سے مجھے حاصل ہوئی اور اس کے ساتھ کئی ایک دیگر کتب بھی ملیں جنہیں میں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے بعد مختلف اداروں کی نذر کر دیا، اس

کتاب کی اشاعت کا شرف جناب محمد خلیل صاحب، مکتبہ قادریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور کو حاصل ہو رہا ہے، یہ کتاب مولانا ابو صالح صاحب رحمہ اللہ تعالی جو سیالکوٹ کے علاقہ میتر انوالی کے رہنے والے تھے ان کی تحریر ہے، اور انتہائی مدلل کتاب ہے، اللہ تعالی دینی جذبہ اور حصول ثواب کی خاطر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی بھی پبلشروں کو توفیق بخشے!

میں نے کئی ایک کتب خانوں کا رخ کیا مجھے جہاں بھی علم ہوا کہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے وہاں پہنچا اور کتابیں دیکھیں اور حاصل کیں بہت سارے مسودات فوٹو کاپی کی شکل میں یا اصل چھپی ہوئی کتاب کی صورت میں میرے پاس موجود ہیں، جن پر کچھ کام ہو چکا اللہ تعالی کی توفیق سے باقی کام بھی ہوگا، انشاء اللہ تعالی!

اسی سلسلہ میں میں شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب رحمہ اللہ تعالی کے پاس بھی حاضر ہوا اور مولانا امام الدین کوٹلوی رحمہ اللہ تعالی کے رسائل حاصل کئے، آپ نے فرمایا کہ انہیں چھاپ دو مگر اس کی کمپوزنگ ایک مشکل مرحلہ تھا کہ کون پڑھے اور کمپوز کرے، کرتے کرتے وہی رسالے مجھے مولانا قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی کے مختصر کتب خانہ میں مل گئے، ان سے کمپوزنگ کی بات ہوئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اس طرح انہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ اور کہیں مفید حاشیہ اور مختلف عبارات کا ترجمہ کر کے کئی کتابوں کو آراستہ کر دیا اسی طرح مولانا محمد نبی بخش حلوائی صاحب تفسیر نبوی رحمہ اللہ تعالی کے رسائل اور کئی دیگر علماء کی کتب ان سے ملیں اور ان سے مع کمپوزنگ وغیرہ ملیں بہت سارا کام آسان ہو گیا، کئی کتابوں میں فہرست بھی تیار کی۔

رانا محمد نعیم اللہ، ایم اے، کاموکی

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ / ۹ دسمبر ۲۰۰۸ء

مصنف

مولانا ابوالبشیر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب یہ بات ہے کہ

مَنْ وَرَّخَ مُؤْمِنًا فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهُ☆ او کما قال

جس نے کسی مومن کی تاریخ لکھی اس نے گویا اسے زندہ کر دیا۔

اس لئے صاحب کتاب سے متعلق لکھنا بھی ایک سعادت کی بات ہے اس لئے مناسب ہوا کہ کچھ لکھا جائے، اس کتاب علم غیب کو پڑھتے ہوئے ان کے بارے معلومات میسر نہ آئیں، رانا نعیم اللہ صاحب کی وساطت سے معلوم ہوا کے حضرت کی اور کتب بھی ہیں لہذا مولانا کی کتاب پردہ سے کچھ اقتباسات پروفیسر آفتاب احمد نقوی صاحب کی تحریر کی تلخیص کرتے ہوئے صاحب ذوق حضرات کی خدمت میں پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین!

مولانا محمد صلح مرحوم ۱۸۹۶ء سے لاہور میں تشریف لائے، میٹرک تک تعلیم بھی پائی اور یہیں محکمہ ریل میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس طرح فکر معاش سے فراغت ملی تو دینی علم کے حصول کیلئے مختلف علمائے کرام سے کتب متداولہ کا مطالعہ کیا جس سے اسلامی علوم، فقہ، تفسیر اور حدیث وغیرہ سے شناسائی حاصل ہوئی۔

لاہور میں قیام کے دوران مولانا نے بعض مسائل کی تشریح و توضیح کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے متعلق علمائے کرام اور مشائخ عظام سے ملاقاتیں فرمائیں اور جب علم دین کے سلسلے میں مکمل اطمینان قلب نصیب ہوا تو قلم اور کاغذ کے رشتے سے اپنا تعلق مستقل طور پر جوڑ لیا اور اپنی عمر کے آخری لحات تک

تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔

شخصیت

مولانا محمد صالح ایک دلآویز شخصیت کے مالک تھے جن لوگوں سے ان کا تعارف رہا وہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا کے چہرے سے ہی یہ بات واضح طور پر عیاں ہوتی تھی کہ وہ ایک عظیم انسان ہیں مولانا کے اپنے معاصرین جن میں حضرت مولانا سید ابوالبرکات، پیر غلام دستگیر نامی، مولانا محمد نذیر عرشی اور بہت سے نامور علمائے کرام شامل ہیں ان سے خصوصی تعلقات تھے۔

مولانا کے نورانی چہرے اور لباس کے متعلق حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مولانا کے چہرے کا رنگ گندمی تھا اور ریش مبارک سفید تھی اکثر سفید لباس اور سفید پگڑی استعمال کیا کرتے۔ مولانا کے چہرے سے ایک نورانی قسم کی متانت اور سنجیدگی مترشح تھی۔

مولانا محمد صالح مذہبا حنفی اور مسلکا نقشبندی مجددی قادری چشتی بزرگ تھے اور اعلےٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا بریلوی سے والہانہ محبت رکھتے تھے لیکن اپنے عہد کے دوسرے علمائے کرام کے علمی مقام اور مذہبی خدمات کے بھی معترف تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کیلئے مخالف علمائے کرام کی رائے پیش کرنے سے بھی اجتناب نہیں فرمایا۔ یہ مولانا کی وسعتِ قلبی کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

مولانا کس عظیم شخصیت کے مالک تھے اور وہ علم دین کے کس قدر دلدادہ تھے اس کا ثبوت ہمیں اس حقیقت سے بطریق احسن ملتا ہے کہ انہوں نے لاہور میں ملازمت کرتے ہوئے دین کی تعلیم مکمل کی اور اپنی آمدنی کو مکمل طور پر دین کی خدمت

کیلئے وقف کر دیا ان کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی واضح احساس ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک زر کثیر دینی کتب کے حصول کیلئے خرچ کیا اور اپنے لئے ایک بہت بڑا دار المطالعہ قائم کیا۔

یوں تو مولانا کی تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے عبارت ہے لیکن ایک مخلص اور خادم قوم ہونے کی حیثیت سے انہیں دینی مدرسوں کے نوجوان طالب علموں سے بے پناہ محبت تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہی وہ افراد ہیں جنہوں نے آگے چل کر دین مصطفےٰ کے علم بردار ہونا ہے چنانچہ شیخ الجامعۃ الحنفیہ حضرت مولانا حافظ محمد عالم صاحب اپنے زمانہ طالب علمی میں جب کہ وہ حزب الاحناف لاہور میں زیر تعلیم تھے آپکے متعلق فرماتے ہیں کہ مولانا محمد صالح اکثر حزب الاحناف آیا کرتے اور اپنے ساتھ طلباء کو لے جاتے ان کی مالی مشکلات میں امداد فرماتے اور انہیں پُر تکلف کھانے سے نوازتے۔

وفات

آئے تھے سیر کے لئے سیر گلشن کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

مولانا نے تقریباً نوے سال تک عالم فانی میں زندگی گذار کر اگست 1959ء میں لاہور ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا چونکہ آپ کی وفات کیوقت آپ کے فرزند ارجمند میاں محمد بشیر احمد ایم۔اے بعارضہ دل ہسپتال میں زیر علاج تھے اور یہ مناسب نہ خیال کیا گیا کہ آپ کی وفات کی خبر شدید بیمار بیٹے تک پہنچائی جائے۔

اس لئے مولانا مرحوم کو امانۃً لاہور میں دفن کر دیا گیا جبکہ 1961ء میں مولانا کی وصیت کے مطابق انہیں جامع مسجد میتر انوالی ضلع سیالکوٹ کے احاطہ میں دفن کیا

گیا اور آج بھی ان کی پُرنور قبر اہل ایمان کیلئے مرکز علم ویقین بنی ہوئی ہے۔

اولاد

مولانا کی اولاد میں صرف ایک صاجزادے میاں محمد بشیر احمد تھے انہوں نے ایم۔اے تک تعلیم حاصل کی اور مرکزی حکومت کے محکمہ حسابات میں ملازمت اختیار کی اور یہیں سربراہ محکمہ کی حیثیت میں ریٹائر ہوئے

آپ کی تصانیف

(۱) پردہ	(۲) ضرورت شیخ	(۳) شب برات
(۴) علم غیب	(۵) رسالہ حقہ	(۶) نماز حنفی مدلل
(۷) التوحید	(۸) الرسالت	(۹) مسائل العیدین
(۱۰) قیام امام مہدی	(۱۱) احتیاط الظہر	(۱۲) خطبات الحنفیہ
(۱۳) آداب سلام	(۱۴) جنگ بلقان	(۱۵) نماز مترجم
(۱۶) مناجات	(۱۷) سلسلہ اسلام	

(۱۸) آسان سلسلہ تعلیم الاسلام (۱۹) منہاج القبول فی آداب الرسول

(۲۰) انوار اللمعہ فی اسرار الجمعہ (۲۱) سوانح عمر رسول مقبول

(۲۲) تحفۃ الاحباب فی مسئلہ ایصال ثواب (۲۳) عامل بنانے والی کتاب

(۲۴) فقہ نعمانی ترجمہ اردو خلاصہ کیدانی

(۲۵) فضائل رسول اللہ حصہ اول نداء یارسول اللہ

قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی مدرس

مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کامونکی

۰۳۳۳۲۸۹۳۲۳۰،۰۳۳۵۳۵۳۸۹۲۰

الصلوٰۃ معراج المؤمنین

نماز مومن کی معراج ہے

نماز کے احکام

تصنیف لطیف

مولانا ابو البشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

ترتیب جدید

مولانا محمد عبد الاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

تحفۃ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
قبروں کے حالات
جہانِ اولیاء

سر الاسرار
عبدیت حقیقت
کردارِ یزید
شاہانِ گوجر

غنیۃ الطالبین / انوار مدینہ
حدائق بخشش
جنابِ رسول اللہ ﷺ کی نماز
تفریح الخاطر و قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر
تحفہ حنفیہ
معجزاتِ رسول کریم ﷺ
غنیۃ الطالبین
اعمالِ جنت
کشف المحجوب / مکاشفۃ القلوب
خطبات الحنفیہ
شانِ حبیب المنعم مع روایات المسلم
نزہۃ المجالس
یا رسول اللہ ﷺ / فیضانِ غوث یزدانی
مدارج النبوت
آدابِ رسول
قصص الانبیاء
سیرتِ مصطفیٰ
مولانا حافظ خان محمد قادری کی تقریریں
نزہۃ الخاطر الفاتر
جنتی زیور
امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ

جلوہ دستِ قدرت
بارہ رسائل میلادِ مصطفیٰ
چار زندہ نبی
سیرتِ غوث اعظم
جہانِ انبیاء
راہنمائے نقابت
خصائص اہلبیت
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شانِ حبیب الباری
رسائل مجدد الف ثانی
نماز کے احکام
مسلمان کا عقیدہ
تواریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفرِ آخرت
اور
ہماری زندگیاں

کیا آپ جانتے ہیں
فتوح الغیب

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575